New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE
اعتبار ہونے تک
از فاطمہ خان
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

اعتبار ہونے تک

از فاطمہ خان

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

پری کی رخصتی اور نکاح کی تقریب رونمائی ہوں رہی تھی جس کی وجہ سے گھر میں ہر طرف ہل چل تھی

پریشے کی خالہ زاد بہن مہک سمیت دیگر کزن بھی پری کے کمرے میں داخل ہوئی۔اس کا کمرہ اوپر منزل پر تھا جس سے نیچے کا حصہ صاف نظر آتا تھا۔جہاں نکاح کی تقریب کی تیاری کی گئی تھی

پری آج نکاح کے جوڑے میں آسمان سے اتری شہزادی لگ رہی تھی اس پاس بیٹھیں ساری کزن دوست اسے خوب تنگ کر رہی تھی

آج تو دولہا بھائی کی خیر نہیں ہے پری ایمان سے غضب ڈھا رہیں ہوں اس لال جوڑے میں مہک نے کہا تو وہ شرما گئی آئینہ دیکھ کر تو وہ بھی ایک پل لیے خیران ہوئی وہ بیشک بے انتہا خوبصورت تھی وہ میک اپ کے بعد تو غضب ڈھا رہیں تھی

"

—

وہ سب خوش گپیوں میں مصروف تھیں کمرے کا دروازا کھولا دانیال صاحب پری کے پاپا اور کلثوم پری کی مما کمرے میں داخل ہوئے اپنی بیٹی کو دیکھ کر دونوں کی آنکھیں نم ہو گئیں آج وہ اپنی اکلوتی بیٹی کو رخصت کرنے جا رہے تھے۔

چلو بچوں آپ لوگ نیچے جا کر دیکھو برات آنے والی ہوں گی ان کو ویلکم کرنے کی تیاری کروں

وہ سب ایک ایک کر کے چلی گئیں اب کمرے میں مما پاپا اور پری ہی رہ گئے وہ پری کے پاس بیڈ پر جا کر بیٹھ گئے

بیٹا آج کا دن جیتنا ھمارے لئے خوشی کا ہے اتنا ہی غم بھی ھے آج ہم اپنے دل کے ٹکڑے کو خود سے جدا کر رہے ہیں یہ دن ہر لڑکی زندگی میں آتا ہے ہمیں اپنی بیٹی پر یقین ہے کہ وہ ہمیں کبھی شکایت کا موقع فراہم نہیں کرے گی۔

وہ اپنے باپ کے ساتھ مل کر رونے لگی وہ احمر کا ساتھ پانے پر بہت خوش تھی مگر اپنوں سے جدا ہونے کا غم بھی تھا

بس بھی کرے آپ باپ بیٹی سب نیچے انتظار کر رہے ہیں ہمارا اور یہاں باپ بیٹی کا پیار ہی ختم نہیں ہو رہا کلثوم بیگم نے ماحول کو خوش گوار بنانے کے لیے دونوں کو آنکھیں دیکھائی دل تو ان کا بھی اداس تھا پر وہ ان پر ظاہر نہیں کر رہی تھی

دانیال صاحب نے بیٹی کو خود سے جدا کیا بس بیگم آپ تو ہم باپ بیٹی کے پیار سے ہمیشہ جلتی ھی آئی ہے وہ مصنوعی خفگی سے گویا ہوئے

مما نے انہیں گورا آپ بھی نہ۔۔۔ ہاہاہا ماں کو ناراض دیکھ کر دونوں باپ بیٹی ہنس

پڑے چلے بیگم نہیں تو آج کے دن بھی آپ کو راضی کرنے میں لگے رہنا پڑے گا۔۔

اتنے میں دروازا دھماکے سے کھولا اور آنے والا کوئی اور نہیں شاہ زر تھا جو بہت

اجلت میں لگ رہا تھا

یہ کیا کہہ رہے ہو بیٹا دانیال صاحب نے جسے ہی شاہ زر کی بات سنی انہیں اپنے کانوں پر

یقین نا آیا یہ تم کیا کہہ رہے ہو ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ غم سے نڈھال ہوئے

پریشے کا رنگ پیلا زرد ہو گیا اپنے پاؤں پر کھڑے رہنے کی سکت باقی نہیں رہی دھڑام

سے پاس پڑے صوفے پر گر گئی ارحم ایسا کیسے کر سکتا ہے میرے ساتھ جھوٹ ہے یہ

سب پاپا ان سے کہے آج کے دن تو بخش دے مجھے کیوں آج کے دن بھی ایسے گھٹیا

مذاق کر رہے ہیں مجھے پتا ہے میرا ارحم ایسا ہو ہی نہیں سکتا ضرور شاہ زر مجھے ٹارچر کرنے

کے لیے کر رہا ہے انہیں میں کبھی بھی اچھی نہیں لگی آج کے دن بھی یہ مجھے رولانے

چاہتے ہیں

بکواس بند کرواپنی وہ جو تمھارا عاشق تھا عین ٹائم پر دھوکا دے گیا وہ غصّے سے چلا اٹھا اور

پاس پڑا گلدان لے کر دیوار پر مارا گلدان ٹوٹ کر بکھر گیا بالکل پری کے ارمانوں کی طرح تم اور تمھارا عاشق انتہائی گھٹیا نکلے میں پاگل تھا جو آج کے دن تمہاری شادی میں شامل ہونے آگیا نہ کر وہ کہ کر رو کا نہیں اور کمرے سے چلا گیا اور پیچھے ان سب کو حیران چھوڑ دیا کوئی اور وقت ہوتا تو دانیال صاحب اسے اپنی بیٹی کے ساتھ کیے گئے اس روئے کی پوچھ کچھ ضرور کرتے

دانیال صاحب کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہل رہے تھے بار بار ارحم کو فون کیا مگر جواب موصول نہیں ہوا

کچھ دیر کے بعد ارحم کے پاپا کا فون آیا ھم بہت شرمندہ ہیں دنیال صاحب ہمارے بیٹے نے ہمیں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا اور عین ٹائم پر گھر سے چلا گیا یہی کہا مجھے یہ شادی نہیں کرنی احمر کے باپ نہایت شرمندہ انداز مین مخاطب ہوئے

دانیال صاحب کو سن کر یقین آگیا کہ وہ واقعی خواب نہیں دیکھ رہے ہے بلکہ ان کی بیٹی بھری محفل میں رسوا ہونے جا رہی ہیں اب کیا ہوں گا دانیال نیچے سب رشتے دار بارات کا انتظار کر رہے ہیں کیا جواب دیں گے لوگوں کو اور پری کی طبیعت خراب ہو گئی

ہے میں نے مہک کو بھیجا ھے پری کے پاس کلثوم بیگم روتے ہوئے بتارہی تھی کچھ ٹائم پہلے وہ سب کتنے خوش تھے اور اب جیسے زندگی ان سے روٹھ گئی تھی

میرے پاس ایک آخری راستہ بچا ہے بیگم اور وہ ہے شاہ زر دانیال صاحب نے حاتمی انداز میں کہا

دانیال یہ آپ کیا کہ رہے ہے ابھی کچھ ٹائم پہلے آپ نے دیکھا نہیں کیا اس نے ہماری بیٹی کے کردار پر کیچڑ اچھالا ہے آپ جانتے ہیں وہ ہم سب سے کتنا بد ظن رہتا ہے وہ ہماری بیٹی کے قابل نہیں ہے آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں ایسا نہ کریں دانیال کلثوم بیگم رو پڑی دانیال صاحب نے بے بسی سے اپنی بیوی کو دیکھا مگر وہ اس وقت انہیں کوئی تسلی نہیں دے سکتے تھے اور انہیں روتا چھوڑ کر باہر چلے گئے

"ہاہاہا واہ انکل واہ" دانیال صاحب کی بات سن کر کچھ ٹائم تک شاہ زر نے انہیں غور سے دیکھا "آپ کو لگتا ہے میں آپ کی بات مان لوں گا کیوں میں کیوں مانو آپ کی بات کیوں دوں میں قربانی آپ کی بیٹی کی پسند کی شادی ہو رہی تھی ساری دنیا جانتی ہے یہ بات اور آپ کو لگتا ہے میں اس سے شادی کر لوں گا" شاہ زر بیڈ سے اٹھ کر ان کے

سامنے آکھڑا ہوا

"بیٹا پلیز تم بیٹھ کر آرام سے میری بات سن لو" وہ خود بھی اس کے بیڈ کے سائیڈ پر پڑی کرسی پر بیٹھ گئے ناچار شاہ کو بھی ان کے سامنے بیڈ پر بیٹھنا پڑا "جی عرض کرے اب کیا بچا ہے کہنے کے لیے" اس نے بے نیازی سے کہا وہ اسے آرام سے بیٹھا تھا جسے اس گھر میں جو کچھ ہوا اسے ذرہ فرق نہیں پڑتا

"میں جانتا ہوں بیٹا آپ کو کوئی فرق نہیں پڑتا آپ یہاں بھی میرے بہت اصرار کے بعد آئے ہو آپ کو نہ ہم سے سروکار ہے نہ ہماری بیٹی سے باہر خاندان کے بہت سے لوگ ہے جو اس موقع کا فایدہ اٹھا کر پری سے شادی کے خواہشمند ہو گے پر آپ جانتے ھو نہ بیٹا وہ سب صرف لالچ میں آکر یہ سب کرے گے اور میری بیٹی کو کبھی خوش نہیں رکھ سکے گے" دانیال صاحب اس وقت ہارے جواری کی طرح اپنی آنا اپنا مان سب کچھ ایک طرف رکھ کر ایک بے بسی باپ نظر آرہے تھے انہیں دیکھ کر شاہ زر کو سکون مل رہا تھا ایسا ہی تو چاہا تھا اس نے ایک طنزیہ نظر سامنے بیٹھے اپنے باپ کے واحد خون کے رشتے کو دیکھا جو صرف دنیاداری کے لیے اس کے چچا تھے ورنہ انہیں کبھی بھی اس سے کوئی سروکار نہیں رہا تھا

"تو اب چاہتے ہیں میں آپ کی بیٹی سے شادی کرلوں اور کو آپ شاید یہ غلط فہمی

بھی ہے کے میں آپ کی بیٹی کو خوش رکھوں گا ہاہاہا کس دنیا میں رہ رہے ہیں انکل یہ خوش فہمی دل سے نکال دے کے میں ایسا کچھ کروں گا بھی" وہ ان سے گویا ہوا کتنی نفرت تھی اس کے لہجے میں اگر دانیال صاحب دیکھ لیتے تو کبھی دوبارہ اپنی پھولوں جیسی بیٹی کو اسے ظالم انسان کے پلے نہ باندھنے کا سوچتے

"شاہ زر تم اس سے صرف نکاح کر لو کچھ دنوں بعد جب معاملہ ٹھنڈا ہو جائے گا تو تم اسے چھوڑ دینا" دانیال صاحب نے اپنے مطلب کی بات کی جو وہ سوچ کر آئیں تھے شاہ زران کی اس قدر کم ظرفی پر حیران ہوا ایک باپ بس کچھ ٹائم کے لیے اپنی بیٹی کو لوکوں کی باتوں سے بچانا چاہ رہے تھے اور اس کے بعد ـــــــــــــــ خیر مجھے کیا اس نے آنے والے خیال کو جھٹکا اور نکاح کے لیے ہاں کر دی۔ کون جانے شاہ زر کرنے کیا والا تھا

"خالہ جانی! انکل کہ رہے ہیں کہ اپی کو تیار رکھے نکاح خواں آ رہے ہیں" مہک کا بھائی نے کمرے میں جھانک کر اطلاع دی۔

مہک نے ماں کو بے یقینی سے دیکھا اور اٹھ کر ماں کے پاس آئی جو کھڑکی سے نیچے

ناجانے لوگوں کے چہروں میں کیا تلاش کر رہی تھی انہوں نے موڑ کر بیٹی کو دیکھا مگر کہ کچھ نہیں سکی

مما ارحم آگیا نہ میں کہ رہی تھی نہ وہ ایے گا شاہ زر جھوٹ بول رہے تھے میرے ساتھ ارحم ایسا کر ہی نہیں سکتا وہ خوشی سے جھوم اٹھی اس سے پہلے کے مما کوئی جواب دیتی دانیال صاحب اندر داخل ہوئے اور پیچھے خاندان کے دو تین بزرگ اور مولوی صاحب بھی تھے مہک نے جلدی سے پری کو بیڈ پر بیٹھایا اور دوسرا دوپٹا سر پر طریقہ سے درست کیا۔

نکاح شروع کیا گیا جیسے ہی لڑکے کا نام لیا پری کو جھٹکا لگا شاہ زر نہیں۔۔۔وہ بے یقینی سے پاس کھڑے اپنے والد کو دیکھنے لگی دانیال صاحب نے دھیرے سے اس کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا اور پریشے کو لگا جیسے دنیا اس سے روٹھ گی ہو وہ یہاں اپنے باپ کو شرمندہ نہیں کر سکتی تھی بے جان ہاتھوں سے نکاح نامے پر دستخط کئے اور جیسے ہی سب باہر نکلے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی

دانیال صاحب ایک بار پھر کمرے میں اے اور پری کو اپنے ساتھ لگیا کلثوم بیگم میں تو بیٹی کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی اس لئے وہ باہر چلی گئ

پاپا یہ سب کسے ہو گیا آپ ارحم کا انتظار کر لیتے آج نہیں تو کل وہ آ ہی جاتا آپ جانتے ہو

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ایسا نہیں تھا کچھ غلط ضرور ہوا ہو گا اس کے ساتھ وہ رو رہی تھی اس کے آنسو دانیال صاحب کے دل پر گر رہے تھے انہوں نے اسے خود سے جدا کیا اور پری کے آنسو صاف کیے اور خود کو بولنے لئے تیار کیا

میں جانتا ہوں ارحم کسی مصیبت میں ہوں گا میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں بچا تھا یہ نکاح دنیا کو دکھانے کے لیے ہوا ہے تاکہ کوئی میری بیٹی پر انگلی نہ اٹھا سکے جیسے ہی یہ بات ٹھنڈی پڑتی ہے یہ سب کچھ ختم کر دیں گے ارحم لوٹ آئے گا بس کچھ وقت کے لیے یہ سب کرنا بہت ضروری تھا لوگوں کے سوالوں کے جواب دینا بہت تکلیف ہوتا سمجھ رہی ہو نہ یہ سب ضروری تھا میری جان تمہارے بابا تمہیں ایسے اکیلے نہیں چھوڑ سکتے

وہ صرف سر ہی ہلا سکی گو کہ وہ مطمئن نہیں ہوئی مگر اپنے باپ پر اسے سب سے زیادہ یقین تھا وہ کبھی غلط کر ہی نہیں سکتے تھے

\-

\-

پری کو نیچے سٹیج پر لایا گیا جہاں شاہ زر پہلے سے موجود تھا پری کو اس کے پہلوں میں بیٹھایا سب آپس میں سرگوشیوں میں بات کر رہے تھے یہ سب تماشا اتنی آسانی سے وہ لوگ

بھول جانے والے نہیں تھے

کھانے کا دور شروع ہوا اور آہستہ آہستہ مہمان جانا شروع ہوئے کلثوم بیگم پری کے پاس آئی وہ جانتی تھی وہ بہت ضبط کر کے یہاں بیٹھی ہے انہوں نے مہک کو آواز دی مہک بیٹی زرہ پری کو اس کے کمرے تک چھوڑ آو شاہ زر جو کسی سے باتوں میں مصروف تھا ایک دم موڑا اور مہک سے مخاطب ہوا اسے میرے کمرے میں لے جائیں یہ تھک گئی ہو گی اب اس نے ایسے کہا جیسے اسے پری کی بے انتہا فکر ہو پری اور مما ایک دم پریشان ہو گئی پاس ہی دانیال صاحب بھی کھڑے تھے ان کے پاس آئے

شاہ زر یہ کیا کہ رہے ہو رخصتی تو آج نہیں کر رہے نہ بیٹا

شاہ زر نے انہیں ایسی نظروں سے دیکھا جیسے ان کی ذہنی حالت پر کوئی شعبہ ہوا اور اس پاس کھڑے مہمان بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے

کیا کہ رہے ہیں انکل پری کی آج ہی رخصتی تھی نہ بیشک اس کی پسند کی جگہ نہیں ہو پائی عاشق دھوکہ دے کر چلا گیا بچاری کو ایسے تن تنہا چھوڑ کر پر آپ تو جانتے ہیں میں بہت پریکٹیکل بندہ ہو اب نکاح کیا ہے تو نبھاؤں گا بھی نہ وہ چلاکی سے گویا ہوا

دانیال صاحب اس کی مکاری کو اب سمجھے وہ جو سوچ رہے تھے یہ سب بہت آسان ہے آپ سر پکڑ کر رہ گئے وہ اب مہمانوں میں اپنا تماشا نہیں بنا سکتے تھے مگر ایسے اپنی بیٹی کو

اس کے حوالے بھی نہیں کر سکتے تھے انہوں نے بہت کوشش کی کہ رخصتی نہ ہونے پائے مگر خاندان کے بزرگوں نے فیصلہ کیا کے لڑکا جب اپنی رضا سے رخصتی کرنا چاہتا ہے تو انکار کیوں

بیٹا یہ تو اس بچے کا احسان مانو جو اس نے تمہاری عزت رکھ دی نہیں تو کون کرتا تمہاری بیٹی سے شادی جس کی بارات ہی آئی نہیں دانیال صاحب کی رشتے کی خالہ نے کہا سب نے بھی انہیں کا ساتھ دیا اور ایسے نہ چاہتے ہوئے بھی پری کو شاہ زر کے کمرے میں لے جایا گیا.........

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

......

پری زندگی میں پہلی بار شاہ زر کے کمرے میں آئی تھی وہ بھی ایک ان چاہے رشتے کے ساتھ۔ کیوں کہ شاہ نے کسی کو بھی یہ حق نہیں دیا تھا کے کوئی بھی اس کی کمرے کے اندر کی زندگی میں مداخلت کرے. اس نے کمرے کا جائزہ لیا کمرہ بہترین طریقے سے سجایا گیا تھا کمرے میں ایک جہازی سائز کا بیڈ پڑا تھا جس پر خوبصورت بیڈ شیٹ پڑی ہوئی تھیں پاس میں دو کرسیاں پڑی ہوئی تھی کمرہ ہر لحاظ سے ایک بہترین کمرہ تھا۔ وہ اپنے ہی خیالوں میں بیٹھی کمرے کا جائزہ لے رہی تھی کے اچانک دروازہ کھلنے کی آواز پر

چونک گئی اور خیالوں کی دنیا سے لوٹ آئی۔

وہ کمرے کے بیچ میں ناجانے کب سے کھڑی تھی ایک دن میں ہی اسکی زندگی میں اتنا سب کچھ ہو گیا کہ اس کو سمجھنے کا وقت ہی نہ ملا وہ تو ابھی جی بھر کر رونا چاہتی تھی جی بھر کر اپنی قسمت پر ماتم کرنا چاہتی تھی

یہاں کھڑی کیا سوگ منا رہی ہوں ارحم کے نہ آنے کا افسوس کر رہی ہوں تو اس کے لیے پوری عمر پڑی ہے میری جان وہ کہتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس کے بے جان ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور پری ہوش کی دنیا میں واپس آئی اور اپنا ہاتھ اس ظالم انسان کے گرفت سے آزاد کرانے کی کوشش کی پر اگلا بھی شاہ زر تھا

می میرا ہاتھ۔۔ہاتھ چھوڑے اس کی آنکھوں میں آنسوں اور نگاہوں میں التجا تھی شاہ کی جگہ اس ٹائم کوئی اور ہوتا تو اتنے مکمل وجود پر عاشق ہو گیا ہوتا وہ لگ بھی آج کمال رہی تھی

نہ چھوڑوں تو۔۔۔کیا کرلوں گی تم وہ آج کس بھی حال میں ترس کھانے کے موڈ میں نہیں تھا

دیکھے شاہ زر آپ جانتے ہیں بابا نے یہ شادی کس وجہ سے کی ہے اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ اپنی حد میں رہے میں اس وقت بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں آپ اور

میں ایک دوسرے کے لیے بچپن سے اجنبی رہے ہیں بہتر ہے اب بھی جب تک

معاملہ ختم نہیں ہو جاتا مجھ سے دور رہے وہ غصّے سے گویا ہوئی اور اپنا ہاتھ چھوڑنا چاہا پر

آگلے کی گرفت بھی مضبوط تھی

شاہ زر نے جھٹکا دے کر اسے کھینچا وہ اس حملے کے لیے تیار نہیں دی جا کر شاہ زر کے

سینے سے ٹکرائی شاہ زر نے ہاتھ چھوڑ کر اسے خود سے دور کیا

تم لوگوں نے مجھے الو کا پٹھا سمجھ رکھا ہے کہ جب دل کیا مجھے استعمال کیا جب مقصد پورا

ہوا تو مجھے راستے سے ہٹا دوں گے نہیں پری صاحبہ یہ تمہاری بھول ہے اب تم تمام عمر

یوں ہی جیو گی مرو گی بھی وہ غصّے سے ڈھارا

میں ابھی جا کر پاپا کو تمہاری اصلیت بتاؤ گی پاپا سچ کہتے ہے جسی ماں ویسا بیٹا ماں نے تو پتا

نہیں کس کے ساتھ منہ کالا۔۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ اپنی بات پوری کرتی شاہ زر کا ہاتھ اٹھا اور پوری قوت سے پری کو

تھپڑ مارا وہ لڑکارہ کر دو قدم پیچھے ہوئی۔

کم زاد عورت تمہیں میں جان سے مار دوں گا اگر اپنی اس گندی زبان سے میری ماں کا

نام بھی لایا تو یہ زبان کاٹ کر رکھ دوں گا

وہ غصے سے بے قابو ہو رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے کھڑے انسان کا قتل

کر دے

سامنے سے ہٹو میرے اس نے دھکا دے کر پری کو اپنے سامنے سے دور کیا وہ جا کر دیوار کے ساتھ لگی۔وہ واش روم کے اندار گھس گیا

پر رو کا واپس مڑا اور پری کو کے پاس رو کا

اور ایک بات اب اگر طلاق کی بات بھی کی نا تو خدا کی قسم میں تمھارے ماں باپ کا جینا حرام کر دوں گا اور تمہیں جان سے مار دوں گا سمجھی۔۔۔۔۔۔

اور ہاں میری کسی چیز کو ہاتھ مت لگانا تم یہاں زمین پر سو گی اج سے

ایک تھپڑ کھانے کے بعد پری میں ہمت نہیں تھی کہ وہ آگے سے کچھ کہہ سکتی۔۔۔۔

ارحم شکستہ دل کے ساتھ گھر میں داخل ہوا اس کی ساری فیملی ڈرائنگ روم میں بیٹھی ہوئی تھی وہ تھے ہی کتنے لوگ ایک باپ ماں ایک بہن اور ارحم ٹوٹل چار لوگ کتنے خوش تھے وہ سب آج ان اکلوتے بیٹے کی شادی تھی پر پتا نہیں کس کی نظر ان کے ہستے بستے گھر کو لگ گئی سب کچھ ہی ختم ہو گیا

صبح تک جس گھر میں شادی کے ہنگامے تھے اب وہاں موت کا سماں تھا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہاں تھے ارحم سب سے پہلے اس کی ماں اٹھ کر اس کے پاس آئی ارحم کو دیکھ کر ان کا دل تڑپ اٹھا کتنا خوش تھا ان بیٹا پھر آخر ایسا کیا ھوا کہ سب کچھ ایک دم سے ختم ہو گیا ارحم نے اپنی ماں کو دیکھا اور ضبط کھو گیا وہ ان کے گلے لگ کر رو رہا تھا باپ اور بہن بھی بے قرار ہو کر اس کے قریب آئے

صفا بیٹا جاؤ بھائی کے لیے پانی لاؤ ماں نے ارحم کو خود سے الگ کر کے صوفے پر بیٹھایا

۔صفا نے جلدی سے ارحم کو پانی دیا جو اس نے ایک سانس میں پی لیا۔

اب بتاؤ کیا ہوا تھا بیٹا ایسا کہ تم نے اتنا بڑا قدم اٹھایا صمد صاحب نے دھیرے سے اس کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا جیسے تسلی دے رھے ہوں کے ہم ہے نہ تمھارے ساتھ.

ارحم نے سہارا ملتے ہی دھیرے دھیرے سب بتایا جو اس کے ساتھ ہو چکا تھا۔

جیسے سنتے ہی سب سکتے میں چلے گئے۔ یہ سب شاید ان کی قسمت میں لکھا گیا تھا۔

تم پریشان مت ہوں بیٹا ہم صبح ہی جا کر دانیال صاحب سے بات کرے گے وہ ضرور ہماری بات سمجھے گے تم اب جاؤ آرام کرو پری ضرور تمہیں ہی ملے گی۔

وہ سب لوگ اپنے کمرے کی طرف چلے گئے اور ارحم واہی بیٹھا ماضی میں کھو سا گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج پری کا یونیورسٹی کا پہلا دن تھا ہر نئے آنے والے کی طرح وہ بھی تھوڑی بہت گھبرائی ہوئی تھیں۔اگرچہ وہ کافی حد تک خوداعتماد تھی پر بھی تھوڑہ سا گھبرانا فطرتی عمل تھا ہر نئی جگہ پر خود کو ایڈجسٹ کرنا مشکل ضرور ہوتا ہے ناممکن نہیں اور پری جیسی لڑکیاں جنھیں گھر میں ہر قسم کی آزادی ملی ہو ان میں اعتماد کافی حد تک پایا جاتا ہے وہ ہر میدان میں اپنا آپ منوا لیتے ہیں.

واس نے جینز کے ساتھ کرتا پہنا ہوا تھا یہ اس کی فیورٹ ڈریسنگ تھی اکثر اوقات وہ اسے ہی کپڑے پہنتی دوپٹا گلے میں ہوتا بالوں کو پونی میں بند کیا ہوتا وہ اس سٹائل میں بھی بہت منفرد لگتی تھی۔۔

اس نے بہت کم وقت میں اپنے ڈیپارٹمنٹ میں اپنا نام بنا لیا تھا وہ پڑھائی میں اچھی تھی
۔

ارحم بھی پری کا کلاس فیلو تھا اپنے کام سے کام رکھنے والا۔۔ایک دن سر اجمل نے گروپ پریزنٹیشن دی جس میں ارحم اور پری کا گروپ تھا وہی سے ان دونوں کی دوستی کا آغاز ہوا۔۔

آج پری نے بلیک لانگ فراق پہنا ہوا تھا بالوں کو جوڑے کی شکل میں اونچا باندھا ہوا تھا

۔اور دونوں سائیڈوں سے کچھ آوارہ لٹے بار بار اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔

آج یونی میں مینا بازار تھا بہت سارے سٹوڈنٹس نے سٹال لگایا تھا پری صرف ارحم کے کہنے پر آئی تھی ورنہ اسے اس قسم کے فنکشن میں آنا پسند نہیں تھا وہ یہ وقت اپنے گھر والوں کے ساتھ گزارنا پسند کرتی تھی

"شکر پری تم آگئی کب سے انتظار کر رہا تھا تمہارا" ارحم نے پری کو دور سے آتے دیکھ لیا تھا تبھی جلدی سے اس کے پاس آیا

"ہاں اور ارحم تم جانتے ہو میں صرف تمہاری وجہ سے آئی ہو یونو نہ مجھے اسے فنکشن میں آنا بلکل پسند نہیں" وہ ناراضگی سے گویا ہوئی۔ارحم نے نظر اٹھا کر پری کو دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا وہ آج بہت بدلی ہوئی لگ رہی تھی۔ہمیشہ سے جینز پہننے والی لڑکی آج مشرقی لباس میں نظر لگ جانے کے حد تک پیاری لگ رہی تھی۔۔آج ارحم نے اپنا دل پری کے خوبصورتی اور اس کی معصومیت پر ہار دیا تھا "ارحم کیا ہو گیا ہے ایسے کیوں دیکھ رہے ہوں" ارحم ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔"یار آہی گئ تو موڈ ٹھیک کرو بلکل چڑیل لگ رہی ہوں" وہ شرارت سے گویا ہوا۔"سچ میں کیا ارحم میں پیاری نہیں لگ رہی ماما نے زبردستی مجھے یہ ڈریس پہنے کو دیا میں یہ پہنا نہیں چاہتی تھی دیکھوں کتنی آورلگ رہی ہوں نہ" وہ رودینے کو تھی۔

"ارے بیوقوف لڑکی کس نے کہا تم پیاری نہیں لگ رہی تم تو آج بہت منفرد لگ رہی ہوں بہت پیاری بلا میری دوست بری لگ سکتی ہے کیا" وہ ایک دم سے کھل اٹھی

"تھینک یو ارحم تم بہت اچھے ہوں" وہ سچے دل سے بولی۔"اور تم بھی چڑیل" ارحم وہ چلائی ہاہاہا ارحم نے قہقہہ لگایا پری بھی اس کے ساتھ ہی ہسنے لگی۔آج کا پورا دن ان دونوں نے مل کر بہت انجوائے کیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پری اور ارحم اس وقت یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھیں چونکہ اب فائنل ہونے والے تھے تو زیادہ تر سٹوڈنٹس گھروں میں بیٹھ کر پیپرز کی تیاری کر رہے تھے۔پری اور ارحم ساتھ بیٹھے پڑ رہے تھے آخری سمیسٹر تھا پری اس بار بھی ٹاپ کرنے کے لیے بے چین تھی۔

"پری میں تم سے اج ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں" ارحم نے کتاب بند کر کے گھاس پر رکھی اور پری کی طرف متوجہ ہوا۔

"ہاں بولو میں سن رہی ہوں" اس نے کتاب سے نظریں ہٹائے بنا جواب دیا" نہیں تم پہلے کتاب بند کرو ارحم نے خود ہی اس کی بک لے کر سائیڈ پر رکھی پری نے سوالیہ

نظروں سے ارحم کو دیکھا "ایسی بھی کیا بات ہے ارحم جانتے بھی ہوں کچھ روز بعد پیپرز ہے اور تم ہو کے سیریس ہی نہیں ہو رہے "پری نے کھا جانی والی نظروں سے ارحم کو دیکھا۔۔

"میری بات بھی بہت ضروری ہے پری" وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔ "ہاں کہو سن رہی ہوں میں"۔ تم جانتی ہوں پری میں نے پاپا کا بزنس جوائن کیا ہے یونی کے بعد اب واہی ہوتا ہوں کچھ دنوں بعد ہم یہاں سے فارغ ہو جائے گے ماما پاپا چاہتے ہیں کے میں شادی کر لوں اب"

"واہ زبردست یہ تو بہت خوشی کی بات ہے ارحم" وہ خوشی سے چلائی اس پاس کے کچھ سٹوڈنٹس نے عجیب نظروں سے انہیں دیکھا

"ہاں اور آج میں ارحم صمد پریشے دانیال سے کہنا چاہتا ہوں کیا پری تم مجھ سے شادی کرو گی" وہ پری کے آنکھوں میں دیکھ کر بولا

پری کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی "دیکھوں پری میں آج سے نہیں بہت پہلے سے تمہیں پسند کرتا ہو بتایا اس لیے نہیں کے ہم دونوں ہی پڑھ رہے تھے تم مجھے جانتی ہوں اور میں تمہیں کیا میں ماما پاپا کو تمہارے گھر بھیج دوں"

"دیکھوں ارحم تم میرے بہت اچھے دوست ہو رہی شادی کی بات تو اس کا فیصلہ ماما پاپا

کرے گے "پری نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "ٹھیک ہے پری مجھے یقین ہے انکل آنٹی ضرور راضی ہو گئے آخر کو اتنا ہینڈسم بندہ ہو اور کون کرے گا تم چڑیل سے شادی سوچا میں ہی قربانی کا بکرا بن جاؤ" اب اس کی آنکھوں میں شرارت تھی "میں تمہارا سر پھوڑ دوں گی ارحم" پاس پڑی کتاب لے کر پری نے ارحم کے سر پر ماری "ظالم چڑیل" ارحم نے منہ بنایا پری کھلکھلا کر ہنسی۔۔

دونوں کے گھر والے آپس میں ملے دنوں کو ایک دوسرے کے رہن سہن بہت پسند آئے کچھ چھان بین کے بعد رشتہ پکا کر لیا گیا تھا اور آج ارحم کے گھر والے پری کو رنگ پہنانے آئے تھیں۔

پری نے لائٹ پنک لانگ مکسی پہنی تھی وہ آج پارلر سے تیار ہوئی تھی خوبصورت میک اپ کے ساتھ بہت پیاری لگ رہی تھی دیکھنے والے بس دیکھتے رہ گئے۔ ارحم بھی بلک ڈریس میں کسی سے کم نہیں لگ رہا تھا دونوں کی جوڑی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

آج خلاف معمول شاہ زر گھر پر ہی تھا۔ وہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا نیچے ہونے والی تقریب دیکھ رہا تھا۔ "ماں آکر دیکھیے ناں آج بھی آپ کا بیٹا بلکل اکیلا ہے کوئی بھی

تو نہیں ہے میرا یہاں آکر دیکھے نا سب کتنے خوش ہے وہ لوگ جنہوں نے ہمارے ہستے بستے گھر کو آگ لگا دی وہ آج بھی جشن منا رہے ہیں ماں۔۔۔۔۔۔" وہ اج پھر سے پانچ سال کا بچہ لگ رہا تھا وہی بچہ جس کی ماں اس کے سامنے تڑپ تڑپ کر مر رہی تھی اور وہ کچھ نہیں کر سکا تھا۔پر اب زندگی میں وہ لمحہ آگیا تھا کہ وہ اپنے ماں کے ساتھ ہوئے ہر زیاتی کا بدلہ لے سکے۔

ایک سرد نگاہ نیچے لان میں ڈالی جہاں ارحم پری کو انگھوٹی پہنا رہا تھا اور پری اس کی کسی بات پر ہنس رہی تھی اس نے یہ منظر نفرت سے دیکھا اور پردے برابر کر کے اپنے بیڈ پر لیٹ گیا۔۔" بہت ہوا اب میری باری ہے " ابھی میں بتاؤ گا تم سب کو زندگی عذاب ہونا کیسے کہتے ہیں " وہ نہایت نفرت سے خود سے گویا ہوا۔نیچے موجود لوگ اپنی خوشیوں میں اتنے مگن تھے کہ اس گھر میں موجود ایک جیتے جاگتے انسان کی غیر موجودگی کو فراموش کر چکے تھے۔۔ مگر وہ نہیں جانتے تھے آنے والا وقت کیا مذاق کرنے والا ہے

آج وہ مری واپس جا رہا تھا۔وہاں وہ ایک ہوٹل بنا رہا تھا اس لیے یہاں کا سارا کام منیجر

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کے حوالے کیا ہوا تھا کبھی کبھی آ کر آفس کا چکر لگا لیتا تھا۔ویسے بھی یہاں اس کا تھا ہی کون جو اس کے آنے یا نہ آنے سے پریشان ہوتا۔

وہ کمرے سے نکلا فون کان ساتھ لگایا ہوا تھا اپنے مینیجر کو ضروری انفارمیشن دے رہا تھا سامنے والے کمرے سے پری اجلت میں نکلی اور بے دھیانی میں چلتے ہوئے شاہ زر سے ٹکرائی "تم دیکھ کر نہیں چل سکتی یا منگنی کے بعد چلنا بھول گئی ہو "اس نے نفرت سے پری کو ایک ہاتھ سے خود سے دور کیا۔وہ گرتے گرتے بچی "ہاں میں دیکھ کر نہیں چل سکتی تھی تو کیا آپ کی آنکھیں دیکھنے سے محروم ہو گئی ہے آئندہ مجھ سے اس انداز میں بات کرنے کا سوچیے گا بھی مت "وہ غصّے سے چلائی۔"اچھا کیا کر لوں گی مس پریشے زرہ مجھے بھی تو بتائیں "وہ طنزیہ انداز میں گویا ہوا۔"میں آپ منہ بھی نہیں لگنا چاہتی "وہ حقارت سے کہتی اس کے پاس سے گزر کر جانے لگی کہ شاہ زر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر خود کے قریب کیا غصّے سے اس کے چہرے کی نہسے پھول رہی تھی آنکھوں میں نفرت و غصہ تھا۔پری ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں سے ڈر گئی۔اور اپنا ہاتھ چھوڑنا چاہا شاہ زر نے اور سختی سے اس کا ہاتھ دبایا پری کو بہت تکلیف ہوئی اور آنکھوں میں پانی آ گیا۔۔"بس اتنا ہی تھا آئندہ اگر اس انداز میں بات کی تو یہ ہاتھ تن سے جدا کر دوں گا "وہ حقارت سے بولا اور اس کا ہاتھ مزید دبا کر چھوڑ دیا۔جنگلی انسان پری نے نفرت

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے اس کے پست کو گھورا۔ وہ نیچے آیا تو کلثوم بیگم ٹی وی دیکھ کر رہی تھی شاہ زر کو جاتے
ہوا دیکھا تو اس کے پیچھے چلی گئی شاہ زر جتنا بھی ان سب سے بے زار ہوتا پر کلثوم بیگم پر
بھی شاہ زر کے لیے پریشان رہتی وہ نہیں جانتی تھی کہ شاہ زر ایسا کیوں ہے وہ تو ہر وقت
اس کا اچھا ہی سوچتی تھی۔ یہ الگ بات کہ شاہ زر کو یہ سب صرف ایک ڈرامہ ہی لگتا تھا
۔"شاہ زر بیٹا کہا جا رہے ہو ابھی دو دن پہلے ہی تو آے ہو۔"""او اچھا آپ یاد تھا کے میں
دو دن سے اسی گھر میں رہ رہا ہوں حیرت ہے کل بھی میں اسی گھر میں تھا شاید جب اس
گھر میں آپ کی بیٹی کی منگنی ہو رہی تھی آنٹی تب میرا خیال نہیں آیا" وہ نہ چاہتے ہوئے
بھی گلہ کر گیا جو بھی تھا اسے اپنا آپ یوں اگنور ہونا اچھا نہیں لگا تھا۔"بیٹا معافی چاہتی
ہوں کل اتنا کام تھا کہ تمہاری طرف دیہان ہی نہ جا سکا" وہ واقعی شرمندہ تھی۔پر شاہ
زر کو لگا اب بھی یہ عورت دکھاوا کر رہی ہیں "پلیز آنٹی مجھے دیر ہو رہی ہے میرا اور اپنا
وقت مت برباد کرے مجھے ان فضول کی رسموں رواجوں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے"
وہ جانے کے لیے مڑا "بیٹا ناشتہ تو کرتے جاؤ" اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دیتا پری
بھی وہاں آ گئی "ماما جب ان کو ہم سب کی کوئی پرواہ نہیں تو کیوں اسے انسان کے سامنے
اپنی صفائی پیش کر رہی ہے جاتے ہیں تو جاے نہ" پری نے اپنا بدلہ سود سمیت واپس لیا
وہ ایک سخت نگاہ اس پر ڈال کر چلا گیا۔"اسے بات کرتے ہے پری بڑوں سے "کلثوم

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بیگم نے پری کو ڈانٹا"اور وہ جو مرضی آئے ہمیں کہے ہم سنتے رہے"اس ناراضگی سے ماں کو دیکھا"بیٹا آئندہ اسے بات مت کرنا چاہے وہ جیسا بھی کرے ہم اس کی طرح تو نہیں ہو سکتے"پری نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

موسم بہار کی آمد آمد تھی ہر طرف ہریالی ہی ہریالی تھی۔پری اور ارحم کی شادی کی تاریخ طے ہو گئی تھی اسی سلسلے میں ارحم نے پری کو ساتھ شاپنگ پر لیا دونوں کے گھر والے چاہتے تھیں شاپنگ ارحم اور پری کی پسند کی ہو۔"پری یار میں سوچ رہا ہوں کہ کیوں نہ آج ہی بھاگ کر شادی کر لے"ارحم شرارت سے بولا۔پری نے محض گھورنے پر ہی گزرا کیا وہ اس وقت شاپنگ مال میں موجود تھے اور یہاں وہ ارحم کی فضول باتوں کو اگنور کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی تھیں۔"پری ویسے میں سوچ رہا ہوں کہ۔۔۔"ارحم اگر اب تم نے کچھ کہا نہ تو میں چلی جاؤں گی پھر کرنا اکیلے شاپنگ" اس کی دھمکی کرامد ثابت ہوی ارحم نے شرافت سے ساری شاپنگ مکمل کی اب ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے لنچ کر رہے تھیں۔"پری ہماری شادی میں بہت کم دن رہ گئے ہیں

نہ"

ہاں ارحم واقعی میں دیکھوں نہ کتنا ٹائم گزر گیا اور شادی کے دن قریب آ گئے ہیں"

"پری شاہ زر بھائی آئے گے کیا ہماری شادی میں "پری نے ناگواری سے ارحم کو دیکھا

"تمہیں پتا ہے نہ ارحم شاہ زر اور میری کبھی نہیں بنی نہ اس کا رویہ گھر والوں کے ساتھ ٹھیک ہے پتا نہیں خود کو سمجھتا کیا ہے."

پری نے لاپرواہی سے کہا اور پھر سے کھانے میں مگن ہو گئی ارحم بھی چپ ہو گیا اسے مناسب نہیں لگا کے وہ ان کے گھر کے معاملے میں بولے ویسے بھی اس کا شاہ زر سے آمنے سامنے کبھی سامنا نہیں ہوا تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تمہیں پتا ہے ارحم شاہ زر کی امی کے ساتھ پتا نہیں کیا ہوا تھا میں نہیں جانتی بس اتنا سنا ہے کہ وہ اچھی عورت نہیں تھی شاہ زر مجھ سے نو سال بڑے ہے میں نے جب سے ہوش سنبھالا شاہ زر کو سب سے بے زار دیکھا میں نے بہت کوشش کی کہ میں ان کے قریب ہو جاؤ مگر ہر بار انہوں نے مجھے خود سے دور کیا ایک بار میں سیڑھیوں سے گر گئی تھی شاہ زر بھی اس وقت میرے ساتھ ساتھ اتر رہا تھا میرا پاؤں سلپ ہوا میں نے شاہ زر کا ہاتھ تھامنا چاہا تو اس نے ہاتھ مجھ سے دور کر دیے میں گر گئی اور وہ بے حس کھڑا دیکھتا رہا وہ مجھے بچا سکتے تھے مگر انہوں نے مجھے نہیں بچایا اس دن کے بعد میں نے

بھی ان کے قریب جانے کی کوشش نہیں کی "ارحم کو سن کر دکھ ہوا کوئی کزن اتنا لاپرواہ بھی ہوتا ہے

"پری یہ دنیا ہے یہاں ہر طرح کے لوگ ہے کوئی بہت اچھا کوئی بہت براہر کسی کا اپنا انداز ہے زندگی جینے کا ہو سکتا ہے شاہ زر بھائی تم سے جیلس ہوتے ہو تمہارے پاس ماں باپ دونوں کا پیار موجود تھا اور ان کے پاس ایسا کوئی بھی رشتہ نہیں تھا"

"تم کہ رہے ہوں تو سچ ہی کہ رہے ہوگے مگر مجھے ابھی اور شاہ زر نامہ نہیں سنا ابھی ہمیں دیر ساری شاپنگ کرنی ہے تو جلدی سے اٹھو" پری نے ارحم کا دھیان شاہ زر سے ہٹایا وہ گھر کی باتیں باہر کسی سے بھی ڈسکس نہیں کرتی تھی وہ تو آج بھی باتوں باتوں میں شاہ زر اور اپنے درمیان رنجشِ کا ذکر کر بیٹھی احساس ہونے پر جلدی سے بات بدلی پھر ارحم نے پیمنٹ کی اور پری کو لے کر دوسرے شاپنگ مال گیا وہاں بھی ارحم نے خوب پری کو تنگ کیا

پھر ارحم اور اس نے بہت ساری شاپنگ کی اور رات گئے واپس ہوئے

مہندی کے ہنگامے اروج پر تھے۔پری یلو فراق جس میں گھوٹے کا کام ہوا تھا گرین

دوپٹہ جس کے سائیڈ پر گوٹے کا نازک سا کام تھا ساتھ یلو ہی کھسے اور گرین پاجامہ پہنا تھا بال دونوں سائیڈ سے آگے کیے ہوئے پھولوں کی جیولری پہننے ہوئی تھی وہ آج آسمان سے اتری ہوئی شہزادی لگ رہی تھی۔

کم ارحم بھی نہیں لگ رہا تھا اس نے وائٹ شلوار قمیض ساتھ گرین ویسٹ کوٹ پہنا تھا دونوں کی جوڑی چاند سورج کی جوڑی لگ رہی تھی۔

شاہ زر بھی آج ہی آیا ہوا تھا وہ بھی کلثوم بیگم کے بے جا اسرار پر دانیال صاحب نے بھی اسے آنے پھر اصرار کیا دنیاداری کے لیے ان شاہ زر کو یہاں ہونا ضروری تھا نہیں تو لوگ کیا کہتے۔۔۔

لڑکے والے آگئے ہر طرف ہلچل مچ گئی تھی ہر کوئی فنکشن کے ہنگاموں میں مصروف تھا۔

شاہ زر ابھی تک کمرے میں تھا۔اس کا فون بجا"ہاں بولو ہوا انتظام۔۔ہاں ں ہاں ٹھیک ہے اگر وہ پر بھی نہ مانا تو اسے اٹھا دینا۔مجھے پتا ہے وہ خود ہی راستے سے ہٹ جائے گا بس کل اس گھر میں اس کا وجود نہ آسکے جیسے میں نے کہا ہے ویسا ہی ہونا چاہیے باقی کے پیسے تمہیں پرسوں صبح مل جائے گے۔"فون بند کر کے وہ ہلکا پھلکا ہو گیا"اسے کو تیسا کیسے کہتے ہیں یہ اب میں بتاؤ گا تم سب کو میری گھر کی خوشیاں چھین کر خود خوشیاں منا رہے

ہوں تم سب ایسا شاہ زر کبھی ہونے نہیں دے گا اب روگے فریاد کروں گے تم سب مجھ سے زندگی حرام کردوں گا تم سب پھر" وہ خود سے کہتا ہوا کمرے سے نکلا آج وہ بہت خوش تھا اپنے مقصد کے بہت قریب تر تھا اب وہ اپنے ماں پھر ہونے والے سارے ظلم کے بدلے سود سمیت واپس لینے والا تھا۔۔اس نے دور سے پری اور ارحم کو اک ساتھ دیکھا ایک تلخ سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آکر گزگئی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آخر بارات کا دن بھی آگیا دونوں گھروں میں تیاریاں عروج پر تھی "صفا بیٹا جاؤ بھائی سے کہو وقت سے پہلے ہی تیار ہو جائے آج کل حالات بھی سازگار ہے جلدی نکلے گے تو ہی پہنچ پائیں گے آئے دن جلوس ہنگامے ہوتے ہیں پر نکاح بھی ہے ساتھ ٹائم سے پہلے ہی نکالنا چاہیے" وہ پریشانی سے گویا ہوئی "اوہو ماما آپ بھی نہ اتنا پریشان مت ہو سب انشاءاللہ وقت پر ہوں جائے گا" صفا نے انہیں تسلی دی اور ارحم کے کے کمرے کی طرف چلی گئی۔ارحم شاید واشروم میں تھا اس وہی بیٹھ گئی ارحم باہر نکلا تو صفا کو دیکھ

کر خیران ہوا "میری گڑیا یہاں کیا کر رہی ہے اس وقت تو تمہیں پارلر میں ہونا چاہیے نہ "اس نے ٹاول کرسی پر ڈالی اور صفا کی پاس آیا "بھائی میں بس جانے والی ہی تھی کہ مما کا حکم آیا کے جا ارحم سے کہو وقت سے پہلے ہی تیار ہو نا جلدی نکلے گے مما کو پتا نہیں ہے کہ لڑکا تو وقت سے بہت پہلے ہی تیار ہے "آخر میں وہ شرارت سے گویا ہوئی۔ارحم بے سہتا ہنسا "شریر لڑکی جاؤ تم تنگ مت کرو خود بھی تیار ہو اور مجھے بھی ہونے دوں" "دیکھا آپ ابھی سے بدل گئے ابھی تو بھا بھی آئی بھی نہیں اور میری باتوں سے آپ تنگ ہونے لگ گئے۔" صفا ناراضگی سے گویا ہوی آنکھوں میں البتہ شرارت صاف دکھائی دے رہی تھی "ہاں تو اور کیا تب تو مجھے یاد بھی نہیں رہے گا کی صفا نام کی کوئی لڑکی میری بہن بھی تھی "اسے صفا کو تنگ کرنے میں ہمیشہ مزہ آتا تھا "بھائی آپ بہت برے ہے ابھی تو مجھے جلدی ہے بعد میں آپ سے اس بات کا بدلہ لوں گی مجھے دیر ہو رہی ہے "جاؤ جاؤ بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی "ارحم نے صفا کو جاتے ہوئے پر تنگ کیا۔۔ارحم ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر بال بنانے لگا کے اس کا فون بجا اسنے اجلت میں فون اٹھایا "ہیلو ارحم سپیکنگ "ایک ہاتھ سے اب بھی وہ اپنا ہیر سٹائل بنا رہا تھا" جانتا ہوں ارحم بول رہے ہو اور میں یہ بھی جانتا ہوں اس وقت تمہاری بہن گاڑی میں پالر جا رہی ہے "ارحم کا ہاتھ وہی روکا اور اس نے موبائل کان سے ہٹا کر نمبر دیکھا وہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کوئی انون نمبر تھا۔"اس سب بکواس کا کیا مقصد ہے"ارحم غصّے سے ڈھارا"آرام سے ارحم صاحب آرام سے اگر تم چاہتے ہو تمہاری بہن آرام سے گھر واپس آئے تو میری ایک بات مان لوں نہیں تو آج کل ہمارے ملک میں کسی کا اغواء ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے یہ تو تم جانتے ہو"ارحم کو اندازہ تھا آج کل کیا کچھ ہو رہا تھا وہ اپنی بہن کو برباد نہیں کرنا چاہتا تھا چاہے بدلے میں اسے کچھ بھی کرنا پڑتا۔"دیکھوں میری بہن کی طرف دیکھنا بھی مت جان لے لوں گی میں تم سب کی"وہ بے بسی سے بولا"یہ تو تم پر ہے ارحم اگر تم چاہتے ہو تو تمہاری بہن واپس آسکتی ہے نہیں تو پھر کبھی نہیں بولو منظور ہے "ہاں ہاں مجھے سب منظور ہے میری بہن کو کچھ مت کہنا"وہ اس وقت بے بسی کی انتہا پر تھا"ٹھیک ہے تم پریشے سے شادی سے انکار کر دوں ابھی اسی وقت اگر دھوکا دینے کا سوچا بھی نہ تو یاد رکھنا تمہاری بہن کسی کو منہ دیکھنے کے قابل نہیں رہے گی"کوئی بم تھا جو ارحم کے وجود پر گرا تھا مگر اس کے پاس کوئی اور راستہ نہیں بچا تھا"کون ہو تم اور مجھ سے یا پری سے تمہاری کیا دشمنی ہے"وہ ناگواری سے بولا"دیکھو لڑکے کیوں، کیا، کس لیے کو چھوڑو جو کہا ہے وہ کرو نہیں تو پھر ہم وہ کریں گے وہ تم نہیں چاہتے"ٹھیک ہے مجھے منظور ہے"وہ لاچاری سے بولا ایک طرف پری تھی جس سے اسے پیار تھا دوسری طرف پھولوں جیسی بہن۔۔اس کے بعد اس نے باپ کو انکار کیا اور گھر سے چلا گیا وہ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہاں رہنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ وہ کمزور نہیں پڑھنا چاہتا تھا۔

وہ دونوں ہتھیلیاں تھوڑی کے نیچے رکھے زمین پر بیٹھی گہری سوچ میں تھی اور ساتھ ساتھ اپنے نہ روکنے والے آنسو اپنی ہتھیلی سے بے دردی سے صاف کر رہی تھی "آخر ایسا کیا ہوا کہ ارحم نے میرے ساتھ ایسا کیا ارحم اللہ تمہیں بھی کبھی بھی خوشی نہ دے پاپا نے مجھے جہنم میں دھکیل دیا شاہ زر نے کتنے غصّے میں کہا تھا اگر میں نے طلاق لی تو وہ ہم سب کی زندگی جہنم بنا دے گا "اس نے بیڈ پر سکون سے لیٹے شاہ زر کو ایک نظر دیکھا "ہاں یہ سب کچھ کر سکتا ہے کتنی نفرت تھی شاہ زر کی نظروں میں مجھے اتنی جلدی اس سے علیحدہ ہونے کا نہیں سوچنا چاہیے نہیں تو شاہ زر مما پاپا کو سچ میں بہت تکلیف دے گا بچپن سے ہی تو ایسا کرتا اہا ہے یہ ظالم انسان پاپا نے پتا نہیں کیا سوچ کر یہ سب کیا شاید پاپا کو لگا ہو گا کہ شاہ کو مجھ سے کوئی سروکار نہیں خود ہی مجھے چھوڑ دے گا مگر اس ظالم انسان کے دل اور دماغ میں کیا چل رہا ہے یہ نہ جان سکے مجھے اب بہت سوچ کر قدم اٹھانا ہو گا "اسکا ایک تھپڑ کھا کر پری کو سمجھ آ گئی تھی کہ وہ شخص کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔ خود سے باتیں کرتے کرتے وہ وہی زمین پر لیٹ گئی اور سوچتے سوچتے نہ جانے

کب نیند کی وادیوں میں چلی گئی اسے پتا نہیں چلا۔زندگی میں پہلی بار وہ اتنی بے آرام تھی وہ کب زمین پر لیٹی تھی وقت بھی کیا کیا دن دیکھتا ہے آج پری کو پتا چلا کے زندگی کے اور رخ بھی ہوتے ہیں جو بہت تکلیف دہ ہوتا ہے

"دانیال"

"ہمم بولو"دانیال صاحب بیڈ پر لیٹے چھت کو گھور رہے تھیں

"آپ نے آخر ایسا کیوں کیا اس سے بہتر تھا پری کی شادی نہ ہوتی لوگوں کا کیا ہے دو دن اس بات کو یاد رکھتے باتیں کرتے پھر سب بھول جاتے کم از کم ہماری بیٹی کی زندگی تو یوں برباد نہیں ہوتی نہ"کلثوم بیگم وہ رہی تھی ان آنسو دانیال صاحب کے دل پر گر رہے تھیں پر وہ خود بھی ابھی تک شاک میں تھے

"میں نے یہ سب نہیں سوچا تھا مجھے لگا شاہ زرہی اس وقت ہمارے کام آسکتا ہے اسے ہم سے یا ہمارے گھر کے معاملات سے کوئی سروکار نہیں ہے معاملہ ٹھنڈا ہوتے ہی میں سب ختم کروادوں گا مگر مجھے کیا پتہ تھا شاہ زرہی آستین کا سانپ نکلے گا"انہوں نے غصّے سے کہا

"اب ہم کیا کریں گے دانیال وہ ہماری بیٹی کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے" وہ فکر مندی سے بولی

"کچھ نہیں کرے گا وہ صبح ہونے دوں میں پری کو ایک لمحہ بھی اس درندے کے پاس نہیں چھوڑوں گا" انہوں نے اٹل فیصلہ کیا "اب تم سو جاؤ کلثوم میں ہماری بیٹی کے ساتھ کچھ بھی برا ہونے نہیں دوں گا بے فکر ہو کر سو ابھی پری کا باپ زندہ ہے"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صبح اس کی آنکھ کمرے میں ہونے والے شور سے کھلی کچھ پل تک اسے سمجھ نہیں آئی وہ کہاں ہے پھر آنکھیں پوری کھولیں سامنے دیکھا شاہ زر اپنے کپڑے بیگ میں رکھ رہا تھا وہ اٹھ کر بیٹھی کمر کارپٹ پر سونے کی وجہ سے اکڑ گئی تھی جس سے اسے اٹھتے ہوئے تکلیف ہوئی۔ شاہ زر کی نظر اس کے جاگتے ہوئے وجود پر پڑی تو اپنا مشغلہ کچھ ٹائم کے لیے چھوڑ کر اس کے سامنے کارپٹ پر پاؤں کے بل بیٹھا۔ "میں آج مری واپس جا رہا ہوں تم میرے ساتھ جاؤ گی یا یہی رہوں گی مرضی تمہاری ہے تمہارے پاس دو آپشن ہے یا میرے ساتھ جاؤ یا پھر انکار کی صورت میں اپنے گھر والوں کے لیے اپنے ہاتھوں سے جہنم چن لوں مجھے تمہارے دونوں فیصلے دل سے قبول ہو گے میری طرف سے

آزادی ہے فیصلہ تمہیں کرنا ہے" وہ اپنی بات مکمل کر کے آٹھ گیا اور پھر سے اپنے کام میں لگ گیا۔ پری نے ایک زخمی نظر سے سامنے اپنے کام میں مصروف شاہ زر کو دیکھا اور ایک آنسو اس کی آنکھوں سے گر کر اس کی ہتھیلی پر گرا۔ "فیصلہ آزادی وہ صرف سوچ کر رہ گئی کے ان سب باتوں میں اس کی مرضی اور آزادی کہا تھی"

"اگر میں نہ جاؤ تو" پری نے ہمت کر کے پوچھا شاہ زر نے مڑ کر اسے دیکھا پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا" کچھ خاص نہیں بس ایک پریس کانفرنس رکھوں گا اس میں بزنس ٹائیکون دانیال صاحب کی عزت کی دھجیاں بکھر دوں گا آخر کو ان کی اتنی پیاری اور اکلوتی بیٹی کی شادی والے دن بارات آئی ہی نہیں کوئی تو بات ہو گی نہ" شاہ زر نے مڑ کر پری کو دیکھا جس کا رنگ پیلا زرد ہو گیا تھا" اگر اس سے بھی کچھ حاصل نہ ہوا مجھے تو گولی لگ جانا معمولی بات ہے آخر تمہارے باپ کا اس سوسائٹی میں ایک نام ہے ایک مقام ہے کسی سے بھی کوئی دشمنی ہو سکتی ہے نہ" پری کو یقین کرنا مشکل ہوا کوئی انسان اتنی گری ہوئی سوچ بھی رکھ سکتا ہے

"میں آپ کے ساتھ جاؤ گی" اس نے اٹھ کر شاہ زر کو جواب دیا۔ "شاہ زر نے ایک نظر پری کو دیکھا اور مسکرایا آپنے جیت پر وہ مسرور دیکھائی دے رہا تھا" کیوں پری صاحبہ ڈر گئی ابھی تو میں نے صرف دو آپشن بتائیں ہے میرے پاس تو اور بھی آپشن ہے

تمہارے گھر والوں کو ٹارچر کرنے کے"

پری نے یک شکوہ بری نظر اس ظالم پر ڈالی بولی کچھ بھی نہیں "ٹھیک ہے جا کر اپنی پیکنگ کرو اور اپنے باپ اور ماں کو بھی اپنے فیصلے سے آگاہ کر لوں کیونکہ فیصلہ تو تم نے کیا ہے میں نے تو کوئی زبردستی نہیں کی تم پر ہے نہ "اس نے پری کی طرف دیکھ کر طنزیہ ہنسی پاس کی۔پری نے اسے ایک نظر دیکھا اور کمرے سے نکل گئی "ابھی تو آغاز ہے آگے آگے دیکھوں ہوتا ہے کیا "شاہ زر نے خود کلامی کی اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا البتہ چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پری سب سے پہلے اپنے کمرے میں گئی اس نے ابھی تک وہی لہنگا پہنا ہوا تھا اسے سب سے پہلے اس عذاب سے جان چھڑانے تھی۔کپڑے چینج کر کے منہ ہاتھ دھونے کے بعد وہ اپنے کمرے سے نکلی اب اس کا روخ نیچے مما پاپا کے کمرے کی طرف تھا پری نے گہری سانس لی کمرے کے باہر ہی روک گئی اندر جانے کی ہمت نہیں تھی وہ جانتی تھی مما پاپا اسے کبھی بھی جانے کی اجازت نہیں دے گے۔پھر کچھ فیصلے بہت تکلیف دہ ہونے کے باوجود بھی کرنے پڑھتے ہیں اپنے سے جوڑے رشتوں کو تباہی سے بچانے

کے لئے خود زہر کا کلاس پینا پڑتا ہے اور پری بھی وہی زہر پینے والی تھی۔ دروازہ لاک کر کے ھنڈل گھمایا دروازہ کھلا تھا وہ اندر داخل ہوئی مما اسے دیکھ کر جلدی سے اس کے پاس آئی اور اسے گلے لگایا جسے وہ بہت عرصے بعد اپنی بیٹی سے مل رہی ہوں پری رونا نہیں چاہتی تھی پھر ماں کا آغوش ملتے ہی خود پر ضبط گھو بیٹھی۔ دانیال صاحب نے دھیرے سے دونوں کو الگ کیا یہ لمحہ ان کے لیے بھی عذاب سے کم نہیں تھا وہ مرد تھے وہ کیسے سکتے تھے

"میری جان میری بیٹی تم ٹھیک تو ہو نہ دیکھوں ہم تمہیں نہیں بچا سکے ہم سے بہت بڑی غلطی ہو گئی بیٹا ہمیں معاف کر دوں میں پوری رات نہیں سو سکی نیند کسے آسکتی تھی مجھے" وہ مسلسل رو رہی تھی کلثوم بیگم نے اسے اب بھی دونوں ہاتھوں سے تھام رکھا تھا کہ کہیں ان کی نازوں پلی بیٹی پھر سے ان سے دور نہ ہو جائے پری کے دل کو کچھ ہوا۔

"بیٹا شاہ زر نے کچھ کیا تو نہیں میرا مطلب ہے" دانیال صاحب جو پوچھنا چاہ رہے تھے پری اچھے سے سمجھ گئی وہ شرم سے پانی پانی ہو گئی بلا وہ کیا جواب دیتی باپ کو دانیال صاحب خود بھی اب بول کر پچھتا رہے تھے ایسے سوال کوئی باپ بیٹی سے کیسے کر سکتا ہے"

"چلواور باتیں تو ہوتی رہی گی پہلے ناشتہ کر لے پری نے کل رات سے کچھ نہیں کھایا"

کلثوم بیگم نے بات بدلنے کے لئے کہا

"مما پاپا مجھے آپ کو بتانا تھا کہ شاہ زر آج مری واپس جا رہے ہیں"پری نے وہی کرسی پر بیٹھ کر ماں باپ کو دیکھا جو یہ خبر سن کر خوش ہوئے"یہ تو بہت اچھی بات ہے اس بہانے اس سے کچھ عرصے کے لیے جان چھوٹ جائے گی اور ہم اس سے جان چھڑا لے گے تمہاری"دانیال صاحب خوش ہو کر بولے۔"ہاں پری بیٹا تمہارے پاپا ٹھیک کہہ رہے ہیں ہم سے بہت بڑی غلطی ہو گئی شاہ زر تو آستین کا سانپ نکلا اس سے اتنی کم ظرفی کی امید نہیں تھی ہمیں"

"مما پاپا آپ نے مجھے لوگوں کی باتوں سے بچانے کے لیے اس جہنم میں دھکیل دیا اور اب آپ چاہتے ہیں کہ میں ایک دن کی دلہن طلاق لے کر گھر میں بیٹھ جاؤ پہلے ارحم نے شادی والے دن مجھے چھوڑ دیا اور آپ لوگوں نے جذبات میں آ کر مجھے شاہ زر سے باندھ لیا اس کے بعد اب آپ لوگ چاہتے ہیں کہ میں طلاق کا داغ لے کر بیٹھ جاؤ تاکہ دنیا والے مجھ سے جینے کا حق بھی چھین لے"وہ تلخی سے گویا ہوئی دانیال صاحب اور کلثوم بیگم اپنی جگہ بہت شرمندہ تھے ان کے پاس کہنے کے لیے کوئی لفظ کوئی دلاسہ نہیں تھا واقعی میں انہوں نے بہت برا کیا تھا اچھا تھا چلے جاتے لوگ اسے ہی برا اپنی بیٹی

کی زندگی یوں اپنے ہاتھوں سے تو تباہ نہ کرتے

"میں بھی شاہ زر کے ساتھ مری جا رہی ہوں شادی کے بعد بیٹیاں اپنے شوہر کے گھر ہی اچھی لگتی ہے نہ "اس نے چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ لائی وہ دونوں شاک ہو گئے "یہ تم کیا کہہ رہی ہو پری ہمیں ہماری غلطی کی اتنی بڑی سزا مت دو میں اور تمہارے پاپا مر جائے گے میرے بچے "مما اذیت سے بولی اور نڈھال ہو کر پری کے ساتھ والے کرسی پر گرنے والے انداز میں بیٹھی دانیال صاحب بھی اذیت کے انتہا پر تھے۔

پری نے اپنے ماں باپ کو دیکھا جو اسے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز تھے وہ انہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی پری نے خود کو کمپوز کیا وہ اس وقت کمزور نہیں پڑھنا چاہتی تھی اگر آج وہ کمزور پڑ جاتی تو اس کا خمیازہ اسے پوری زندگی بڑنا پڑتا

"مما پاپا مجھے پتا ہے آپ دونوں میرا اچھا ہی سوچ رہے ہیں مگر آپ لوگ شاہ زر کو ایک موقع تو دے اب جیسا بھی ہے وہ میرا شوہر ہے آپ لوگوں کا اکلوتا داماد مجھے جانے دے ایک بار مجھے موقع دے میں شاہ کے دل میں موجود ساری نفرت ختم کر دوں گئی آپ دونوں کو اپنی بیٹی پر یقین ہے نہ میں کچھ بھی غلط ہونے نہیں دوں گی یہ میرا وعدہ ہے آپ سے "وہ خود کو کافی حد تک کمپوز کر چکی تھی اور اب اپنے سامنے موجود اپنے ماں

باپ کو منا رہی تھی پری جانتی تھی مما پاپا اس کی بات ضرور مان جائیں گے

"تمہارا اگر یہ آخری فیصلہ ہے تو میں اور تمہاری مما تمہارے ساتھ ہے پر مجھ سے وعدہ کرو کہ تم پر کبھی بھی کوئی مصیبت آئے گی کوئی بھی اسی ویسی بات ہوئی تم اسی وقت مجھے بتاؤ گی مجھے اپنی بیٹی پر یقین ہے وہ سب کچھ ٹھیک کر لے گی" انہوں نے پری کو دیکھ کر یقین سے کہا پری انہیں دیکھ کر مسکرائی اور اٹھ کر ان کے گلے لگی۔ "چلیے بہت لاڈ پیار کر لیا پاپ بیٹی نے اب چلے ناشتہ کر لے پھر پری کو جانا بھی ہے میں زرہ ملازمہ کو ناشتہ لگانے کا کہ آؤ آپ دونوں بھی جلدی سے آئے" اچھا بابا آپ جائے ہم دونوں بس ابھی آئے

وہ تینوں کھانے کے ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے اور ہلکی پھلکی باتیں بھی کر رہے تھے کہ شاہ زر بھی بھی ناشتہ کرنے کے لیے ٹیبل آیا ان تینوں نے ایک نظر شاہ زر کو دیکھا جو ان لوگوں کو نظر انداز کر کے کرسی کھینچ کر بیٹھا۔ "تمہیں تو اتنی توفیق نہیں ہوئی کے شوہر کو بھی ناشتے کا پوچھ لیتی" اس نے فرائی انڈا اپنے پلیٹ میں رکھا اور پری کو

www.neweramagazine.com

ناگواری سے دیکھا۔"

"جی ائم سوری مجھے واقعی خیال نہیں آیا مگر آئندہ اسی کوئی غلطی نہیں ہو گی"پری نے جلدی سے صفائی پیش کی وہ نہیں چاہتی تھی کے شاہ زر اس کے ماں باپ کے سامنے کچھ بھی ایسا کہے کہ اسے جانے سے ہی منا کر لے اور اگر وہ نہ گئی تو شاہ کیا کر سکتا ہے وہ اچھے سے جان چکی تھی۔شاہ زر نے بھی خلاف معمول آگے سے جواب نہیں دیا اور ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"صاحب وہ صمد صاحب اور ان کے گھر والے آپ سے ملنا چاہتے ہیں میں نے چوکیدار سے انہیں وہی ہی روکنے کا کہا ہے"کریم بابا نے آکر انہیں اطلاع دی وہ اس گھر کے کافی پرانے ملازم تھے اس لیے انہیں کوئی روک ٹوک نہیں تھی وہ اسے آجا سکتے تھے

"مانا کروا نہیں ہمیں کسی سے نہیں ملنا" دانیال صاحب نے غصّے سے جواب دیا" بابا انہیں گھر میں آنے دے مہمانوں کو دروازے سے واپس بھیجنا کوئی اچھی بات ہے کیا"

شاہ زر نے بلک کافی کا سپ لیا اور کریم بابا کو جانے کا اشارہ کیا دانیال صاحب نے ناگواری سے شاہ زر کو دیکھا مگر بولے کچھ نہیں وہ اس وقت اس سر پھرے کے منہ نہیں لگنا چاہتے تھے اس لیے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا

"آپ سب لوگ بھی ڈرائنگ روم میں آئے اور پری آپ بھی اچھا ہے مل لے زرہ

تمہارے سابقہ سسرال والوں سے آخراب کیا لینے آئے ہے"

"مگر میں نہیں جاؤ گی" پری نے صاف جانے سے انکار کیا اور اٹھ کر جانے لگی "پری تم نے شاید سونا نہیں میں نے کیا کہا" شاہ زر غصّے سے ڈھارا "شاہ زر تم کس انداز میں بات کر رہے ہوں پری سے" دانیال صاحب کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو وہ بلا آخر بول پڑے "پاپا میں مل لوں گی ان لوگوں سے پلیز آپ لوگ جائے میں اور شاہ زر آتے ہیں "پری نے جلدی سے کہا شاہ زر نے ناگواری سے پری کو دیکھا "اور کرسی پیچھے دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا اور پری کو بھی اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا کلثوم بیگم نے بے بسی سے اپنے شوہر کو دیکھا وہ نظریں جھکا گئے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دانیال صاحب اور کلثوم بیگم اس وقت ارحم اور اس کے ماں باپ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے صمد صاحب نے ساری بات جو ارحم کے ساتھ ہو چکی تھی بتا دی

"ہم بہت شرمندہ ہیں آپ سے دانیال صاحب "وہ نظریں جھکائے شرمندگی سے بولے"

آپ شرمندگی سے کیا ہو گا انکل آپ کی منگھڑت کہانی پر ہم یقین کر لے گے یہ آپ

نے سوچ تھی کیسے لیااور آپ کی ہمت کو داد دینی پڑے گی آپ کے بیٹے نے ہمیں کسی کو منہ دیکھنے کے قابل نہیں چھوڑااور اب آپ لوگ کس منہ سے یہاں آئے ہیں" شاہ زر باہر کھڑے سب باتیں سن چکا تھا اس نے اندار داخل ہو کر صمد صاحب کو مزید شر مندہ کیا خود دائیں جانب صوفے پر بیٹھ گیا "پری اندار آجاؤ باہر کیوں کھڑی ہو" شاہ زر نے پیچھے دیکھا جہاں پری اس کے ساتھ اندر نہیں آئی تھی

پری نے خود کو مزید کمپوز کیا یہ کام وہ صبح سے کر رہی تھی اس کا دل دھاڑے مار مار کر رونا چاہتا تھا مگر وہ یہ سب کرنے پر مجبور تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ جیسے ہی آئی ارحم کی نظر اس پر پڑی پری اس وقت گرین کلر کے سوٹ میں ملبوس تھی۔ دودھیار نگت پر یہ رنگ بہت جچ رہا تھا لمبے بالوں کو چوٹی میں مقید کیا تھا۔ سیاہ آنکھوں میں تھکن صاف ظاہر ہو رہی تھی. شاہ زر نے ناگواری سے ارحم کو دیکھا پری نے دھیمی آواز میں سب کو سلام کیا اور شاہ زر کے پاس تھوڑا فاصلے پر بیٹھ گئی ارحم نے اپنی نگاہوں کو پری کے حُسن نما سراپے سے ہٹا کر کرپٹ پر مرکوز کیا

"ہم جانتے ہیں بیٹا ارحم سے بہت بڑی غلطی ہو گئی تھی وہ ہم سے یہ سب اس وقت

ڈسکس کرلیتا تو ہم مل کر سب ہینڈل کر لیتے مگر وہ اس وقت اتنا پریشان تھا کہ اسے کچھ سمجھ نہیں اس لیے وہ گھر سے چلا گیا" صمد صاحب نے انہیں یقین دلانے کا کوشش کی

"ٹھیک مان لیا ہوا غلط ہوا اب آپ لوگ کیوں آئے ہیں کیا چاہتے ہیں" شاہ زر نے سنجیدگی سے پوچھا

"ہم پری کو اپنی بہو بنانے آئے ہیں ابھی اسی وقت نکاحِ کر لیتے ہیں" ارحم کی امی جو کب سے خاموش تماشائی بنی بیٹھی تھی بول پڑی۔ان کی بات سن کر پری کے اوسطان ہٹا ہوئے اس نے شاہ زر کو دیکھا جس کے ماتھے پر شکن تھے" بہت خوب آپ لوگوں کا جب دل کیا تماشا بنایا اور اب سب سے چھپ کر نکاح کرنے چلے آئے جیسے کوئی گناہ کرنے آگئے ہو مگر آپ شاید جانتے نہیں پریشے دانیال کل رات پریشے شاہ زر بن گئی ہے آپ کے کیئے کی سزا مجھے مل گئی ہے آپ پوری عمر اس عذاب کو میں ہی برداشت کروں گا" اس نے نفرت سے کہا وہاں بیٹھے سب لوگوں کو سانپ سونگھ گیا ارحم نے بے یقنی سے پری کو دیکھا جو اب بھی نظریں جھکائے بیٹھی تھی جس نے آج نظر نہ اٹھا کر دیکھنے کی قسم کھائی تھی

"پریشے میں آفس جا رہا ہوں کچھ کام دیکھنے ہیں واپسی میں مجھے تم تیار نظر آؤ" وہ کہ کر رو کا نہیں

پری بھی آٹھ کر جانے لگی

"پری "ارحم نے اختیار پکار بیٹھا پری روکی مڑ کے ایک شکوہ بری نظر ارحم پر ڈالی پھر روکی نہیں بھاگ کر سیڑھیاں چڑھتی اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔ دانیال صاحب اور کلثوم بیگم بنا کچھ کہے وہاں سے چلے گئے صمد صاحب کو اب اپنا وہاں رہنا اب مناسب نہیں لگا اور وہ لوگ چلے گئے ارحم کے دل پر جو قیامت اس وقت گزار رہی تھی وہ صرف ارحم اور اللہ ہی جانتا تھا اس کا دل کیا وہ ڈھارے مر مر کر روئے اپنی سب سے قیمتی چیز آج وہ اپنے ہاتھوں سے خود سے دور کر چکا تھا خالی دل اور خالی دامن رہ گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مت جاؤ پری"

"مجھے جانا ہے مما" وہ الماری سے کپڑے نکال کر بیگ میں رکھ رہی تھی

"شاہ زر کا رویہ ہمارے سامنے تمہارے ساتھ ٹھیک نہیں ہے وہاں جا کر پتا نہیں وہ کیسا سلوک کرے گا" انداز میں فکر تھی

"میں شاہ زر کو بدل دوں گی مجھے جانا ہے اس نے مجھے نہیں قبول کیا مجھے اس کے سامنے پیش کیا گیا ہے وہ اب جو چاہے سلوک کرے مجھے کوئی مسئلہ نہیں دی ہوئی چیز پر حق

نہیں جتایا جاتا مما" انداز میں شکوہ تھا نہ شکایت لہجہ سپاٹ تھا ہر جذبے سے آری۔ مما کے دل کو کچھ ہوا" آپ میری فکر نہ کرے میں خوش ہو آپ پاپا اور اپنا خیال رکھیئے گا میں جلدی آنے کی کوشش کروں گی ہر خوف کو دل سے نکال دے آپ کی بیٹی بہت مضبوط ہے" مما کو ہار مناہی پڑی وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی دروازے پر دستک ہوئی" ہاں آجاؤ" ملازمہ اندار آئی" چھوٹے صاحب آپ کو بلا رہے ہیں وہ کہ رہے تھے میں گاڑی میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں جلدی سے آئے مجھے دیر ہو رہی ہے"

"ٹھیک ہے تم یہ بیگ لے کر جاؤ میں آ رہی ہوں" مما پاپا سے مل کر وہ چلی گئی

وہ مری کے لیے نکل گئے پورا راستہ دونوں کی کوئی بات نہیں ہوئی راستے میں ایک ریسٹورنٹ کے سامنے گاڑی روکی

"اترو نیچے اور جا کر آڈر دو دو بلک کافی" اس نے جیب سے موبائل نکال کر پری سے کہا بات وہ پری سے کر رہا تھا پر نظرے موبائل پر فوکس تھی

"میں جاؤ" وہ بے یقینی سے بولی وہ لڑکی جس نے کبھی اٹھ کر پانی خود سے نہیں پیا تھا

اسے یہ سب کچھ عجیب سا لگ رہا تھا پر وہ بھول گئی تھی کہ اب اس کی زندگی میں سب کچھ ایسا ہی عجیب ہونے والا ہے

شاہ زر نے پہلے موبائل جیب میں رکھا پھر اس کی طرف گھوما جو پرپل ہلکے سے کام والے شلوار قمیض میں بہت معصوم لگ رہی تھی بال ادھر ادھر سے نکل کر اس کے چہرے پر بار بار آرہے تھے جسے وہ لاپرواہی سے کانوں کے پیچھے کر رہی تھی

شاہ زر کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر وہ ایک دم سے گھبرا گئی "ہاں تو محترمہ پری صاحبہ آپ کو سنائی نہیں دیا یا آپ کم سنتی ہے" وہ وہ چبا چبا کر بولا

"نہیں میرا مطلب ہے کہ ہم ویٹر کو آڈر دے دتے ہے نہ وہ سامنے دیکھے وہ ایک ویٹر ہماری طرف ہی آرہا ہے"

سر آڈر پلیز وہ ویٹر ان کی گاڑی کے پاس آکر بولا۔۔"" وہ بندہ بھی دوسری گاڑی کی طرف متوجہ ہوا

"تم نے سنا نہیں جاؤ کافی لاؤ" وہ بے زاری سے بولا چہرے پر موجود مسکراہٹ اب بلکل ختم ہو گئی تھی انداز میں بیزاری تھی پری نے دکھ سے اپنے شوہر کو دیکھا اور اترنے لگی

"سنو تمھیں ایسکریم پسند ہے کیا" وہ اس کے عجیب سے سوال پر حیران ہوئی

"جی بہت۔"۔

"اور بلک کافی۔۔"۔۔

"بلکل بھی نہیں"

"وہ ٹھیک آج سے تم ایسکریم نہیں کھاؤں گی اور صرف بلک کافی پیؤ گی بناشو گر" اس نے نیا حکم دیا۔

"پر میں نہیں پی سکتی مجھ سے نہیں پی جائے گی پلیز میں کبھی بھی ایسکریم نہیں کھاؤں گی۔۔۔۔۔۔۔"

"تمھیں اک بار میں سمجھ کیوں نہیں آتی میری بکواس جاؤ کافی لاؤ دو اور ساتھ کچھ کھانے کے لیے بھی یہ لو پیسے"

اس جلدی سے اس کے ہاتھ سے پیسے لیے اور ڈور کر ہوٹل گی وہ اس ظالم انسان کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی

پری نے زندگی میں پہلی بار اتنی بدمزہ کافی پی تھی مجبوری تھی ورنہ اس کے ساتھ بیٹھا بندہ اس کا خون پی جاتا

"اللہ کرے تم مر جاؤ شاہ زر" اس نے دل میں بددعا دی

وہ لوگ مری کے علاقے میں داخل ہو گئے تھے گاڑی ایک پہاڑی راستے میں رواں

دواں تھی درخت گاڑی کے ساتھ ساتھ بھاگتے نظر آرہے تھے وہ ہر منظر کو غائب

دماغی سے دیکھ رہی تھی کہ گاڑی ایک عالیشان گھر کے سامنے جا کر روکی وہ باہر سے ہی

اتنا شاندار دیکھائی دے رہا تھا وہ گھر پہاڑ کے وسط میں بنایا گیا تھا وہاں سے ہر منظر بہت

دلکش دکھائی دے رہا تھا اس وقت اگر حالات اچھے ہوتے تو پری تو اس قدرتی

خوبصورتی کو دیکھ کر دیوانی ہو جاتی

"مس پریشے شاہ زر صاحبہ اگر آپ ہوش کی دنیا میں واپس آجائے تو زیادہ اچھا ہو گا اور

اگر آپ جان کر انجان بنی بیٹھی ہے کہ آپ کے لیے دروازا کھولا جائے گا اور آپ

گاڑی سے تشریف اتارے گی تو میری اک بات کان کھول کر سن لوں یہاں تمہارے

آگے پیچھے گھومنے کے لیے کوئی نوکر موجود نہیں ہے تمہیں سارا کام خود کرنا پڑے گا

تمہیں میں یہاں ماہرانی بنا کر نہیں لیا مجھ پر زبردستی مسلط کی گئی ہو تم اور اتنا تو تم جانتی

ہوں کہ زبردستی مسلط کیے انسان کی نہ کوئی عزت ہوتی ہے نہ کوئی مقام" وہ طنز کی تیر

چلا کر گاڑی سے اتر گیا یہ جانے بغیر کہ اس کے الفاظ کتنے تکلیف دہ تھے جو پری کے دل

کو زخمی کر گئے

روح پر لگے زخم پوری عمر کبھی ٹھیک نہیں ہوتے

پری جلدی سے گاڑی سے نکل کر شاہ زر کے پیچھے گئی گھر اندار سے بھی بہت خوبصورت

سے دیکوریٹ کیا گیا تھا

"بوا بوا یہاں آئے"

"جی بیٹا" بوا بھاگتے ہوئے آئی "یہ پریشے ہے میری بیوی اج سے یہ یہی روکے گی اس کا سامان میرے روم کے ساتھ والے روم میں رکھوادے اور ہاں آج یہ آرام کرے گی کل سے آپ اسے کچن کے سارے کام سمجادے گی کچھ دن لگے گے سیکھنے میں اسے کوئی کام وام نہیں آتا کوکنگ ایک ویک میں آجانی چاہیے اس کے بعد آپ کچن کے کام سے فارغ ہو جائے گی میری بیوی ہی اب سارا کام کرے گی اسے بہت شوق ہے میرا کام خود کرنے کا" وہ چباچبا کر بولا "میں زرہ فریش ہو کر باہر جا رہا ہوں آپ اسے اندر لے جائے" وہ کہ کر اپنے روم کی طرف گیا۔ بوا نے پری کو سلام کیا اور پری نے سر کے اشارے سے جواب دیا بوا نے اسے لے کر کمرے کی طرف گئ پری جلدی سے روم میں گئی اور روم کو لاکٹ کر کے ادھر ہی دروازے کے ساتھ بیٹھ گئی آنسو خود بخود آنکھوں سے نکلنے لگے جسے پری نے روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی زخم تازہ تازہ تھے رونا تو بار بار آنا ہی تھا

کہیں پر ضبط کرتی ہوں

۔۔کہیں پر بول دیتی ہوں۔۔۔

تعلق بوجھ بن جائے تو

اسکو چھوڑ دیتی ہوں۔۔۔

میں اک دریا کے جیسی ہوں

۔۔اپنی دھن میں چلتی ہوں۔۔۔

بپھر جاؤں جو مستی میں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کنارے توڑ دیتی ہوں۔۔۔

میں دل کی کرچیاں لے کر

کہاں دردر پھروں تنہا۔۔۔

اگر دل ٹوٹ جائے تو میں

خود ہی جوڑ لیتی ہوں۔۔۔

محبّت کے تقاضوں میں

بہت خوددار سی ہوں میں۔۔۔

وفاداری پے آوں تو

حدیں سب توڑ دیتی ہوں۔۔۔

رونے کا مشغلہ ابھی بھی جاری رہتا اگر اس کا فون نہ بجتا اس نے جلدی سے آنسو پونچھے اور اپنے شولڈر بیگ سے موبائل نکالا نمبر دیکھ کر اس نے کال کاٹی موبائل پھر سے بجنا شروع ہوا نہ چار اسے فون اٹھانا پڑا

"ہیلو پری تم ٹھیک ہو نہ "آواز میں تڑپ تھی پری کے دل کو کچھ ہوا مگر بولی کچھ نہیں

"پری میں جانتا ہوں تم ٹھیک نہیں ہو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گا میری خود غرضی نے تمہیں اس عذاب میں مبتلا کر دیا"

"ایسی کوئی بات نہیں ارحم تم نے جو کیا وہ ایک بھائی کا فرض بنتا ہے اگر تم اس وقت یہ سب نہ کرتے تو بھی تم آج خود کو معاف نہیں کر سکتے تھے "پری نے روتے ہوئے کہا

"ارحم کو اس کا رونا تکلیف دے رہا تھا "پری پلیز تم رومت کاش میں اس وقت عقل سے کام لیتا میں تمہیں اعتماد میں لیتا تو آج خالات اسے نہ ہوتے تمہیں تو شاہ زر سے نفرت تھی جس بندے کو تم اک لمحہ کے لئے اپنے گھر میں برداشت نہیں کر سکتی تھی تم نے اسے اپنی زندگی میں شامل کسے کر لیا پری تم میرا انتظار کر لیتی تم جانتی تھی نہ میں ایسا نہیں ہو کچھ تو غلط ہوا ہو گا کاش وہ وقت واپس آسکتا "اب کی بار ارحم کے لہجہ میں

بھی نمی تھی "ارحم تمہارا نمبر بند تھا کتنا فون کیا میں نے مجھے تو یہ بھی نہیں پتا تھا میرا نکاح کس کے ساتھ ہو رہا ہے مجھے تو لگا وہ تم ہی ہو گے تم واپس آ گئے ہو جب نکاح پڑھایا گیا مجھے تو تب شاک لگا مگر میں پاپا کا مان نہیں توڑ سکتی تھی ارحم تم نے مجھے برباد کر دیا۔۔ ۔میں۔میں میرا وجود اسی وقت ختم ہو گیا تھا جب شاہ زر نے مجھے تھپڑ مارا تھا ارحم تم نے مجھے جیتے جی مر دیا میں کیا کروں میں شاہ زر کو چھوڑ بھی نہیں سکتی اس نے کہا ہے وہ مما پاپا کو نقصان پہنچا دے گا ارحم وہ صرف دھمکیاں نہیں دے رہا تھا اس کی نظروں میں میں نے وہ نفرت دیکھی ہے اگر اس وقت تم دیکھ لیتے تو تو تم بھی اس سے خوفزدہ ہو جاتے "

"پری اس شخص نے تمہیں تھپڑ مارا اس کی اتنی ہمت میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا میں تمہیں لینے آ رہا ہو ہم مل کر سب کچھ پہلے جیسا کر لے گے" ارحم کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ اس کی پری جس کو اس نے ٹوٹ کر چاہا تھا جیسے ہر لمحہ اس نے سوچا تھا وہ اس وقت اتنی تکلیف میں تھی وہ کیسے سہ سکتا تھا پری ایک دم اس کی بات سے پریشان ہو گئ

"نہ نہیں تم مت آنا ارحم مجھے اب میرے حال پر چھوڑ دوں مجھے جینے دوں خدا کا واسطہ ہے ورنہ میں خود کے ساتھ کچھ کر جاؤں گی" ارحم اس کی بات پر تڑپ اٹھا "پری تم ایسا کچھ نہیں کروں گی میرے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا میں نے ہیرے کو کھو دیا ہے پری

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب کوئی شخص ہمارے نصیب میں نہیں ہوتا وہ ہماری زندگی میں آتے ہی کیوں ہے میری دعا ہے اللہ تمہیں خوش رکھے شاہ زر کو ایک دن تمہاری قدر ضرور آئے گی"

بس کر جاؤ ارحم آئندہ مجھے فون مت کرنا نفرت ہے مجھے تم سے سن رہے ہوں نہ تم نفرت ہے مجھے تم سے "وہ چلائی "پری پلیز خود کو سنبھالوں میں تمہیں اس حال میں کیسے چھوڑ سکتا ہوں"

"میرا تمہارا کوئی رشتہ نہیں رہا پلیز مجھے میرے حال پر چھوڑ دوں مجھے اب کسی کی ضرورت نہیں ہے "اس نے غصے سے کہ کر فون بند کر کے موبائل آف کر کے واپس بیگ میں رکھا اور اٹھ واشروم میں گئی۔

ایک تو نئی جگہ اوپر سے اتنی ٹینشن پری کو رات بہت مشکل سے ہی نیند آئی وہ بھی سوتے جاگتے کیفیت میں تھی مما پاپا سے اس نے کوئی بات نہیں کی تھی موبائل ان ہی نہیں کیا وہ کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ابھی صبح کے چھ بج رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی اس نے جلدی سے اٹھ کر آنکھیں مسلتے ہوئے دروازا کھولا سامنے بوا کھڑی تھی اس کی جان میں جان آئی وہ سمجھی شاید وہ ہٹلر کا جانشین شاہ زر

صاحب ہو گے "سلام بیگم صاحبہ وہ صاحب نے کہا تھا آپ کو صبح جلدی اٹھا دوں ناشتہ آج صاحب جلدی کرے گے "

"تو میں کیا کرو "پری نے خیران کو کر پوچھا "صاحب نے کہا ہے ناشتہ کھانا سب آپ آج سے بنائی گی آپ جلدی سے فریش ہو جائے پھر نیچے بائیں طرف کچن ہے وہاں آ جائے گا اب میں جاؤ بیگم صاحبہ ""ہاں جائے آپ میں آتی ہوں "اس نے کہ کر دروازا بند کیا "اللہ پوچھے شاہ زر آپ سے مارچ کے مہینے میں اتنی سردی ہے یہاں بارش بھی ہو رہی ہے اتنی صبح صبح ٹھنڈ میں جگا اللہ کرے نمونیہ ہو جائے آپ کو مر کپ جاؤ آپ کہی "اپنی بد دعا پر خود ہی خوف آیا "استغفار اللہ اللہ جی مجھے معافی کر دے بس غصّے میں کہ دیا آئندہ ایسی بد دعا نہیں دوں گی وہ مرے یہ جئے میری بلا سے "

جلدی جلدی فریش ہو کر گرم شال اپنے گرد لپیٹ کر باہر نکلی ابھی وہ شاہ زر کے کمرے کے سامنے سے گزر رہی تھی کہ اپنا نام سن کر ٹھٹھک گئی شاہ زر کسی سے فون پر بات کر رہا تھا روم کا دروازا کھولا ہوا تھا "ہاں تو اور کیا کرتا ایسے ہی جانے دیتا اتنا ہی بہادر تھا اس کا منگیتر تو نہ انکار کرتا شادی سے میں نے اچھا کیا اس کو بلک میل کر کے پری کی شادی مجھ سے ہی ہونی تھی مجھے اس سے وہ سب بدلے لینے ہے جو میری ماں کے ساتھ ہوئے ہے یہ تو کچھ بھی نہیں ہے "پری کے پاؤں کے نیچے سے جیسے زمین کسی نے کھینچ

دی ہو وہ ساکت کھڑی رہ گئی وہاں شاہ زر بات کرتے ہوئے مڑا پری کو دیکھ کر فون پر موجود صنم کو اللہ خافظ کہ کر اس کی طرف متوجہ ہوا" باہر کھڑی ہو کر میری باتیں سن رہی ہوں انداراو تم" وہ نخوست سے بولا" نہ۔۔۔ نہیں می میں آپ کی کو۔کوئی بات نہیں سن رہی تھی می میں نیچے جارہی تھی وہ بس اچانک ہی"اس نے گھبرا کر اپنے حق میں صفائی پیش کی شاہ زر روم سے باہر آیا ایک نظر پری کے چہرے کو دیکھا جو خوف سے زرد پر گیا تھا" اچھا کیا تم نے سن لیا یہ سب جو تم نے سنا وہ سچ ہے میں نے ہی سب کچھ کیا ہے۔" وہ ہڈ دھرمی سے گویا ہوا" مگر کیوں" پری نے پریشان نظروں سے اسے دیکھا" اس لیے کہ مجھے تم سے حد سے زیادہ نفرت ہے تمہیں اپنے سامنے رکھ کر اذیت میں دیکھنا چاہتا ہوں میں نے تو صرف ارحم کو راستے سے ہٹایا تھا تم تو مجھے کوئی محنت کئے بنا مل گئی تھی" ہاہاہا وہ قہقہہ لگا کر ہنسا جیسے وہ سامنے کھڑی پری کا مزاق اڑا رہا ہوں

"اخر میں نے میرے گھر والے نے ایسا کیا کیا ہے شاہ زر جو اس کی اتنی بڑی سزا دے رہے ہیں آپ مجھے میرا قصور تو بتائیں مجھے"" قصور تمہارا قصور یہ ہے تم ایک جھوٹے مکار انسان کی بیٹی ہو جس نے مجھ سے میرا بچپن میری زندگی میری ماں چھین لی مت پوچھنا کبھی وہ سارے ظلم مجھ سے جو میری ماں کے ساتھ کئے گئے ہیں نہیں تو مجھے

انسان سے حیوان بنے میں زرہ دیر نہیں لگے گی دعا کرنا اپنے لئے اگر کبھی میں اپنی ماں کی تربیت بھول بیٹھا نہ تو تم میری ہاتھوں زندہ نہیں بچ سکوں گی اب دفع ہو جاؤ میرے سامنے سے جاؤ"اس نے دانت پیس کر نفرت سے کہا شاہ زر کے چہرے پر موجود کرب پری کو صاف دکھائی دے رہا تھا پری نے ایک لمحہ زایا کئے بنا ڈور لگائی اور جلدی سے سیڑھیاں اتر کر بائیں سائیڈ کچن میں جا کر سکون کی سانس لی

"بیگم صاحبہ کیا ہوا آپ اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہے"بوا نے تفتیش سے پوچھا

"کچھ نہیں بوا بس کچن نہیں مل رہا تھا مجھے اس لیے ادھر ادھر تلاش کر رہی تھی تو شاید اسی چکر میں سانس چڑ گئی"اس نے پانی کا کلاس فٹا فٹ پی لیا بوا نے حیرت سے نئی بیگم کو دیکھا اور سر جھٹک کر کام میں مصروف ہو گئی البتہ پری کا دل اب زوروں سے دھڑاک رہا تھا۔ جنگلی انسان وہ بڑبڑائی پھر سب خیال جھٹک کر بوا کے ساتھ کام میں مصروف ہو گئی

تم مجھے نظر سے گرا تو رہے ہو

مجھے تم کبھی بھلا نہ سکو گے

کبھی نام باتوں میں جو آیا میرا

تو بے چین ہو کے دل تھام لو گے

کسی نے جو پوچھا سبب آنسوئوں کا

بتانا بھی چاہو نہ بتا سکو گے

میرے دل کی دھڑکن بنی ہے جو شعلہ

سلگتے ہیں ارماں یوں بن کے آنسو

کبھی تو تمہیں بھی یہ احساس ہو گا

مگر ہم نہ ہوں گے تیری زندگی میں

بھلانا بھی چاہو بھلا نہ سکو گے

میری یاد ہو گی جدھر ہو گے تم

کبھی نغمہ بن کے کبھی آنسو بن کے

تڑپتا مجھے ہر طرف پائو گے

شمع جو جلائی کے میری وفا نے

بجھانا بھی چاہو نہ بجھا سکو گے

مجھے تم نظر سے گرا تو رہے ہو

مجھے تم کبھی بھلا نہ سکو گے

کبھی بھلا نہ سکو گے۔۔۔۔۔۔۔

وہ کھڑی کے پاس بیٹھی ہوئی تھی باہر وقفے وقفے سے بارش ہو رہی تھی اسے بارش بے حد اچھی پسند تھی مگر اس وقت وہ بارش کو دیکھ کر بھی خوش نہیں ہو پا رہی تھی اسے رہ رہ کر صبح کی باتیں یاد آ رہی تھی آخر ایسا کیا راز ہے جس نے شاہ زر کو ایسا ظالم انسان بنا دیا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیا کرے کس سے پوچھے اسے تو بس اتنا ہی پتا تھا کہ اس کی ماں اچھی عورت نہیں تھی اور اس نے خودکشی کر لی تھی مگر آج اسے لگ رہا تھا جیسے وہ تصویر کا ایک روح ہی ابھی تک دیکھتی آ رہی تھی اگر وہ بری عورت ہوتی تو شاہ زران کا نام اتنی عقیدت سے کبھی نہ لیتا اسے تو اپنی ماں سے بے پناہ محبت تھی۔پری جتنا سوچ رہی تھی اتنا ہی پریشان ہو رہی تھی صبح سے شاہ زر نے پری کو ٹارچر کرنے کے ہزار حربے استعمال کیے تھے

"بوا بوا جلدی ناشتہ لگائے بتایا بھی تھا مجھے جلدی جانا ہے" انداز میں بے زاری تھی "بیٹا ابھی لائی" بوا نے کچن سے ہی جواب دیا

"ناشتہ اپنی بیگم صاحبہ کے ہاتھ بھجوائی گا" پری کے اوسطان حطا ہوئے وہ اس وقت شاہ

زر کو فیس نہیں کرنا چاہتی تھی مگر ہائے رے قسمت منہ ہی منہ میں شاہ زر صاحب کو ہزاروں گالیاں دے کر ٹرے اٹھا کر ہٹلر کے سامنے رکھ کر واپس جانے لگی "کہا جا رہی ہو تم مجھے سرو کون کرے گا"

میں ہی کروں گی باپ کی نوکر لگی ہوئی ہوں نہ آپ کی" یہ الفاظ زبان پر تو آنے سے رہے دل میں تو کہنے سے اسے ہٹلر نہیں روک سکتا تھا یہی سوچ کر دو تین چھوٹی چھوٹی بد دعا بھی دے ڈالی جیسا کے اللہ کرے شاہ زر آپ کے پیٹ میں کیڑے پڑے۔۔"کیا بکواس کر رہا ہوں سنائی نہیں دیتا" وہ پھر سے ڈھار اپری صاحبہ کو ہوش کی دنیا میں واپس آنا ہی پڑا" ج جی میں کرتی ہو" شاہ زر نے سر سے پاؤں تک پری کا جائزہ لیا جو سردی سے وقفے وقفے سے کانپ رہی تھی حلانکہ کپڑے بھی اچھے خاصے گرم تھے اور چادر بھی خوب لپیٹ کر پہنی ہوئی تھی

"جب تک میں ناشتے سے فارغ ہو گا تم باہر جا کر کھولے آسمان کے نیچے کھڑی رہو گی جاؤاب"" "مگر باہر بارش ہو رہی ہیں اتنی سردی ہے پلیز شاہ زر ایسا نہ کرے" وہ عاجزی سے بولی شاہ زر نے ایک نظر اسے دیکھا پھر کرسی دھکیل کر اٹھا پری کو ہاتھ سے پکڑ کر گھسیٹ کر باہر لا یا اور جھٹکے سے ہاتھ چھوڑا وہ گھاس پر جا کر گری "جب تک میں نہ کہوں یہاں سے ہلنا بھی نہیں ایک بار کہو مان لیا کرو مجھے دلیلے مت دینا آگے سے

یہاں عیش کرنے کے لیے نہیں لیا تمہیں سمجھی وہ چبا چبا کر بولا اور واپس چلا گیا پری

وہی بیٹھی پوٹ پوٹ کر روئی اسے سردی سے زیادہ اس شخص کی نفرت پر رونا آ رہا تھا

کوئی اس حد تک ظالم کیسے ہو سکتا ہے شاہ زر نے ناشتے کے بعد بوا کو اسے لانے کے لیے

بیجا وہ سردی سے کانپ رہی تھی چہرے سے پانی کی بوندیں گر کر زمین کو بھگو رہی تھی

کپڑے بھی سارے گیلے ہو گیے تھے مگر شاہ زر کو کوئی پرواتک نہیں تھی ایک نفرت

بھری نظر پری کے وجود پر ڈالی "جا کر کپڑے تبدیل کرو میں نے ناشتہ کر لیا ہے جو بچا

ہے تم وہی کھاؤ گی میری مرضی کے بغیر کسی چیز کو ہاتھ بھی لگایا تو انجامِ تم اچھے سے

جانتی ہوں "وہ کہ کر روکا نہیں یہ جاوہ جا پری بھاگ کر کمرے میں آئی کپڑے تبدیل

کئے ہیٹر لگا کر اس کے سامنے بیٹھ گئی مگر سردی سے اب بھی اس کا بدن کانپ رہا تھا۔

کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کیا نفرت کا جذبہ اتنا منہ زور ہوتا ہے کہ ہر اچھے برے کی تمیز تک

بھولا دیتی ہے۔۔۔۔

شاہ زر رات دیر سے واپس گھر لوٹا تھا کھانا بھی اس نے نہیں کھایا اسے ایک بے نام سی

الجھن محسوس ہو رہی تھی جس کو وہ خود بھی کوئی نام نہیں دے پا رہا تھا اس کا سائیڈ پر پڑا

موبائل پھر سے وائبریٹ ہوا اس نے ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھایا کال پر صنم تھی صنم اور وہ یونیورسٹی کے ٹائم کے دوست تھے آج کل صنم انگلینڈ میں سیٹل تھی شادی ابھی تک اس نے صرف شاہ زر کی محبت میں نہیں کی ہوئی تھی شاہ زر جان کر بھی انجان بنا رہتا تھا وہ صنم کو صرف اپنی بہت اچھی دوست ہی سمجھتا آرہا تھا اس سے اپنی دل کی ہر بات شیئر کرتا تھا

"ہیلو"

"کہاں گم تھے تم بندہ فون کر کر کے پاگل ہو جائے مگر اگلے کو کوئی فکر ہی نہیں" اس نے ناراضگی سے شکوہ کیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب بنے بنائے کو کون پاگل کر سکتا ہے صنم" وہ شرارت سے بولا۔اس کی بات پر صنم تپ ہی تو گئی "ہاں ہاں میں پاگل ہی ہوں جو اتنی دور بیٹھ کر بھی اپنے عقلمند دوست کو یاد رکھے ہوئے ہوں نہ" وہ تپ کر بولی "یار تم جانتی ہو یہاں ایک ریسٹورنٹ بنا رہا ہوں پورا دن مصروف گزارتا ہے اپنے لیے بھی ٹائم نکالنا مشکل ہو جاتا ہے مگر میں پھر بھی اپنی پاگل سی دوست کو نہیں بھولتا بس آج کچھ طبعیت ناساز تھی موبائل سائیڈ پر پڑا تھا"

"کیا ہوا تمہیں کوئی دوائی لی کیوں ہر بات کو سر پر سوار کر لیتے ہوں کام ہی نہ ہو جائے گا

اپنا خیال رکھنا بھی ضروری ہے نہ" وہ اسے ہمیشہ کی طرح آج بھی سمجھا رہی تھی صنم
جانتی تھی وہ تنہا ہے اس لیے اپنے تف لائف سٹائل سے بھی شاہ زر کے لیے روز وقت
نکال لیتی تھی "صنم آج بہت تیز بارش تھی یہاں اور جانتی ہوں میں نے اسے اس
بارش میں کھڑے رکھا تب تک جب تک وہ سردی سے مرنے والی نہیں ہو گئی اسے
دیکھ کر مجھے اس پر تھوڑا بھی ترس نہیں آیا اس وقت میں اپنے لیول سے بہت نیچے گر گیا
تھا" وہ کہتا ہوا کمرے کے ٹیرس پر آ گیا جہاں تیز ہواؤں نے اس کا استقبال کیا "شاہ یہ
تم کیا کہہ رہے ہو تم اور اتنے ظالم کیسے ہو سکتے ہوں" وہ بے یقنی سے چلائی "مجھے تو اب
بھی یاد ہے ایک دن بارش ہو رہی تھی تم کلاس سے نکلے تو ایک چڑیا زخمی پڑی ہوئی تھی
تم کتنے بے چین ہو گئے تھے شاہ تم نے اس کا کتنا خیال رکھا تھا وہ پھر بھی مر گئی اور تم
پورا دن اس کے لیے اداس رہے تم تو ایک چڑیا کو مرتے تڑپتے نہیں دیکھ سکتے تھے آج
ایک جیتے جاگتے وجود کے ساتھ ایسا سلوک کیسے کر لیا" شاہ زر نے گہری سانس لی اور
خود کو ریلکس کیا "کیونکہ مجھے نفرت ہے اس سے اس کے وجود سے میں جب جب اسے
دیکھتا ہوں میرے سامنے اس کے باپ کا مکرو چہرہ آ جاتا ہے پھر میں انسان سے حیوان
بن جاتا ہوں میرا دل کرتا ہے میں اس شخص کی نسلوں کو برباد کر دوں دنیا کے سامنے وہ
شخص اتنا پاک باز رہتا ہے کہ اس کا اصلی چہرہ کوئی جان ہی نہیں پایا میری دادی میری

ماں کو ایسے ہی ٹریٹ کرتی تھی ایسے ہی ظلم کرتی تھی میں نے تو ان سب کا حساب لینا ہے "وہ ماضی میں کھو کر چلا یا ساری دنیا کو آگ لگا دینے کا دل کیا" صنم میں جب جب وہ لمحے یاد کرتا ہوں مجھے تکلیف ہوتی اتنی تکلیف کے میں تمہیں بتا نہیں سکتا میں وہ سب یاد نہیں کرنا چاہتا مگر وہ سب ایک آسیب کی طرح میری زندگی کے ساتھ چمٹ گیا ہے میں رات رات بھر سو نہیں پاتا مجھے میری ماں کی سسکیاں سونے نہیں دیتی کاش میں اتنا حساس نہیں ہوتا صرف پانچ سال کا تھا میں مجھے وہ سب ایسے یاد ہے جیسے وہ کل کی ہی بات ہو "وہ ماضی میں کھویا ہوا تھا اس کا لفظ لفظ صنم کو رولا رہے تھے رو تو ساتھ والے کمرے میں پری بھی رہی تھی جو کھڑکی کے پاس بیٹھی ساری باتیں سانس بند کر کے سن رہی تھی آنسو لگاتار اس کے آنکھوں سے نکل رہے تھے اس رات شاہ زر سو نہیں پایا تھا نہ ہی پری کو نیند آئی تھی وہ صبح کا انتظار کر رہی تھی اسے اپنے باپ کو فون کرنا تھا ان سے وہ سب جاننا تھا جو شاہ زر کبھی بھی اسے نہیں بتانے والا تھا

صبح وہ ٹائم پر اٹھ کر فریش ہوئی کچن میں جا کر بوا کے ساتھ ناشتہ تیار کیا پھر شاہ زر کے آنے کا انتظار کرنے لگی ابھی تک شاہ زر اپنے کمرے میں سے نہیں نکلا تھا وہ کچن سے

دوسرے والے دروازے سے باہر نکلی جو باہر لان میں کھلتا تھا بارش رات کو ہی روک گئی تھی آسمان بلکل صاف دکھائی دے رہا تھا دھوپ لان میں پھولوں پر پڑ رہی تھی جو ان پھولوں کی دلکشی کو اور نمایاں کر رہی تھی لان کافی بڑا تھا اس پاس درخت ہی درخت تھے اس نے پاؤں سے چپل اتاری اور گیلی گھاس پر چلنے لگی سردی آج کچھ کم تھی اس نے سکن گرم کپڑے پہنے ہوئے تھے جس پر ہلکا ہلکا کام ہوا تھا دوپٹا اپنے گرد اچھے سے لپیٹا ہوا تھا ہر فکر سے آزاد وہ اس وقت اس ماحول میں کھوئی ہوئی تھی سردی لگنے پر چپل واپس پہن کر پھر سے چلنے لگی اسے احساس بھی نہیں ہوا کب شاہ زر اس کے پاس آیا وہ اپنے ہی خیالوں میں کھوئی ایک ایک پھول کو محبت سے چھو رہی تھی "کس سے پوچھ کر تم یہاں آئیں ہوں" وہ آواز پر ڈر کر پیچھے ہوئی پاس ہی شاہ زر خونخوار نظروں سے اسے گھور رہا تھا وہ ڈر کر ایک قدم پیچھے ہٹیں توازن برقرار نہیں رکھ سکی ایک دم گرنے لگی تھی کہ اچانک غیر ارادی طور پر شاہ زر نے اس کا ہاتھ تھام لیا پری نے خوف سے آنکھیں بند کر لی تھی مگر اسے جب لگا وہ گرنے سے بچ گئی تو آنکھیں کھول کر دیکھا شاہ زر ہوش میں آیا ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا "اندر جاؤ اور آئندہ میری اجازت کے بغیر تم لان میں بھی نہیں آؤ گی سمجھی" اس نے بات پوری کی اور واپس مڑا "یہ مجھے کیا ہو گیا تھا میں نے اسے کیوں گرنے سے بچایا گر جاتی مجھے اسے

نہیں بچانا چاہیے تھا" شاہ زر خود سے الجھ پڑا" اس کی جگہ کوئی بھی ہوتا میں ایسا ہی کرتا وہ ایک فطرتی عمل تھا" اس نے خود کو مطمئن کرنے کی کوشش کی جس میں کافی حد تک کامیاب بھی ہوا سارے خیال جھٹک کر اس نے ناشتہ کیا اور بوا کو بتا کر چلا گیا پری نے سکون کی سانس لی کچن میں آئی اسے بھوک محسوس ہو رہی تھی یہاں پر تو اسے ڈھنگ کا کھانا بھی نہیں ملتا تھا جو کچھ شاہ زر چھوڑ کر جاتا اسے وہی کھانا کھانے کا حکم تھا۔" بوا آج کا مینیو کیا ہے میں زرا ناشتہ کرنے کے بعد گھر والوں سے بات کر لوں پھر آکر آپ کے ساتھ کھانا بناتی ہوں بلکہ ابھی تو بنا سیکھ رہی ہوں" اس نے وہی بیٹھ کر ناشتہ شروع کیا" بیٹی آج تو شاہ زر بیٹا کہ کر گیا ہے وہ لنچ پر نہیں آیے گا ہاں رات کے لیے مینیو بتا کر گیا ہے وہ بعد میں بنا دے گے" پری نے سر کے اشارے سے ٹھیک ہے کہا "بیٹی اگر تم برا نہ مانوں تو ایک بات پوچھوں" بوا اسے ناشتہ کرتے دیکھ کر بولی" ہاں ہاں بوا پوچھے نہ بلکہ آپ پہلے یہ بتائیں آپ یہاں کب سے ہے" پری کے دل میں یہ خیال کہی دنوں سے آرہا تھا آج موقع ملا تو پوچھ ہی لیا" میں یہاں دس سال سے ہو جب شاہ زر بیٹے نے یہ گھر بنایا میں ساتھ والے گھر میں کام کرتی تھی وہ لوگ کہی باہر شیفٹ ہو رہے تھے ان لوگوں نے شاہ زر بیٹے سے کہا وہ مجھے یہاں لے آیا میں کشمیر کی ہو شادی کے ایک ماہ بعد شوہر کا انتقال ہو گیا پھر میں در بدر ٹھوکریں کھاتے ہوئے آخر

یہاں پہنچ گئی "پری کو سن کر افسوس ہوا" بس بوا جو ہماری قسمت میں لکھا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے نہ "پری نے دکھ سے انہیں دیکھا" اب تو خیر اس واقعے کو ارصہ ہوا تم بتاؤ بیٹی شاہ زر سے تمہاری شادی کیسے ہوئے میں نے تو کئی بار اس سے کہا شادی کر لوں وہ کبھی نہیں منا "بوا نے حیرت سے پوچھا" وہ کسی اور سے کیسے شادی کر سکتے تھے بوا جب کے پیار وہ مجھ سے کرتے رہے ہیں میرے امی ابو سے بات تو کی انہوں نے مگر وہ لوگ نہیں مانے میری شادی کہی اور طے ہو گئی شادی والے دن آپ کے شاہ زر صاحب نے میرے منگیتر کو دھمکی دی وہ بچارا شادی سے ہی انکار کر کے بھاگ گیا ایسے ہماری شادی ہو گئی ابھی بھی وہ مجھ سے خفا ہے کہ میں نے ان کا ساتھ کیوں نہیں دیا تب ہی تو ایسے ناراضگی دیکھا رہے ہیں "وہ اور بھی کچھ کہتی مگر اس کی زبان کو بریک تب لگی جب کافی کا مگ ٹیبل پر رکھ کر مڑی دروازے کے بیچ میں شاہ زر کو کھڑے دیکھا پری کی سیٹی گم ہو گئی "ابھی اور ایسی وقت میرے کمرے میں آؤ" وہ لال آنکھوں سے اسے گھوتا ہوا بولا پری نے بوا کو دیکھا جو ایسے ہی دیکھ رہی تھی پری کو اپنی جان جاتی محسوس ہوئی وہ مرے قدم اٹھاتی شاہ زر کے کمرے کی طرف گئی

وہ کمرے میں پاگلوں کی طرح گھوم رہا تھا غصّے سے وہ پاگل ہو رہا تھا اپنے ہاتھ کا مکا بنا کر دیوار پر زور سے مارا غصہ تھا کہ بڑھتا جا رہا تھا وہ راستے سے ہی واپس ہوا تھا کوئی ضروری فائل وہ گھر میں ہی بھول گیا تھا کمرے کی طرف جانے سے پہلے اسے پری ور بوا کی آواز کچن سے آئی وہ وہی چلا گیا اور پری کے جھوٹ پر وہ سیخ پا ہو گیا پری نے آہستہ سے روم کا دروازا کھولا شاہ زر کو دیکھ کر اس کا دل دھڑکنا بھول گیا شاہ زر کی نظر اس پر پڑی تو دروازے پر جا کر اسے ہاتھ سے کھینچ کر اندار کیا اور روم کا دروازا زور سے پاؤں کے ساتھ بند کیا پری کی حالت غیر ہو گئی

"کیا بکواس کر رہی تھی نیچے ہاں بولو کیا کہ رہی تھی پھر سے کہنا میں سنا چاہتا ہوں ایک بار پھر سے" وہ ایک قدم اور اس کے قریب ہوا ہاتھ پر گرفت اور سخت کی پری نے نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اسے بہت درد ہو رہا تھا آنسو خود بخود آنکھوں سے گرنا شروع ہو گئے جیسے اس نے دوسرے ہاتھ سے بے دردی سے صاف کئے

"میں نے ایسے ہی کہ دیا تھا آپ نا آئے ہوتے تو میں بوا کو سب سچ بتا دیتی" پری نے روتے ہوئے روانی سے جواب دیا اسے ڈر تھا کہی وہ سنے بنا ہی اسے سزا نہ سنا دے

"مذاق سمجھ رکھا ہے تم نے مجھے ایسے ہی کہی بھی تم میری عزت ک جنازہ نکال دوں گئی اور پھر آ کر کھو گی میں اس کے بعد سچ بتانے ہی والی تھی کے مجھے موقع ہی نہیں مل

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سکا"

وہ غصّے سے ڈھارا ہاتھ پر گرفت اور سخت ہو گئی

"اور کیا کہا تھا تم نے میرے منگیتر بیچارے کو دھمکی دی اور اس نے انکار کر لیا.. یہ کیوں نہیں بتایا تم نے کہ وہ ایک بزدل مرد تھا جو ایک فون کال پر بھاگ نکلا تھا"

"وہ بزدل مرد نہیں تھا وہ غیرت مند مرد تھا اس نے جو فیصلہ کیا وہ بلکل ٹھیک تھا مگر آپ کیا جانوں غیرت مند مرد کہتے کیسے ہیں آپ کی طرح کے مرد ہوتے ہیں بزدل جو پیٹ پیچھے وار کرتے ہیں" وہ تلخی سے گویا ہوئی

"بکواس بند کرو اپنی میں بے غیرت ہونا آج تمہیں بتاؤں گا بے غیرت مرد ہوتے کیسے ہیں! اور کیا کہا تھا تم نے میں تم سے محبت کرتا تھا اور تمہارے پیچھے پڑا ہوا تھا" وہ غصے سے بے قابو ہو رہا تھا

"ذلیل عورت جواب دوں مجھے کیا کہہ رہی تھی تم" شاہ زر غصّے سے غرایا دوسرے ہاتھ سے اس کے بالوں کو کھینچ کر اسے خود سے قریب کیا پری تکلیف سے چلائی "چھوڑے شاہ زر خدا کا واسطہ ہے چھوڑے مجھے آپ ایک جنگلی انسان ہے ہاں آپ واقعی میں بے غیرت ہو ایک کمزور لڑکی پر ہاتھ اٹھانا بزدلی ہی ہوتی ہے نفرت ہے مجھے آپ جیسے مردوں سے جو عورتوں کو بلیک میل کرتے ہیں ان رشتوں کے ہاتھوں جن سے انہیں

محبت ہوتی ہے"

پری نے اپنے ایک ہاتھ سے اس کا ہاتھ اپنے بالوں سے ہٹانے کی ناکام کوشش کی پھر اس کے سینے پر زور زور سے مرنے لگی۔شاہ زر نے اس کے بال چھوڑے اور اسے دھکا دیا وہ بیڈ کے سائیڈ پر پڑی ٹیبل سے ٹکرای اس کے ماتھے سے خون آنے لگا شاہ زر نے آگے بڑ کر اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا

"تمھیں آج میں بتاؤں گا کتنی محبت کرتا ہوں میں تم سے کیا کہا جنگلی ہو نہ میں آج تمھیں پتا چلے گا جنگلی پن ہوتا کیا ہے جان سے مار ڈالوں گا میں تمھیں بے غیرت ہونا میں آج تمھیں پتا چلے گا بے غیرت مرد کیسے ہوتے ہیں "اس نے ہاتھ اٹھایا اور پری کے چہرے پر اپنی درندگی کے نشان چھوڑتا رہا تھپڑ پر تھپڑ مارتا رہا پری بے حسی سے مار کھاتی رہی اس میں مزاحمت کرنے کی بھی سکت باقی نہیں رہی

"یہ رہا میرے بے غیرت اور کمزور مرد ہونے کا ثبوت آئندہ مجھ سے یہ سب کہنے سے پہلے سو بار سوچنا ورنہ میں اس سے بھی بے غیرت بن کر دیکھوں گا "وہ غصے میں غرایا

"خدا کا واسطہ ہے شاہ زر آپ کو آپ کی ماں کا واسطہ ہے اور مت مارے مجھ سے غلطی ہو گئی معاف کر دے مجھے مت۔۔مارے.. مما اللہ جی کوئی ہے مجھے بچاؤ"

شاہ زر کا ہاتھ ہوا میں لہرایا ماں کے لیے وہ وہ دنیا قربان کر لیتا ہاں ماں کے لیے س نے پری کو بخش دیا شاہ زر نے ایک جھٹکے سے اسے بیڈ پر پھینکا وہ اور خود کمرے سے نکال گیا پری نے اسے باہر جاتے دیکھا پھر اس کے آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا ساری باتیں سارے منظر دھندنانے لگے جو آخری خیال باقی ہا وہ شاہ زر کی نفرت تھی وو ڈھرام سے نیچے گری وہ چلانا چاہتی تھی اپنی مدد کے لیے کیسی کو پکڑنا چاہتی تھی اس کی آواز نہیں نکل پا رہی تھی دھیرے دھیرے اس کی آنکھیں بند ہونے لگ گئی پھر وہ دنیا سے بے گانہ ہو گئی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں جانتا ہوں کے وہ میری نہ ہوں سکے گی عادی

پر یہ بھی تو ہے کہ میں اس کا نہ ہو سکا"

شاہ زر اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں کانچ کا کلاس تھا جو اس نے

زور سے دیوار پر مارا کانچ ادھر ادھر بکھر گئے اس نے اٹھ کر اک کانچ کا ٹکڑا ہاتھ میں لیا اور اس ہاتھ کو زور سے بند کیا" اکر دیکھے نہ ماں آپ کا بیٹا اپنے مقام سے کتنا گر گیا ہے آج پھر میرا ہاتھ آپ کی طرح ایک مظلوم عورت پر اٹھا ہے میں جان بوجھ کر نہیں کرتا یہ سب اس شخص کی نفرت میں مجھ سے ہو جاتا ہے دیکھے اس ہاتھ سے مارا ہے نہ آپ کے بیٹے نے اسے اس ہاتھ کو بھی اس کی سزا ملنی چاہئے "اس کے ہاتھ سے خون کے قطرے ٹیبل پر گر رہے تھے مگر اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا وہ اس وقت خود اذیتی کی انتہا پر پہنچا تھا کوئی درد کوئی تکلیف اسے دیکھائی نہیں دے رہی تھی اور کا دل خون کے آنسوں رو رہا تھا وہ اتنا کمزور مرد نہیں تھا اس نے ہمیشہ سے ہی عورت کو عزت کی نگاہ سے دیکھا تھا پری کے ساتھ اس نے جو کچھ کیا وہ بس انتقام کے لیے کیا تھا مگر اس نے کبھی نہیں سوچا تھا وہ اس پر ہاتھ اٹھائے گا۔ دروازے پر دستک ہوئی اور مینیجر اندار آیا سامنے شاہ زر کے ہاتھ پر نظر پڑی تو اس کے اوستان خطا ہو گئے "سر یہ کیا کر رہے ہیں آپ کھولیے اپنا ہاتھ اس سے اتنا خون آرہا ہے کانچ بہت اندار تک چلا گیا ہے اس سے آپ کو تکلیف ہو رہی ہوں گی "مہر نے آگے بڑھ کر شاہ زر کا ہاتھ پکڑ کر کھولنا چاہا جو اس نے اور مضبوطی سے بند کر دیا اور اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کیا

"کچھ نہیں ہوا مجھے کوئی تکلیف نہیں ہو رہی مجھے ہاں یہاں بہت تکلیف ہو رہی ہے

بہت درد ہو رہا ہے "اس نے دوسرا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر کھوئے کھوئے لہجے میں کہا

"سر پلیز ہاتھ کھولے اپنا چلے میرے ساتھ آپ کو ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے "مہر نے زبردستی اس کا ہاتھ کھولا اور کانچ کا ٹکڑا نکال کر پھینکا۔ مہر س کا صرف مینیجر ہی نہیں تھا بلکہ بہت اچھی سلام دعا بھی تھی تبھی وہ اتنی جرات کر سکا تھا

"تکلیف تو اسے بھی ہوئی ہو گی نہ مہر اس نے بھی تو درد سہا ہے اس نے مجھ سے اپنی زندگی کی بھیک مانگی تھی اس نے مجھ سے کہا تھا میں نہ ماروں اسے مگر میں نے اس کی ایک نہیں سنی میں اس وقت ایک کمزور مرد بن گیا تھا وہ مرد جو اپنے ساتھ ہوئی ہر زیادتی کا بدلہ عورت سے لے کے خود کو مرد کہتا پھرتا ہے ہاں میں وہ ہی مرد ہو کمزور عورتوں پر اپنی مردانگی کا ثبوت دینے والا "مہر نے بے بسی سے شاہ زر کو دیکھا جو آج زندگی میں پہلی بار کیسی کے سامنے یوں ٹوٹا بکھرا تھا "اٹھے سر ہاسپٹل چلے میرے ساتھ مجھے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی "مہر کے چہرے پر تشویش تھی اس نے کیسی طرح شاہ زر کو اٹھا کر آفس سے باہر لے کر گیا گاڑی میں بیٹھایا اور ہاسپٹل لے کر گیا شاہ زر پورا راستے خاموش بیٹھا رہا اس کی ہاتھ کی بنڈیج کر کے اسے اس کے گھر چھوڑ کر مہر واپس چلا گیا

"یہ کیا ہوا ہے شاہ زر بیٹا "بوا بھاگ کر شاہ زر کے پاس آئی "کچھ نہیں بوا پری کہا ہے وہ

ٹھیک ہے نہ" شاہ زران کی بات نظر انداز کر کے پری کا پوچھا جس کو تکلیف دے کر سکوں سے وہ بھی نہیں رہا تھا" بیٹا آپ کے جانے کے بعد جب بہت ٹائم اس کا پتہ نہیں چلا تو میں اس کے کمرے میں گئی وہاں بھی نہیں تھی پھر آپ کے کمرے میں دیکھا وہاں بے ہوش پڑی ہوئی تھیں آپ کو بہت بار فون کیا آپ کا موبائل بند جا رہا تھا میں نے چوکیدار کو بھیجا پاس کلینک سے ڈاکٹر صاحبہ کو لے کر آیا وہ انہوں نے دیکھا دوائی دی ماتھے پر بہت زیادہ چوٹ آئی تھی پریشے بیٹی کو تھوڑا ہوش میں ایک تو اس نے بتایا وہ گر گئی تھی پھر ان کے چہرے پر انگلیوں کے نشانات بھی موجود ہے ابھی بھی ان کو ٹھیک سے ہوش نہیں آیا بہت تیز بخار ہو رہا ہے" بوا نے ساری تفصیل بیان کی شاہ زر کا دل کیا اس وقت زمین پھٹے اور وہ س میں سما جائے وشرمندگی سے اس کی نظریں اٹھ نہیں رہی تھی" ٹھیک ہے بوا اب آپ جائے آرام کرے میں پری کو دیکھتا ہو" بیٹا آپ پہلے کچھ کھا لوں آپ کا ہاتھ بھی زخمی ہے" بوا نے اس کے ہاتھ کو دیکھ کر فکر مندی سے کہا" کچھ نہیں ہوا مجھے ٹھیک ہو میں آپ جائے مجھے کھانا ہوا خود کھا لوں گا" وہ کہ کر سیڑھیاں چڑھنے لگا اور اپنے کمرے میں آیا جہاں بیڈ پر پری لیٹی ہوئی تھی اس کے چہرے پر نظر گئی تو خود کو ایک بار پھر مار دینے کو دل کیا آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس کے سرہانے پر بیٹھ گیا اس نے آج پہلی بار پری کو غور سے دیکھا پری کے سلکی بال ادھر ادھر

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بکھرے پڑے تھے صاف شفاف چہرہ اور اس کے گلابی گالوں کو شاہ زر نے ان زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا چہرے پر موجود اس کی مغرور ناک اس کے چہرے کو اور دلکش بنا رہی تھی شاہ زر اس کے بالوں میں دھیرے دھیرے سے ہاتھ چلا رہا تھا پری تھوڑا سا ہلی شاہ زر نے دیکھا شاید وہ ہوش میں آ رہی تھی اس کا چہرہ بہار کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا پری نے تھوڑی سی آنکھیں کھولیں پر بند کر لی "مما پاپا پلیز آ کر مجھے بچا لے دیکھے آپ کی بیٹی کو مار پڑ رہی ہے بچاؤ بچاؤ مما آ کر اپنی بیٹی کو اس درندے سے بچائے میں مر جاؤں گی یہاں" وہ آنکھیں بند کر کے چلا رہی تھی اس کی آواز بہت مشکل سے نکل رہی تھی پھر چلاتے چلاتے آواز بڑبڑاہٹ میں بدل گئی "م م م م مماپ پا پا پا پا بچائے......" وہ پھر سے ہوش و حواس کھو بیٹھی شاہ زر شرمندگی سے خود سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہا اٹھ کر نیچے آیا ایک باؤل میں ٹھنڈا پانی ڈالا اور کمرے میں آ کر الماری سے چھوٹا تولیا نکل کر پری کے ماتھے پر زخم سے تھوڑا دور ٹھنڈی پٹیاں لگاتار ہا ٹمپریچر تھوڑا کم ہوا باؤل سائیڈ پر رکھا اور اس کے سرہانے ہی بیٹھ کر اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرتے کرتے خود بھی وہی سو گیا.....

دور کہی آزان کی آواز آرہی تھی شاہ زر کی آنکھ کھولیں ایک نظر پری کو دیکھا جو اسی پوزیشن میں لیٹی ہوئی تھی شاہ زر بچپن سے ہی پانچ وقت کی نماز پڑھنے کا پابند تھا اس نے اٹھ کر وضو کیا نماز پڑھ کر وہی جائے نماز پر بیٹھ گیا اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے " اے میرے پرورد گار میں تجھ سے آج اپنی ماں کی مغفرت کی دعا سے پہلے ایک ذندہ جیتے جاگتے وجود کی سلامتی کی دعا مانگتا ہوں اے میرے اللہ تو تو سب کی دعائیں سنتا ہے میری جھولی بھی بھر دے اگر اسے کچھ ہوا تو یوم حشر میں کس منہ سے آپ کے سامنے حاضر ہو گا مجھے معاف کر دے میرے مولا پری کو زندگی بخش دے میں تیرا گناہگار بندہ ہو تو نے ہم مردوں کو اس دنیا میں عورت کا حاکم بنا کر پیدا کیا ہم اپنے مردانگی کے ضم میں ان معصوم عورتوں پر ظلم کرنا اپنا حق سمجھ بیٹھے ہے مجھے معاف کر دے میرے مولا " وہ اونچی آواز میں رو رو کر اللہ سے پری کی زندگی مانگ رہا تھا دعا کر کے اٹھا اور پری کے ساکت پڑے وجود پر کچھ پڑھ کر پھونکا اور وہی بیٹھ گیا " پری اس وقت اگر تم ہوش میں ہوتی تو میں کبھی بھی تم سے معافی نہیں مانگ سکتا تھا مجھے معاف کر دینا تمہارے ٹھیک ہوتے ہی میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آؤ گا میں نے تمہارے ساتھ جو بھی کیا اس سب کے سامنے معافی کا لفظ بہت چھوٹا اور معمولی ہے ہو سکے تو مجھے دل سے معاف کر لینا میں نے جو کچھ کیا سوچ سمجھ کر کیا مگر تم پر ہاتھ اٹھانے کا میں

نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا وہ سب مجھ سے اس نفرت میں ہوتا گیا جو میں تمہارے
باپ سے کرتا ہوں میں بھی عام مرد نکلا میں نے بھی اپنی ماں کے ساتھ ہونے والے ہر
ظلم کا بدلہ اس ہی کی طرح کی ایک کمزور عورت سے لینے کا سوچا میں تو مرد تھا میں اس
شخص سے کسی اود طریقے سے بھی بدلہ لے سکتا تھا میں نے بھی عام مردوں کی طرح
عورت کو ہی چنا اپنا انتقال پورا کرنے کے لیے یہ دیکھو میں نے جس ہاتھ سے تمہیں مارا
تھا اس ہاتھ کو اس کے کیے کی سزا دی ہے میں نے میں ادھورا انسان ہو جس کا کوئی بھی
نہیں ہے میں چاکر بھی تمہیں نہیں اپنا سکتا تم اس شخص کی بیٹی ہوں جس نے میرا ہستا
بستا گھر برباد کر دیا تھا آج سے میرا تم پھر کوئی حق نہیں تم ایک مکمل انسان ہو تمہیں
ایک اچھا انسان ہی ملے گا تمہارا میرا ساتھ بس یہی تک کا تھا" اس نے اپنے آنسو صاف
کیے اور اٹھ کر کمرے سے چلا گیا پری کی آنکھوں سے آنسو نکل کر اس کے بالوں میں
جذب ہو گیا اس نے قرب سے آنکھیں کھولیں اب سامنے کوئی نہیں تھا کیا تھا وہ شخص
ایک لمحہ لگا تھا پری کو اس شخص کے سامنے اپنا دل ہارنے میں وہ شخص جس نے اسے درد
دیا تکلیف دی اسی شخص نے اس کی ہر درد ہر تکلیف کو ایک لمحے میں ختم کر دیا وہ رو رو
کر خدا سے اس کی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا پری نے اس وقت خدا سے اس کو مانگا تھا

....

-------..............................-------

شاہ زر بوا کو پری کو دیکھنے بیجا بوا نے آکر پری کے ہوش میں آنے کی اطلاع دی وہ تھوڑا سکون سے ہو گیا اللہ کا شکر ادا کیا اس نے ناشتہ کیا ٹیبلیٹ لی اور بوا کو پری کا خیال رکھنے کی ہدایت دے کر چلا گیا

بوا نے پری کے لیے سوپ تیار کیا اس کو ٹرے میں رکھ کر اوپر شاہ زر کے روم میں آئی پری ابھی تک وہی لیٹی ہوئی تھی

"پری بیٹا جلدی سے اٹھ کر منہ ہاتھ دھو یہ دیکھو تمہارے لیے گرمی گرم سوپ بنا کر لئی ہوں "بوا نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا

"بوا میرا دل نہیں کر رہا "پری نے چھت کو دیکھتے ہوئے جواب دیا

"ایسے کیسے دل نہیں کر رہا کل صبح ناشتے کے بعد آپ نے کچھ بھی نہیں کھایا ابھی یہ سارا سوپ حتم کرنا ہے تمہیں نہیں تو شاہ زر مجھ سے بہت ناراض ہو گا وہ جاتے جاتے بھی بار بار تمہارا خیال رکھنے کی ہدایت دیتا رہا ہے "بوا نے پردے برابر کیے دھوپ سے پورے کمرے میں روشنی ہو گئی پری نے آنکھیں بند کی اچانک دھوپ پڑھنے سے اس کی آنکھیں بند ہو گئی پری نے آنکھیں کھول کر کمرے کا جائزہ لیا جو بہت نفاست سے سجایا گیا تھا کمرے میں ایک ڈبل بیڈ پڑا تھا اس کے ساتھ سامنے صوفہ سیٹ تھا سائیڈ پر

الماری بنی ہوئی تھی اور بیڈ کے دوسرے سائیڈ پر ایک کرسی اور ایک میز تھا جس پر لیمپ پڑا تھا اور کچھ کاغذات اور فائل تھی پری نے کمرے کو دیکھ کر دل ہی دل میں شاہ زر کی پسند کو داد دی

بوا اب بھی اس کے سامنے کھڑے اس کے اٹھ جانے کا انتظار کر رہی تھی ناچار پری کو اٹھنا ہی پڑا وہ شاہ زر کے ہی واشروم میں فریش ہونے کے لیے چلی گئی اس وقت اپنے کمرے تک جانے کی ہمت نہیں تھی باہر نکلی بوا ابھی بھی کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی

"بوا آپ جا کر اپنا کام کرے میں کر لو نگی ناشتہ آپ خواہ مخواہ زحمت کر رہی ہے میں اب بلکل ٹھیک ہو" پری نے واپس بیڈ پر بیٹھ کر کہا

"زحمت کسی بیٹا میں تمہاری ماں نہیں ہوں مگر ایک عورت تو ہو نہ تمہیں ایسے چھوڑ کر نہیں جا سکتی شاہ زر بیٹے نے بھی کہ ہے میں پورا ٹائم تمہارے ساتھ رہو تمہیں کسی چیز کی ضرورت پڑ سکتی ہے ابھی سوپ پی کر آپ کو دوائی بھی کھانی ہے

"بوا نے پیار سے اسے دیکھ کر کہا

"اتنا ہی خیال تھا تو آ کر میرا حال چال ہی پوچھ کر چلے جاتے" وہ بڑبڑاتے ہوئے سوپ پینے لگی

"کچھ کہا تم نے پریشے"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں بوا کچھ نہیں آپ پلیز میرے کمرے سے میرا موبائل لا دے گی"

"تم سوپ پیو میں ابھی لا کر دیتی ہوں"

"جی شکریہ" وہ کہ کر سوپ پینے لگ گئی بوا نے موبائل لا کر دیا اس کے بعد دوائی کھلائی اور پری کے اصرار پر نیچے چلی گئی پری نے مما کو کال ملائی

--------.............................---------

دوسری بیل پر کال اٹھائی گئی

"ہیلو پری میری جان کیسی ہوں تم" مما کے لہجے میں بے تابی صاف سنائی دے رہی تھی

"میں ٹھیک ہو مما پاپا کیسے ہے آپ کیسی ہے"

"ہم کیسے ٹھیک ہو سکتے ہیں بیٹا تمہارے جانے کے اتنے دن ہو گئے ہے تم نے ایک بار بھی مڑ کر ہمارا پتا نہیں کیا فون بھی بند کر لیا تھا میں اور تمہارے پاپا اتنے پریشان تھے شاہ زر کو بھی فون کیا تھا میں نے اس نے تو ٹھیک منہ بات بھی نہیں کی کہنے لگا خود فون کر کے پتا کر لے تمہارے پاپا نے کہا بھی کہ اس کا نمبر بند جا رہا ہے کہنے لگا تو میں کیا کروں میں نے تو نہیں بند کیا اور فون بند کر دیا"

"بس مما یہاں آکر تھوڑا بزی ہو گئی تھی پاپا کہاں ہے ان سے بات ہو سکتی ہے کیا" پری نے شاہ زر کا ذکر نظر انداز کر کے باپ کا پوچھا

"یہ پاس بیٹھے ہیں مجھ سے بار بار فون لینے کی کوشش کر رہے ہیں لو بات کرو اپنا خیال رکھنا تمہارے پاپا آج کل میں تمہیں لینے آرہے ہیں" انہوں نے بات مکمل کر کے فون دانیال صاحب کو دیا

"سلام پاپا کیسے ہیں" پری نے موبائل ایک کان سے دوسرے کان پر لگایا ایک ہاتھ میں پکڑے پکڑے تھک گئی تھی ابھی بھی اس کے سر میں درد ہو رہا تھا

"مت کہوں مجھے پاپا بیٹیاں ایسی ہوتی ہے کیا تمہیں کہا بھی مت جاؤ اس درندے کے ساتھ تم نے میری ایک نہیں سنی وہ تو اس دن ارحم نے مجھے سب کچھ بتا دیا مجھے تم سے اس بے وقوفی کی امید نہیں تھی اس نے کہا اور تم نے مان لیا کیا کر سکتا ہے وہ میرا میں کوئی راستے میں گرا پڑا انسان نہیں ہوں جس کو وہ برباد کر لیتا" دانیال صاحب غصّے سے بھرے بیٹھے تھے پری کی آواز سن کر پھٹ پڑے

"ارحم کون ہوتا ہے میری زندگی کے معمولات میں دخل اندازی کرنے والا اور آپ پاپا آپ اب بھی اس انسان سے رابطے میں جس نے آپ کو بھری محفل میں رسوا کر دیا آپ کی بیٹی کی رخصتی اس شخص کی وجہ سے روک گئی تھی" پری نے بھی دل کا بھڑاس

نکالا

"وہ اس کی مجبوری تھی میں نے فیصلہ کر لیا ہے میں تمہیں لینے آرہا ہوں ارحم اب بھی تم سے شادی کرنے کے لیے تیار ہیں" دانیال صاحب نے دھیرے سے کہا پری کو سن کر آگ گی

"کیا کہا آپ نے میں اس شخص کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی مجھے تو آپ پر افسوس ہو رہا ہے پاپا آپ اس شخص سے بات ہی کیوں کر رہے ہو ایک بات میری بھی سن لے میں مر کر بھی اس انسان سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتی وہ اسی دن میرے لیے مر گیا تھا جس دن اس نے بھری محفل میں مجھے رسوا کر لیا تھا اور اس وقت اس برے شاہ زر ہی نے آپ کی عزت بچائی ہے ورنہ دانیال صاحب جن کو ایک دنیا جانتی ہے ان کی عزت خاک میں مل جاتی اور ہاں میں نہ شاہ زر سے رشتہ توڑ سکتی ہوں نہ ہی اسے چھوڑ کر آپ کے پاس آؤ گی" اس کا لہجہ نا چاہتے ہوئے بھی تلخ ہو گیا

"پچھتاؤ گی تم" انہوں نے دانت پیس کر کہا

"باپ اپنی بیٹیوں کو گھر میں بسنے کی دعا کرتے ہیں اور ایک آپ ہے جنہوں نے مجھے کھلونا سمجھ رکھا ہے جب دل کیا قربان کر کیا جب دل کیا مجھے کیسی سے بھی باندھ دیا" اس نے تلخی سے کہ کر فون بند کر دیا اور اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا درد سے اس کا سر

پھٹا جا رہا تھا اس نے سر تکیے پر گرا لیا اور آنکھیں موند لی وہ اس وقت کچھ بھی نہیں سوچنا چاہتی تھی۔۔۔۔

....

پھر اُسی بے وفا پہ مرتے ھیں
پھر وھی زندگی ھماری ھے
بے خودی، بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ھے، جس کی پردہ داری ھے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ زر نے فون کر کے چوکیدار کو ڈاکٹر کو گھر بلانے کو بھیجا لیڈی ڈاکٹر نے آ کر پری کا چیک اپ کیا ٹیمپریچر اب کافی کم تھا سر کی چوٹ کی وجہ سے ابھی بھی پری بہت کمزوری محسوس کر رہی تھی کچھ ضروری ہدایات دے کر ڈاکٹر واپس چلی گئی۔ پری لیٹی سوچو میں گم تھی اسے رہ رہ کر اپنے باپ کا خیال آ رہا تھا وہ باپ ہو کر کیسے ایک شادی شدہ بیٹی کو ایک غیر مرد کے ساتھ شادی کرنے کا مشورہ دے سکتے تھے۔ بوا نے کھانا وہی لا کر دیا

"بوا کھانا کھانے کے بعد پلیز مجھے میرے کمرے تک چھوڑ آیے میں اب وہاں آرام

کرناچاہتی ہوں" پری نے کھڑکی سے باہر دیکھ کر کہا باہر اس وقت سورج کی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی پہاڑوں پر موجود برف سورج کی روشنی میں دمک رہی تھی

کھانا کھا کے دوائی لی پھر بوا کے سہارے وہ اپنے کمرے میں چلی گئی شاہ زر واپس گھر لوٹا اپنے کمرے میں آیا جہاں بیڈ پر کل پری لیٹی تھی آج وہ جگہ بلکل خالی پڑی تھی

"اسے جہاں ہونا چاہیے تھا کل اسے وہاں بھیج دوں گا" خود سے کہتا وہ واشروم چلا گیا فریش ہو کر لوٹا اسے کمرہ خالی خالی نظر آرہا تھا" یہ مجھے کیا ہو گیا ہے اس کا مقام اس کمرے میں میری زندگی میں کہی بھی نہیں ہے میں کیوں اس کو سوچ رہا ہوں کچھ نہیں لگتی وہ میری کچھ بھی نہیں" وہ خود سے لڑتے لڑتے ناجانے رات کے کس پہر نیند کے آغوش میں چلا گیا

پری جب سے شاہ زر کے کمرے سے واپس اپنے روم میں آئی تھی اسے ایک پل کے لیے بھی چین نہیں مل رہا تھا دل ایک الگ انداز میں ڈھڑک رہا تھا اسے رہ رہ کر کل رات والا منظر یاد آرہا تھا پری جب ہوش میں آئی رات ہے دو بج رہے تھے پری نے آنکھیں کھولیں پہلے اسے کچھ سمجھ نہیں آیا وہ کہا ہے پھر تھوڑا اٹھنے کی کوشش کی تو سر میں درد کا احساس ہوا اپنے دائیں طرف نظر گئی تو وہاں شاہ زر اس کے قریب ہی بیٹھا بیٹھا لیٹ رہا تھا پری نے نفرت سے اسے دیکھا

"پہلے زخم دیتے ہوں آپ پھر اس کا مداوا کرنے آ جاتے ہو میں اتنی گری پری نہیں تھی شاہ زر جیسے آپ نے اتنی بے دردی سے مارا ہے میں لاوارث نہیں ہو جو جیسا آپ کا دل کرے آپ میرے ساتھ کرتے رہے... صبح ہوتے ہی چلی جاؤ گی میں یہاں سے پاپا سچ کہتے ہیں آپ اس قابل نہیں ہو کے آپ سے کوئی ہمدردی بھی کرے" پری نے شاہ زر کے سوئے ہوئے وجود پر ناپسندیدگی کی نظر ڈالی پھر دوبارہ سے وہ نیند کے آغوش میں چلی گئی تھی صبح اس کی آنکھ کسی کی سسکیوں کی آواز سے کھولیں اس نے وہی سے نظر اٹھا کر دیکھا تو شاہ زر کو اپنے لیے روتا پایا پری نے بے یقینی سے شاہ زر کو دیکھا اور غور سے اس کے الفاظ سنے لگی جو سیدھا پری کے دل پر جا کر لگے پہلی بار پری کو شاہ زر برا نہیں لگ رہا تھا پری کا دل کر رہا تھا وہ ایسے ہی بیٹھا پری کے لیے دعا مانگتا رہے اور وہ اسے دیکھتی رہے پھر شاہ زر جائے نماز سے اٹھ کر اس کے قریب آیا کچھ پڑھ کر اس پر پھونک ماری اور اس کے پاس بیٹھ کر اس سے معافی مانگی تھی شاہ زر تو یہی سمجھا تھا پری ابھی بھی بے ہوش ہے اس لیے اس نے بھی پری سے معافی مانگی ورنہ عام حالات میں وہ مر تو جاتا وہ سب کبھی پری سے نہ کہتا

پری بھی مشرقی لڑکی ہی نکلی ایک بار معافی مانگنے سے اس نے شاہ زر کی ہر خطا معاف کر لی تھی

ابھی پری وہ سب سوچ کر مسکرائی

"میں نہیں جانتی شاہ میں ٹھیک کر رہی ہوا اپنے ساتھ یا غلط مجھے خود بھی اس بات کا اندازہ نہیں ہے.. آپ کی مار کھا کر مجھے آپ سے بھر کر کوئی بندہ درندہ نہیں لگا تھا.. اور اب آپ کے معافی کے دو بول سن کر میرا دل کرتا ہے میں ایک بار آپ کو ازمالوں ایک بار اپنی آنا کو سائیڈ پر رکھ کر آپ کے اور اپنے رشتے کو ایک موقع دے دوں اور میں یہ موقع دوں گی یا تو میں ہار جاؤ گی یا پھر آپ کو جیت لوں گی مگر میرا وعدہ ہے آپ مجھ سے محبت نہیں عشق کرنے لگوں گے عورت کی محبت میں اتنی طاقت ہوتی ہے شاہ کے وہ آپ جیسے بندے کو بھی محبت کرنے پر مجبور کر سکے"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پری خیالوں ہی خیالوں میں شاہ زر سے مخاطب ہوئی پری کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں کچھ پا لینے کا عزم.....

....

دانیال صاحب جلی بلی کی طرح ایک پاؤں پر کمرے میں ادھر سے ادھر چکر لگا رہے تھے غصہ تھا کہ کم ہونے کے بجائے اور زیادہ ہو رہا تھا

"دانیال کیا ہو گیا ہے آپ کو بس بھی کرے اسے کر کے وہ آ تو نہیں جائے گی آپ کو اسے پیار سے سمجھانا چاہیئے تھا وہ آپ کی بات کبھی نہیں ٹال سکتی تھی"

کلثوم بیگم نے اپنے شوہر کو دیکھا جو پری سے بات کرنے کے بعد غصے سے پاگل ہو رہے تھے

"پیار سے ہی سمجھایا تھا آپ کی لاڈلی کو اس نے صاف انکار کر دیا آنے سے میں باپ ہو اس کا دشمن نہیں اس کا اچھا برا اچھے سے جانتا ہو وہ اس دو ٹکے کے انسان کے لیے مجھے باتیں سنا رہی تھی مجھے اپنے باپ کو" وہ غصّے کی زیاتی سے اونچی آواز میں بولے ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس وقت ہی جا کر شاہ زر کا قتل کر دے جس نے ان سے ان کی بیٹی چھین لی تھی وہ نکاح کا فیصلہ ان کی زندگی کا سب سے غلط فیصلہ ثابت ہوا تھا وہ تو شاہ زر سے بے انتہا نفرت کرتے تھے صرف اس لیے اس وقت اس کے ساتھ نکاح کروایا تھا کہ وہ جانتے تھے شاہ زر کو ان سے اور ان کی جائداد سے کوئی غرض نہیں تھی نہ ہی ان کی بیٹی سے مگر شاہ زر نے ان کی ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا تھا۔

"آپ ریلکس ہو کر بیٹھ جائے میں پری سے بات کروں گی وہ اس وقت ہم سے ناراض ہے اس لیے اس کا ردعمل اتنا سخت ہے" کلثوم بیگم جانتی تھی دانیال صاحب کو شاہ زر ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا پھر جب سے ارحم نے انہیں ساری بات بتائی تھی تب سے وہ اسے ہی غصّے میں تھے وہ کل کا لڑکا ان کی بیٹی کو دھمکیاں دے رہا تھا اور وہ خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے یہی سوچ سوچ کر وہ آپے سے باہر ہو رہے تھے

"خدا گواہ ہے کلثوم میں نے تو پری کو اپنی سگی اولاد سے بھر کر چاہا ہے میری اپنی اولاد بھی ہوتی میں اس سے بھی اتنا پیار نہیں کر سکتا تھا جتنا مجھے پری سے ہے" انہوں نے بیڈ پر بیٹھ کر بے بسی سے کہا کلثوم بیگم کے دل کو کچھ ہوا وہ تو اس بات کو مانتی ہی نہیں تھی کہ پری ان کی اپنی بیٹی نہیں ہے

"پلیز دانیال ایسا نہ کہے وہ ہماری بیٹی ہے میری اور آپ کی اس بات کو یاد کر کے خود کو اور مجھے تکلیف مت دے" وہ رو پڑی دانیال صاحب نے اپنی بیگم کو روتے دیکھا ان کے اپنے دل کو کچھ ہوا انہوں نے آگے بڑھ کر اپنی بیوی کو گلے لگایا کلثوم بیگم کے رونے میں اور شدت آگئی

"پاگل ہو گی ہو کیا میں نے بس ایک بات کی تھی بس" انہوں نے کلثوم بیگم کے آنسو صاف کیے

"آئندہ ایسی کوئی بات بھی مت کیجئے گا اس راز کو راز ہی رہنے دے پری کو پتا چلا وہ ہم سے دور ہو جائے گی وہ صرف اور صرف ہماری بیٹی ہے کیا ہوا جو اس کو میں نے پیدا نہیں کیا ماں سے بڑھ کر چاہا ہے اسے"

"آئندہ ایسا کچھ نہیں کہوں گا بس چپ کر جائے صبح ہوتے ہی پری کو فون کر کے یہاں آنے کا کہے میں اس کی زندگی برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتا" کلثوم بیگم نے سر اٹھا کر

دانیال صاحب کو دیکھا

"آپ بے فکر ہو جائے پری کو میں منا ہی لوں گی کوئی اولاد کب تک ماں باپ سے ناراض ہو سکتی ہے" دانیال صاحب نے دھیرے سے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھا جیسے تسلی دے رہے ہوں کے ان کی بیٹی واپس آ جائے گی....

شاہ زر صبح صبح جاگنگ کر کے کچن میں آیا وہاں بوا اس کے لیے ناشتہ بنا رہی تھی اس نے گلاس میں پانی لیا وہی کرسی پر بیٹھ کر پینے لگا

"بوا پریشے کیسے ہی اب" اس بات کو ایک ہفتہ سے زیادہ کا وقت گزار چکا تھا شاہ زر نے جان کر اس کا سامنا نہیں کیا تھا شاہ زر نے سوچا تھا جیسے ہی اس کی طبیعت ٹھیک ہو جائے گی وہ اسے اس کے باپ کے گھر بھیج دے گا اس کے ہاتھ کا زخم بھی اب پہلے سے کافی بہتر تھا

"وہ اب کافی بہتر ہے بیٹا کمرے سے نکل کر باہر آتی جاتی ہے"

"ہمم ٹھیک ہے آپ ایسا کریں ناشتہ تیار کر کے اسے بھی بولا لے آج میں اور پری ساتھ ہی ناشتہ کرئے گے" اس نے کچھ سوچ کر بوا سے کہا بوا نے سر ہلا دیا

شاہ زر بھی آٹھ کر روم میں آیا تیار ہو کر نیچے گیا جہاں ابھی تک پری نہیں آہی تھی اس نے بلک کافی کا سپ لیا اور اخبار لے کر کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا

آہٹ پر اخبار سے نظر ہٹائی سامنے پری کھڑی تھی اس کے چہرے پر پٹی ابھی بھی لگی ہوئی تھی جو اس کے شفاف چہرے پر بہت جچ رہی تھی پری نے بلک شلوار قمیض کے ساتھ ریڈ کرئی والی شال اوڑھ رکھی تھی۔"کیسے گھور رہا ہے ہیٹلر کا جانشین نہ ہو تو" مکمل جائزہ لیا نے کے بعد شاہ زر نے پری کو بیٹھنے کا اشارہ کیا

"ناشتہ شروع کروں پریشے اس کے بعد کام کی بات بھی کرنی ہے"شاہ زر نے اس کے چہرے سے نظر ہٹائی وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے اور پری کے ساتھ کوئی زیاتی کرے وہ اگر پری کو قبول کر بھی لیتا تب بھی وہ اس معصوم سی لڑکی کو وہ مقام وہ عزت نہیں دے سکتا تھا جو پری کا حق تھا وہ اتنا علی ظرف والا نہیں تھا کہ ایک مجرم کی بیٹی کو اپنے دل کی سلطنت پر حکمرانی کرنے کی اجازت دیتا اس نے پری سے بدلہ نہ لینے کا فیصلہ کر لیا یہی بہت تھا اس سے زیادہ وہ اچھا نہیں بن سکتا تھا اس نے پری کو دیکھا جو اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی"شاہ زر نے ایک نظر پری کو دیکھا وہ واقعی چاہے جانے کے قابل تھی مگر وہ شاہ زر کی قسمت میں نہیں تھی

"میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ اب تم پہلے سے کافی بہتر ہو آرام سے سفر کر

سکوں گی ویسے بھی یہاں سے اسلام آباد کا سفر اتنا زیادہ نہیں ہے تمہیں آج ڈرائیو تمہارے گھر چھوڑ آئے گا" شاہ زر نے اس کی طرف دیکھ کر کہا پری کے چہرے پر ناگواری در آئی

"کون سا گھر کہا کا گھر شادی کے بعد شوہر کا گھر ہی لڑکی کا گھر ہوتا ہے"

پری کو لگا تھا سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے اب شاہ زر اس کو اپنی زندگی میں شامل کرے گا اور اس سے معافی مانگے گا خیر وہ جانتی تھی معافی اور شاہ زر کبھی بھی مانگنے والا نہیں تھا مگر شاہ زر نے گویا اس کی سوچ اور خوش فہمی پر پانی چھینک دیا

"زبردستی کے رشتہ ہے تمہارا اور میرا اور میں اب اس رشتے کو اور نہیں نبھا سکتا" شاہ زر نے چبا چبا کر اسے اس شوہر بیوی والے رشتے کی حقیقت یاد دلائی

"اور آپ شاید بھول گئے ہو اس زبردستی کے رشتے کو آپ نے بہت سوچ سمجھ کر قائم کیا تھا" اس نے بھی طنزیہ لہجے میں جواب دیا

"اور اب میں ہی ختم بھی کر رہا ہو بہتر ہے آپ اپنا سامان پیک کرے اور جائے یہاں سے"

شاہ زر نے اطمینان سے جواب دیا اور پری کا سارا اطمینان پل میں ہی ختم کر دیا

"آپ اتنی آسانی سے ایسے کیسے سب ختم کر سکتے ہیں مذاق سمجھ رکھا ہے آپ نے سب

کچھ "وہ بے یقینی سے بولی

"یہی سمجھ لوں "سکون سے جواب دیا گیا

پری کو سر سے پاؤں تک آگ لگ گئی وہ منہ کھولے اس کھڑوس انسان کو دیکھنے لگی

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے چلی جاتی ہوں میں یہاں سے نہیں ہے میرا کوئی گھر آپ ایک اور احسان کر لے مجھ پر مجھے کسی اچھے سے دار لعلوم میں بھیج دے میں یہاں نہ وہاں کہی بھی نہیں رہنا چاہتی سمجھے آپ "وہ تلخی سے بولی

"پہلے پاپا نے مجھے آپ پر قربان کر دیا پھر جب میں آپ کے ساتھ آپ کی دھمکیوں پر یہاں اگی تو آپ مجھے واپس بھیجنا چاہتے ہیں سمجھ کیا رکھا ہے آپ سب نے مجھے نہیں رہنا مجھے یہاں نہ وہاں "وہ اپنے آنسو ضبط کر کر اٹھ کر جانے لگی وہ شاہ زر کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی وہ اس شخص پر اپنے دل کا حال ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی جب وہ اسے وہ مقام دینا ہی نہیں چاہتا تھا اسے بھی اپنی آنا بہت عزیز تھی

"رو کو پری واپس آ کر بیٹھوں میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی "وہ سنجیدگی سے گویا ہوا

پری رو کی ضرور مگر واپس مڑ کر نہیں دیکھا

"پری سنا نہیں تم نے "اب کے شاہ زر کے لہجے میں سختی تھی ناچار پری کو واپس بیٹھنا ہی پڑا چہرے پر بے زاری صاف دکھائی دے رہی تھی وہ اسے بیٹھی تھی جیسے ابھی اجازت

ملتے ہی بھاگ کھڑی ہو گئی

شاہ زر نے غور سے اس کے غصّے سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا پھر اس کے خوبصورت چہرے سے نظریں چرا گیا

"پری تم بے جاہ ضد کر رہی ہوں ابھی پوری عمر پڑی ہے تمہارے آگے تم یہاں سے جاؤ گی تو ایک نئ زندگی شروع کر لوں گی اگر یہاں رہی تو سوائے دکھوں کے تمہیں کچھ بھی نہیں مل سکے گا میری بات سمجھنے کی کوشش کرو"

شاہ زر نے ایک آخری بار پری کو سمجھانے کی کوشش کی۔پری نے ایسی نظروں سے گھورا جیسے وہ اس کی بات کا مذاق اڑا رہی ہوں

"بہت خوب شاہ زر صاحب اپ کو لگتا ہے کہ ایک لڑکی جس کی شادی والے دن بارات ہی نہیں آئی اس لڑکی کی شادی اس کے باپ نے اپنی عزت بچانے کے لیے اس کے نام نہاد کزن سے کر لی پھر شادی کے دو مہینے بعد وہ طلاق لے کر واپس آ گی اس لڑکی کو کوئی بھی شریف انسان اپنی زندگی میں شامل کر لے گا نہیں شاہ زر ہم جس سوسائٹی میں رہتے ہیں وہاں منگنی ٹوٹ جانے کے بعد کوئی مڑ کر اسے نہیں اپناتا مجھ جیسی لڑکیاں تو پھر بھی بد کردار لڑکیوں کے فرسہت میں شمار ہوتی ہے کوئی تو بات ہوتی ہے نہ کہ مجھ جیسی لڑکیوں کو چھوڑ کر چلے جاتے ہے ان کے منگیتر ان کے شوہر"اس

نے اب کی بار آنسو کو بہنے سے نہیں روکا وہ اس شخص کے سامنے چاہ کر بھی ان کو روک نہیں پائیں

"میں آپ پر اور بوجھ نہیں بنوں گی آج ہی چلی جاؤں گی آپ فکر مت کرے" اس نے ایک ہاتھ سے اپنے آنسو صاف کیے

شاہ زر اسے ہی دیکھ رہا تھا شاہ زر کے دل میں کچھ ٹوٹا شاید اس کا دل اس نے انجانے میں ہی سہی ایک معصوم لڑکی کا دل توڑ دیا تھا اس کی خوشیاں اس سے چین لی

"تم یہاں سے کہی نہیں جاؤ گی یہاں ہی رہو گی مگر ہاں میں تمھیں اس گھر میں تو رکھ سکتا ہو اس دل میں نہیں" اس نے اپنے دل کی طرف اشارہ کر کے سنجیدگی سے کہا اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر چلا گیا

پری نے اپنے آنسو صاف کیے اور دھیرے سے مسکرائی "میں بھی دیکھتی ہو آپ کب مجھ سے میری محبت سے بھاگتے ہے ایک نہ ایک دن آپ کی نفرت میری محبت کے سامنے ہار جائے گی یہ میرا وعدہ ہے آپ سے" اس نے خود سے عہد کیا اور ہلکی پھلکی ہو کر بوا سے گرم ناشتے کا کہا

....

شاہ زر نے پری کو رہنے کی اجازت تو دے دی تھی مگر اس کا دل اداس تھا وہ اس لڑکی کو

اپنی زندگی سے بہت دور کر دینا چاہتا تھا پر جب جب اس کے سامنے ہوتی تھی اس وہ زخم پر سے تازہ ہو جاتے تھے آج اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی وہ سارا کام یوں ہی چھوڑ چھاڑ کر گھر آ گیا اور آ کر روم لاک کر کے الماری کی طرف بڑھا وہاں سے کچھ بوسیدہ کاغذات لے کر اپنے بیڈ پر بیٹھ گیا اس نے پہلے ان بوسیدہ کاغذات کو محبت سے اپنی آنکھوں سے لگایا اسے یاد نہیں پڑتا تھا اس نے ان میں لکھی تحریروں کو نا جانے کتنی بار پڑھا تھا۔

پھر جب جب وہ بڑا ہوا اس نے ان کاغذات کو اپنی جان سے بڑھ کر عزیز ہو گے اب بھی جب وہ خود کو اکیلا محسوس کرتا تھا ان صفحات کو لے کر بیٹھ جاتا تھا اور ماضی کی تلخ یادوں میں کھو جاتا تھا۔.......

....

ماضی.....

دانیال اور اکرام دو ہی بھائی تھے اکرام دانیال سے تین سال بڑا تھا ان کا گھر خوشحال گھرانوں میں شمار ہوتا تھا اماں ابا اور وہ دونوں ہی اس گھر میں قیام پذیر تھے

"اماں اماں کہاں ہے آپ مجھے سخت بھوک لگی ہے" دانیال گھر میں داخل ہو کر چلاتا ہوا کچن میں آیا جہاں اماں منہ پھلائے کھڑی روٹیاں پکا رہی تھی ساتھ ساتھ کچھ بڑبڑا بھی

رہی تھی دانیال دابے پاؤں ان کے پیچھے گیا اور اپنے دونوں ہاتھ ان کی آنکھوں پر رکھ دیے

"دور ہٹو بد بخت انسان تم سب نے مل کر میرا جینا حرام کر دیا ہے" انہیں نے اس کے ہاتھ جھٹک دیے

"کیا ہو گیا میری پیاری اماں جان آج بادل کیوں زوروں شور سے گرج چمک رہے ہیں

"دانیال نے ان کے غصے کو کسی خاطر میں لائے بغیر ہی ان سے مذاق کیا

"ہاں ہاں میں تو جھلی ہو گی ہو نہ تم باپ بیٹوں نے میری زندگی عذاب کر رکھی ہے "

"اماں بتائے تو آخر کیا بات ہوئی ہے" دانیال نے وہی کرسی کھینچ کر دھڑام سے اس پر بیٹھ کر ماں سے کہا

"ہونا کیا ہے تم بھی سنو گے تو یقین نہیں کر سکوں گے" اماں نے روٹیاں پکا کر ہاٹ پاٹ میں رکھی اور خود دانیال کے ساتھ ہی دوسری کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی

"تمہارے بھائی جان کو ایک لڑکی پسند آگی ہے ابھی تمہارا باپ اور تمہارا بھائی رشتہ پکا کرنے گئے ہے" اماں نے روتے ہوئے اپنے آنسو اپنی چادر کے کونے سے صاف کئے

دانیال سن کر اچھل پڑا

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہے اور کون ہے وہ لڑکی مجھے تو کسی نے کچھ بتانے کی توفیق نہیں

کی"

"تم گھر پر ہی کب پائے جاتے ہو جو تم سے کوئی دکھ سکھ کی بات کر سکے بندہ دو ہی میری اولادیں ہیں اور دونوں ہی کمبخت ایک نمبر کے نکمے" وہ ان دونوں کی کھنچائی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی

"اوہو اماں یہ سب گلے شکوے بعد میں کر لیجیے گا ابھی باتیں وہ کون ہے" دانیال نے جھنجھلا کر کہا

"وہ تمہاری ایک ہی ایک بدذات پھوپو کی بیٹی ثانیہ بی بی جو بڑی نیک پروین بنی پڑتی تھی میرے معصوم بیٹے پر ڈورے ڈال کر اسے اپنے عشق میں مبتلا کر گی" اماں کو اپنی نند کے ساتھ خدا واسطے کی بھیڑ تھی وہ بچاری تو اماں کی سخت مزاجی کی وجہ سے آتی بھی کم کم تھی اب اس کی بیٹی پوری عمر کے لیے ان کے سینے پر مونگ دال کر بیٹھنے آ ہی تھی

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہے ایسے کیسے ہو سکتا ہے ثانیہ اور بھائی نہیں" وہ بے یقینی سے بولا دانیال کو شروع سے ہی ثانیہ پسند تھی ابھی وہ پڑھ رہا تھا اس لیے خاموش تھا مگر اب تو اس کے ارد گرد دھماکے ہو رہے تھے

"دیکھا تمہیں بھی سن کر شاک لگا نہ مجھے پتا تھا تم ضرور میری بات سمجھو گے" اماں کو کچھ تسلی ہوئی کہ کوئی تو ان کے ساتھ تھا یہ جانے بنا کے ان کے ایک نہیں دونوں بیٹے

اس لڑکی کے پیار میں مبتلا تھے

"میں نے تو سوچا تھا اکرام کے لیے آپا کی بیٹی سعدیہ کو مانگوں گی اور تمہارے لیے کلثوم کو مگر میری قسمت ہی خراب نکلی وہ منحوس میرے بیٹے کو لے اڑیں" اماں اپنی ہی دکھ بھری داستان سنانے میں لگی ہوئی تھی دانیال سے اب وہاں بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا کچھ بھی کہے بنا وہ کچن سے نکل کر اپنے کمرے میں چلا گیا اماں آوازیں ہی دیتی رہ گی اپنے غم میں وہ اپنے بیٹے کے چہرے پر موجود کرب دکھ غم نہیں دیکھ پائی۔۔۔

....

آج موسم سرد تھا سورج کچھ وقت کے لیے بادلوں سے نکل کر اپنا دیدار کرواتا پھر بادلوں کے آوٹ میں جا کر چھپ جاتا پری لان میں کرسی پر بیٹھی ہاتھ میں کتاب لیے مطالعہ کر رہی تھی آج کل شاہ زر صبح کا گیا رات دیر سے آتا وہ خود سے چھپ رہا تھا یا اس حقیقت سے وہ خود بھی نہیں جانتا تھا پری اب بھی پڑھتے پڑھتے اس کے خیالوں میں کھو گئی کیا تھا وہ شخص جس نے پری کے دل کو ایک پل میں اپنا غلام کر لیا تھا ارحم نے جب اسے پرپوز کیا تھا تو پری کو لگا تھا وہ ایک اچھا ہمسفر ثابت ہو گا محبت جیسے لفظ سے بھی وہ ناواقف تھی ہاں اسے محبت تھی اپنے مما پاپا سے اپنے لائف سٹائل سے شاپنگ سے مگر اسے کبھی کیسی مرد سے محبت نہیں ہوئی تھی محبت اگر محرم سے ہو تو اس محبت کو

سوچنا اس کے خیالوں میں گم ہونا کوئی بری بات تو نہیں تھی

مگر جب وہ ہی محرم آپ کی محبت کو سرے سے ماننے سے ہی منکر ہو جائے تو تکلیف

ہوئی ہے بہت ہوتی ہے اور اسی دور اسی تکلیف سے پریشے بھی گزر رہی تھی

"کاش شاہ مجھے آپ سے محبت نہ ہوتی اگر ہو بھی گئی تھی تو ہمارے درمیان میں اتنے

فاصلے نہ ہوتے مجھے اب آپ کے بنا جینا نہیں ہے آپ مجھے نہ ملے تو مجھے لگتا ہے میں

جیتے جی مر جاؤں گی شاہ مجھے جینے دے اپنے سنگ بھول جائے وہ ماضی اس خوبصورت

حال میں جی لے مجھے مکمل کر لے شاہ اللہ کرے آپ کو مجھ سے عشق ہو مگر نا جانے

کیوں میرا دل کہتا ہے تب بہت دیر ہو چکی ہو گی اللہ کرے یہ بس میرے دل کا میرا

سوچ کا وہم ہو آپ جب بھی میری طرف لوٹ کر آؤ میں آپ کی منتظر ہوں گی"

ایک آنسوں اس کے آنکھ سے گر کر اس کے کتاب کے ورک کو بھگو گیا

شاہ زر رات گئے لوٹا کچن میں کھٹ پٹ کی آواز آ رہی تھی "ایک تو بوا بھی نہ کتنی بار کہا

ہے میرے لیے نہ جاگا کرے مگر یہ سنے تب نہ" وہ خود کلامی کرتے ہوئے سیڑھیاں

طے کرنے لگا پھر خیال آنے پر رو کا وہی سے آواز دی "بوا کھانا گرم کر کے ٹیبل پر رکھ

دے میں آکر کھاتا ہوں"

واپس آیا ٹیبل پر کھانا لگا ہوا تھا کچن سے پری نمودار ہوئی

"تم یہاں کیا کر رہی ہے اور بوا کہا ہے" شاہ زر نے سخت لہجے میں اسے دیکھ کر کہا

"انہیں میں نے آرام کرنے کے لیے کوارٹر بھیج دیا آپ رات اتنی دیر سے آتے ہو میں نے ان سے کہ دیا آئندہ آپ کے لیے کھانا میں ہی بنا کر سرو کروں گی" اس نے گلاس میں پانی ڈال کر شاہ زر کے قریب رکھا

"مجھے تمہارے احسان کی ضرورت نہیں ہے میرے کاموں کے لیے نوکر موجود ہے آئندہ مجھے تم میرے کام کرتی نظر نہ آؤ" شاہ زر نے ناگواری سے کہا

"میں آپ کی بیوی ہوں نوکروں سے زیادہ شوہر کا خیال بیویاں ہی اچھے سے رکھتی ہے"

شاہ زر کے ماتھے میں شکن پڑے وہ غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا مگر شاید پری کو اپنی عزت خود ہی عزیز نہیں تھی تو وہ کیا کر سکتا تھا

"بکواس بند کروں اپنی میں نے کہا میری بیوی بن کر رہو مجھے نہ کل تمھاری ضرورت تھی نہ آج ہے نہ آنے والے وقت میں کبھی ہو گا سمجھ گی تم" وہ ڈھارا پری ایک دم ڈر کر پیچھے ہوئی پھر ہمت کر کے وہی کھڑی رہی وہ اس رشتے کو ہر طریقے سے بچانا چاہتی

تھی اپنی آنا اپنی عزت نفس کو ایک طرف رکھ کر وہ اس بندے کے سامنے جھک رہی تھی جیسے اس کی بلکل پروا نہیں تھی

"ہاں تو میں بھی یہاں نہیں رہنا چاہتی تھی جا رہی تھی آپ کی زندگی سے آپ جانے دیتے مجھے کیوں روکا اس لیے کیوں کہ آپ کے دل میں بھی میں بستی ہوں آپ مانو نہ مانو یہ الگ بات ہے" پری نے اطمینان سے کہ کر شاہ زر کے سر پر بم پھوڑا

شاہ زر اٹھا لمبے لمبے ڈگ بھر کر پری کے قریب ہوا پری ڈر سے ایک قدم پیچھے ہوئی

"جسٹ شٹ اپ آج تو یہ بکواس کر لی آئندہ مت کرنا ورنہ میں خود سے کیا وعدہ بھول جاؤں گا مجھے خود پر سختی کرنے پر مجبور مت کروں پریشے دانیال ورنہ نہ یہ میرے حق میں بہتر ہو گا نہ تمہارے آزادی دی تھی تمہیں یہاں سے جانے کی اب وہ سب آزادی ختم اب اس گھر سے ایک قدم باہر بھی نکالا تو ٹانگیں توڑ کر ہاتھ پر رکھ دوں گا اور محبت اور تم سے نہیں پریشے بی بی شاہ زر اتنا کمزور مرد نہیں ہے کہ اپنے دشمنوں سے محبت کر بیٹھے اب میں تمہیں اتنا مجبور کر دوں گا اپنی محبت میں کہ تم مجبور ہو کر مجھ سے اپنی محبت کی بھیک مانگو گی پھر یاد رکھنا شاہ زر کی محبت تمہیں کبھی نصیب نہیں ہو گی یہ میرا وعدہ رہا تم سے"

وہ کہ کر وہاں رکا نہیں وہ پھر سے وہ سب نہیں دہرانا چاہتا تھا جو وہ اس کے ساتھ کر چکا

تھا یہ لڑکی اس کے صبر کو بہت بری طرح آزما رہی تھی شاہ زر نے نفرت سے سر جھٹکا اور گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر نکل گیا اس کے پورے جسم میں آگ لگی ہوئی تھی اور پری وہاں کھڑی اس کے نفرت میں کہے الفاظ پر غور ہی کرتی رہ گئی

....

دانیال دوسرے ہی دن ثانیہ کے گھر گیا دروازہ بند تھا اس نے بل دی بہت ٹائم گزرنے کے بعد بھی کیسی نے دروازہ نہ کھولا تو اس نے گھنٹی پر ہاتھ رکھ دیا باہر گرمی بھی آج کچھ زیادہ تھی

"کون ہے آ رہی ہو کیا ہو گیا ہے بندہ مصروف بھی ہو سکتا ہے" ثانیہ کے لہجے میں بے زاری تھی دانیال اس کی آواز سن کر مسکرایا وہ غصے میں بہت پیاری لگتی تھی اس وقت بھی اس کا چہرہ دانیال کے سامنے گھوم گیا ساری بے زاری خود بخود ختم ہو گی

"کون ہے"

"میں دانیال دروازا کھولوں گرمی سے باہر پگھل رہا ہوں"

"معاف کیجئے گا دانیال بھائی اماں گھر پر نہیں ہے اور ابا بھی کام پر گئے ہے میں آپ کو آنے آنے کی اجازت نہیں دے سکتی"

ثانیہ نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا

دانیال کو آگ ہی لگ گئی وہ کوئی چور لوٹیرہ تو نہیں تھا کہ اسے اندر نہیں آنے دے رہی تھی اس نے مشکل سے اپنا غصّہ کنٹرول کیا

"دیکھو ثانی میں تم سے ہی ملنے آیا ہو باہر کھڑے کھڑے بات تو نہیں کر سکتا نہ"

"جی آپ کو جو بھی بات کرنی ہے صبح اماں کی موجودگی میں آکر کر لیجیے گا"

بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہارا یہ نام نہاد پردہ سب جانتا ہوں میں اتنی ہی دودھ میں دھلی ہوئی ہو نہ تو میرے بھائی پر دوڑے نہ ڈالتی" دانیال نے چبا چبا کر غصّے سے کہا اسے رہ رہ کر غصہ آرہا تھا کہ ایک چھٹانک بھر کی لڑکی نے اس کی بے عزتی کی ہے

"ابھی بہتر ہے آپ یہاں سے جائے میرے پاس آپ کے فضول سوالوں کے کوئی جواب نہیں ہے"

"اکرام سے شادی سے انکار کر دوں ثانیہ نہیں تو بہت پچھتاوں گی"

"آپ ہوتے کون ہے مجھے دھمکی دینے والے میں ماموں جان سے آپ کے اس رویے کی شکایت کروں گی"

"شوق سے کرنا مگر یاد رکھنا یہ شادی کر کے تم اپنے ساتھ خود زیاتی کر رہی ہو" دانیال نے زور سے دروازے کو لات ماری اور وہاں سے چلا گیا

"پاگل نا ہوں تو بڑا آیا دھمکیاں دینے والا"

ثانیہ نے اس بات کو اتنا سیریس نہیں لیا تھا

....

دانیال نے جب سے سنا تھا کہ ابا نے اکرام کا رشتہ ثانیہ سے پکا کر لیا ہے وہ ایک پل کے لیے سکون سے نہیں رہ سکا تھا اسے رہ رہ کر اپنی قسمت پر رونا آ رہا تھا دوسری طرف اماں بھی غم و غصے سے پاگل ہو رہی تھی وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پائی شادی کی تیاری بھی شوہر کے ڈر سے بے دلی سے کرتی رہی تھی ابھی بھی شاپنگ کر کے آئی تھی آج اکرام بھی گھر پر موجود تھا اماں کو تھکا ہوا دیکھ کر ان کے لیے گرما گرم چائے بنا کر لایا وہ جانتا تھا اماں اس کے فیصلے سے خوش نہیں ہیں آج اسے موقع ملا تھا کہ وہ انہیں منا لے جانتا تھا اماں اس سے بہت پیار کرتی ہے وہ مان ہی جائے گی مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ اماں اس کی خوشی کے لیے چپ چاپ سب برداشت تو کر سکتی ہے مگر اس لڑکی کو کبھی بھی دل سے قبول نہیں کرنے والی تھی

"اماں یہ لے گرما گرم چائے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنا کر لایا ہوں" اس نے نیچے اماں کے قدموں کے سامنے کاؤچ پر بیٹھ کر انہیں کپ دیا جو اماں نے ناراضگی سے اسکے ہاتھ سے لے کر صوفے کے سائیڈ پر پڑے میز پر رکھی

"رہنے دوں برخوردار یہ مسکے کیسی اور کے ساتھ لگنا اتنا ہی ماں کا خیال ہوتا تو اتنا بڑا

فیصلہ ماں سے پوچھے بنا نہیں کرتے "انہوں نے ناراضگی سے کہا

"اماں میری پیاری اماں اگر آپ میرے اس فیصلے پر خوش نہیں تو میں ابھی ابا کو منا کر لیتا ہوں میں نے تو آپ دونوں کے سامنے اپنی پسند رکھی تھی نا ابا نے کہا وہ پہلے میرے ساتھ جا کر پھوپو سے رشتے کی بات کرے گے آپ نے اس ٹائم کچھ بھی نہیں کہا مجھے تو یہی لگا کہ آپ بھی اس رشتے پر راضی ہے"

اکرام نے اماں کے بعد میں سر رکھ کر لاڈ سے کہا اماں کے دل کو کچھ ہوا ابھی وہ انکار کر بھی لیتا تو ان کے شوہر کبھی بھی انکار نہیں کرتے اس لیے انہوں نے سوچ لیا تھا یہ شادی تو وہ ہونے دے گی مگر اس کے بعد ثانیہ کی زندگی حرام کر دے گی اماں نے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ چلایا

"اکرام مجھے غلط مت سمجھنا ہاں میں اس رشتے کے لیے دل سے راضی نہیں تھی ابھی سوچا تو مجھے اپنا فیصلہ غلط لگا شادی تو تمہاری کرنی ہی تھی اچھا ہے اپنے گھر کی بیٹی ہی آئے گی یہاں "اماں نے چالاکی سے کہا اکرام تو ماں کے اس بات پر نصار ہی ہو گیا

پھر اللہ اللہ کر کے ثانیہ اکرام کی بیوی بن کر اس گھر میں آ گئی اکرام کی محبت نے ثانیہ کو ایک نئے جہان میں ہی پہنچا دیا تھا اسے تو اماں اور دانیال کا کھچا کھچا رویہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا ابا تو اپنی پہلی اور لاڈلی بہو کے ناز اٹھاتے ہی نہیں تھک رہے تھے

ایک دن ابا صبح کام پر گئے اور واپس ان کی لاش آئی تھی ان کا روڈ آکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا تھا اس کے بعد گھر کا ماحول اچانک ہی بدل گیا اکرام تو ابا کے شروع کیے نئے کاروبار کے چکر میں کراچی چلے گئے ثانیہ کو وہ اماں کے پاس ہی چھوڑ گیا وہ اماں کو اکیلے چھوڑ کر نہیں جا سکتے تھے دانیال بھی اس کی شادی کے بعد کم کم ہی گھر میں نظر آنے لگا تھا اکرام کے کراچی جانے کے بعد ثانیہ کی زندگی کا ایک تلخ باب کی ابتدا ہوئی تھی

....

آج چاند بہت اداس تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ لان میں آ کر بیٹھ کر کرسی پر بیٹھی اور پاؤں بھی کرسی پر رکھے

اس کا دل خالی خالی تھا آنکھیں ویران تھی اس زندگی کیا سے کیا ہو گی تھی وہ تو سوچ سوچ کر ہی پاگل ہو رہی تھی وہ جانتی تھی کہ پاپا اور شاہ زر ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں مگر وہ آج تک اس نفرت کے پیچھے چھپے راز کو وہ چاہ کر بھی نہیں جان سکی تھی مما کے کتنی بار کال آئی تھی انہوں نے کتنا سمجھایا تھا کہ وہ واپس آ جائے اس کے پاپا سب ٹھیک کر لے گے مگر وہ نہیں مانی پاپا نے بھی اس سے پھر بات نہیں کی تھی اسے اس بات کا افسوس تھا مگر اب وہ اس گھر سے اس وقت تک نہیں جانا چاہتی تھی جب تک وہ شاہ زر کے ماضی کے اس تلخ باب کو جان کر اسے اس درد سے نکال نہ لیتی

....

اج حسبِ معمول شاہ زر گھر پر موجود تھا وہ ہال میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا پری عموماً اس وقت ہی روم سے نکلتی تھی جب تک شاہ زر گھر سے آفس کے لیے نکل نہیں جاتا تھا اس رات کے بعد دونوں کا سامنا نہیں ہوا تھا ابھی بھی وہ نیچے آئی ہال میں شاہ زر پر نظر پڑی تو وہی سے واپس جانے لگی کہ شاہ زر کی آواز اس کے کانوں میں پڑی جو کسی سے فون پر بات کرتے ہوئے قہقہہ لگا کر ہنس رہا تھا

پری حیران ہو کر وہی روک گی اسے وہ قہقہہ اپنے کانوں کا دھوکا لگا شاہ زر تو کبھی زندگی میں کھل کر مسکرائے نہیں تھے کہا قہقہہ لگا رہے تھے پری کو حیرت ہوئی ہیٹلر کا جانشین اسے خوش بھی رہتا تھا وہ تو بس آوروں کا خون خشک کرتا رہتا تھا

"تم سچ کہ رہی ہوں نا تم واقعی میں پاکستان آ رہی ہوں" وہ بے یقینی سے بولا شاہ زر نے تھوڑا سا مڑ کر پری کو دیکھا جو وہاں سٹیچوں بنی کھڑی تھی شاہ زر کے دماغ میں شیطانی خیال آیا تھا اور اس کے چہرے کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی ایسے ہے تو ایسے ہی سہی پریشے صاحبہ

"صنم تم سوچ بھی نہیں سکتی میں تمہارے یہاں آنے پر کتنا خوش ہو میرا بس نہیں چل رہا ایک ہفتے کی دوری کو پل بھر میں ختم کر دوں اور تمہیں اپنے روبہ رو دیکھ سکوں" شاہ

زر کے لہجے میں بے قراری تھی پری کے دل کو کچھ ہوا اس میں واپس مڑ جانے کی ہمت بھی باقی نہیں رہی تھی نا جانے اس کی بات پر فون کے دوسرے سائیڈ موجود ہستی نے کیا جواب دیا تھا مگر شاہ زر کا قہقہہ پہلے سے بھی زیادہ بے سہتا تھا

"ہاہاہا نہیں وہ کیا کہ سکتی ہے میرا اس کا کوئی رشتہ نہیں ہے وہ یہاں بے کار چیزوں کی طرح ایک کونے میں پڑی رہتی ہے اس کا وجود بھی دیکھنا مجھے گوارا نہیں ہے تم تو جانتی ہو میں اس سے کتنی نفرت کرتا ہوں خیر اس کا یہاں کیا ذکر میرا موڈ خراب کرنے کا کوئی ارادہ نہیں اس لڑکی کا ذکر کر کے بس تم جلدی سے تیاری پوری کروں میں سارے کام ایک ہفتے میں ختم کرنے کی کوشش کرتا ہوں پھر میں اور تم دونوں مری کی خوب ساری سیر کرے کے ایک ایک جگہ تمہیں دیکھاؤ گا" پری کی ہمت یہی تک تھی اس نے بھاگ کر سیڑھیاں طے کی اور کمرے میں آ کر وہی زمین پر بیٹھ کر زوروں قطار رونے لگی

"اللہ جی کیوں آخر کیوں ہوا میرے ساتھ ایسا میں نے کیسی کا کیا بگھارہ ہے میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا میں نے تو اسے تجھ سے مانگا ہے اسے مجھے دے دے اللہ میں اس کے بنا مر جاؤ گی شاہ زر مت کرے میرے ساتھ ایسا میں کیسے آپ کی بے وفائی سہ پاؤ گی میں نے تو اپنا سب کچھ بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے آپ کے لیے صرف اور صرف آپ

کی محبت میں مجھے خود سے دور مت کریں پلیز اللہ جی شاہ زر کو مجھے دے دے "وہ گڑگڑا کر اللہ سے اپنے لیے شاہ زر کو مانگ رہی تھی

شاہ زر نے اس کے جاتے ہی فون کان سے ہٹایا شاہ زر نے پری کو سیڑھیوں سے نیچے آتے دیکھ لیا تھا صنم کا فون تو اس کے نیچے پہنچے کے بعد کب کا بند ہو چکا تھا یہ سب تو وہ پری کو دکھ دینے کے لیے کر رہا تھا جو زبردستی اس کے گھر میں اس کی زندگی میں داخل ہونے کی کوشش کر رہی تھی اب شاہ زر کو یہی راستہ اسے اس گھر سے جانے کے لیے ٹھیک لگا تھا وہ اس کے وجود کو چاہ کر بھی مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا.....شاہ زر کے چہرے پر اس وقت بلا کی سنجیدگی تھی کچھ ٹائم پہلے کی ہنسی کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا تھا

....

"سنیے"

شاہ زر نے موڑ کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

"کیا ہے" ایک تو یہ لڑکی بھی نہ نا جانے کس مٹی کی بنی ہے روزمنہ اٹھائے بے عزت ہونے آجاتی ہے شاہ زر نے دل میں سوچا

"آپ کہی جا رہے ہے"

"نہیں کہی سے واپس آ رہا ہوں" اس نے دانت چبا کر کہا

"وہ میرا مطلب وہ نہیں تھا" پری نے شرمندگی اور جھجکتے ہوئے کہا

"جو بھی مطلب ہے جلدی کہو مجھے دیر ہو رہی ہے" اس نے ہاتھ پر باندھی گھڑی کو دیکھ کر کہا اسے واقعی دیر ہو رہی تھی

"وہ مجھے کچھ شاپنگ کرنی تھی اگر آپ کے پاس تھوڑا سا وقت ہے تو پلیز مجھے لے جائے" اس نے جلدی جلدی کہا کہی واقعی وہ اس کی بات سنے بغیر ہی نہ چلا جائے

"واٹ کیا کہا تم نے ویٹ آمنٹ تم نے ابھی ابھی جو کہا کیا وہ تم نے اپنے ہوش و حواس میں ہی کہا ہے نہ" شاہ زر نے آنکھیں کھول کر پھر بند کی جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہوں پھر طنزیہ مسکراہٹ اس کے چہرے پر آکر گزر گئی

"میں تمہیں شاپنگ پر لے کر جاؤ میں تمہارا ڈرائیور لگا ہوا ہو کیا صبح صبح آ گی میرا دماغ خراب کرنے"

پری واپس مڑی ابھی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تھا کہ شاہ زر اسے پکار بیٹھا

"پریشے اگر تم جانا چاہو تو میں ڈرائیور کو کچھ ٹائم میں بھیج دوں گا" اب کے اس کے لہجے میں تھوڑی نرمی تھی

"نہیں رہنے دے مجھے نہیں جانا"

"کیا کہا میں یہاں تمہارے باپ کا نوکر لگا ہوا ہوں جیسے تم آڈر سنا رہی ہوں" وہ پھر سے ایک دم آپے سے باہر ہوا اور فاصلہ تہ کرتے ہیں اس کے قریب آیا ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ کھینچ کر اپنے روبہ رو کیا

"اب بولو کیا کہ رہی تھی مجھے سنائی نہیں دیا"

"شاہ زر میں نے صرف اس لیے کہا کیونکہ میرے پاس پیسے نہیں ہے میں اپنا کریڈٹ کارڈ گھر بھول آئی ہوں اس لیے آپ سے کہا" اس نے وضاحت دی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ زر کا غصّہ ایک دم اور زیادہ ہوا

"تمہیں کیا لگتا ہے میرے گھر میں رہ کر تم اپنے باپ کے پیسوں کے روب جماؤ گی ہاں"

"پری حق دق رہ گئی یہ بندہ کچھ بھی ٹھیک نہیں سوچ سکتا تھا

شاہ زر نے اس کا ہاتھ چھوڑا ویلٹ سے اپنا کریڈٹ کارڈ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھا

"آئندہ مجھے اس شخص کے پیسوں کا ذکر کرتی نظر نہ آؤ تم سمجھی یہ کریڈٹ کارڈ رکھو چاہے تو ساری اکاونٹ خالی کر دینا مگر اس پیسوں کا ذکر دوبارہ مت کرنا میں ڈرائیور کو بھجوا دوں گا" وہ کہ کر چلا گیا

"عجیب انسان ہے میں نے ایسا تو کچھ بھی نہیں کہا خیر اب میں بھی آپ کے کریڈٹ

کارڈ کا ایسا استعمال کروں گی کہ آئندہ ایسی آفر دینے سے پہلے ہزار بار سوچھے گے

....

ماضی

آج صبح سے ہی موسم خراب تھا بارش کے ہونے کے امکانات زیادہ تھے ثانیہ صبح سے کچن میں لگی ہوئی تھی دانیال کے کچھ دوست آرہے تھے رات کے کھانے پر اور دانیال نے خوب سارے مشکل مشکل کھانے بنانے کے لیے کہا تھا دوسری طرف اماں کو لگا تھا کہ سردی کا موسم ہے آج بارش ہوئی تو پھر کپڑے دھونا مشکل ہو جائے گا اس لئے سارے گھر کے کپڑے بیڈ شیٹ پردے سب ہی آج اتار کر دھونے کا حکم تھا

"اماں کل لگا لوں مشین آج دانیال بھائی کے دوست آرہے ہیں نہ تو ان کے لیے کھانا تیار کرنا ہے" اس نے عاجزی سے کہا

"کیا کہا تم نے کمبخت تم اب مجھے سیکھاوں گی کیا کرنا ہے کیا نہیں" اماں جلال میں اگی انہوں نے اٹھ کر ثانیہ کو بالوں سے پکڑا

"پہلے میرے بیٹے کو مجھ سے چھین لیا پھر اس کے بعد میرے شوہر کو کھا گی اب مجھے اس گھر کے طور طریقے سیکھاوں گی تم" انہوں نے ایک جھٹکا دے کر اس کے بال اور

مظبوطی سے پکڑے اور اس کے بعد موکوں اور تھپڑوں کی بوچھاڑ کر دی

"اماں اماں خدا کا واسطہ ہے مجھ پر رحم کرے میں آپ کے بیٹے کے بچے کی ماں بننے والی ہوا اتنا ظلم مت کرے"

وہ گڑگڑائی روئی خدا کے واسطے دیے مگر اماں پر کوئی بھی بات عصر نہیں کر رہی تھی آج تو انہوں نے اپنے اندار کا سارا غبار نکال لیا

دانیال کب کا دروازے میں کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا ثانیہ کی نظر اس پر پڑی تو اسے بھی مدد کرنے کے لیے پکارتی رہی وہ بے ضمیر شخص واہی کھڑا اسے مار کھاتے دیکھتا رہا جب اماں مار مار کر تھک گی تو اسے وہی چھوڑ کر کمرے سے نکل گئی دانیال اس کے پاس آیا

"چچ چچ افسوس بہت مارا نہ اماں نے بہت لگی ہو گی تمہیں کہا تھا نہ مت کرو یہ شادی تب مان لیتی آج ایسا دن نہ دیکھنا پڑتا" ثانیہ نے ایک دکھ بھری نظر سامنے کھڑے انسان پر ڈالی

"یہ تہمسے بعد میں بہا دینا ابھی آٹھ کر میرے دوستوں کے لیے کھانا تیار کرو کوئی کمی رہی تو اماں سے بھی زیادہ بری طرح پیش آؤ گا" وہ وان کرتا ہوا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا

ثانیہ نے اپنے دکھی جسم کو بہت مشکلوں سے سنبھالا پھر پورا ٹائم بے خس بنی کام میں

مصروف ہو گئی وہ تو اپنے گھر کی اکلوتی بیٹی تھی اماں نے گھر کے سارے کام بہت سختی

سے سیکھائے تھے مگر انہوں نے مار کھا کر اسے برداشت کرنا نہیں سیکھایا تھا

وہ رات گئے کمرے میں لوٹی اس نے ایک کاغذ پین لیا اور اس پر اپنے پر ہونے والے

سارے ظلم لکھتی رہی وہ سب جو وہ کسی سے کہ نہیں سکتی تھی اکرام تو اس سے بہت

دور تھا وہ چاہ کر بھی اسے یہ سب نہیں بتا سکتی تھی اس نے وہ کاغذ بہت احتیاط سے

سنھبال کر الماری میں رکھا وہ نہیں جانتی تھی آنے والے وقت میں یہ سارے لفظ کسی

کے لیے کتنے تکلیف دہ ہو گے

....

دن بے کیف سے گزر رہے تھے وہی صبح وہی راتیں وہ اس ساری روٹین سے اکتا گئی

تھی صبح شاہ زر کے جانے کے بعد وہ بوا کو بتا کر باہر نکل گی چلتے چلتے وہ بہت آگے نکل گئی

تھی ابھی تو صبح ک آغاز ہوا تھا اس لئے وہ بے فکر ہو کر گھوم پھیر رہی تھی اس کا رخ

مخالف سمت تھا صبح سے دوپہر ہو گئی اس کا گھر جانے کا دل نہیں کر رہا تھا کل ہی اسے

شاہ زر نے کچھ پیسے دیے تھے وہ ساتھ ہی چند نوٹ اٹھا لائی تھی

ابھی اس نے ایک ڈاھبے میں بیٹھ کر نان نہاری کھائی پھر مزے دار سی گرما گرم چائے

پی اور پھر سے ان پہاڑی راستوں پر چلنے لگی اسے وقت کا خیال نہیں رہا تھا وہ ان حسین

لمحوں کو اپنی مٹھی میں قید کرنا چاہتی تھی مری کی خوبصورتی کو اپنی آنکھوں میں قید کرنا چاہتی تھی پھر یہ وقت آئے نہ آئے

اس نے اس وقت خوبصورت سا کڑاہی والا پنک سوٹ پہنا تھا ساتھ شال کو اچھے سے اوھڑر رکھا تھا بالوں کو نرم سے جوڑے کی شکل میں باندھا تھا دائیں ہاتھ پر پیاری سی گھڑی بندی ہوئی تھی دوسرے ہاتھ میں چھوٹا سا کلچ تھا جس پر موتی جڑے تھے

شاہ زر شام گئے گھر لوٹا بوا نے شاہ زر کو دیکھ کر پریشانی سے اسے دیکھا

"کیا ہوا ہے بوا آپ اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہے اور اس طرح دروازے پر کھڑے ہو کر کیا کر رہی ہے وہ بھی شام گئے "اس نے ایک نظر پریشان کھڑی بوا کو دیکھا

"بے۔بے بیٹا بیٹا وہ۔وہ۔"

کیا بات ہے بوا کھل کر کرے مجھے پریشانی ہو رہی ہے "اب کی بار شاہ زر کو بھی کچھ انہونی کا احساس ہوا

""وہ بیٹا پری بیٹی تمہارے جانے کے بعد ہی نکل گئ تھی کہ رہی تھی میرا دل بہت تنگ ہے کچھ ٹائم باہر کی تازہ ہوا کھا کر آتی ہو مگر ابھی تک واپس نہیں آئیں "بوا نے رو ہنسی ہو کر کہا

"کیا مطلب کہا گئ ہے وہ بوا اسے تو یہاں کے راستے بھی نہیں پتا اور صبح سے شام ہو گئ

اس کا کوئی آتا پتا نہیں ہے آپ نے مجھے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا کہا گی ہو گئی وہ یہاں تو چاروں طرف جنگل ہی جنگل ہے مجھے آپ سے اس لاپرواہی کی امید نہیں تھی بوا"

شاہ زر نے ایک افسوس بھری نظر بوا پر ڈالی پھر اندار آکر موبائل سے اس کا نمبر ملانے لگا جو بند جا رہا تھا اب سعی مانوں میں پریشان ہونے کی باری شاہ زر کی تھی اس نے کوٹ اتار کر صوفے پر اچھالا اس نے شرٹ کی آستینیں فولڈ کی اور شرٹ کے اوپری تینوں بٹن کھول دیے وہ بال کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا بار بار فون ٹرائے کیا مگر وہ مسلسل بند جا رہا تھا

اس نے اجلت میں سائیڈ ٹیبل پر پڑی گاڑی کر چابی اٹھائی

"بوا میں پری کو ڈھونڈنے جا رہا ہوں اپ کو بھی کوئی اطلاع ملے مجھے فوراً بتا دیجیے گا

اس نے سارا آس پاس کا علاقہ ڈھونڈ دلا پری کا کوئی نام و نشان بھی نہیں ملا اس نے سائیڈ پر گاڑی روکی اور سر گاڑی کے سیٹ پر رکھا وہ اس وقت بہت پریشان تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کسی طرح وہ پری کو اپنے روبہ رو لے آئے اس نے ایک ہاتھ سے اپنا سر دبایا

"کہا چلی گئی ہوں پری میں کہاڈھونڈوں تمہیں تم نہ ملی تو کیا جواب دوں گا میں خود کو تم تو میری زمیداری تھی پھر میں نے کیسے تمہارا خیال نہیں رکھا واپس آجاؤ پری پلیز

میرے دل کو قرار نہیں آرہا لوٹ آؤنہ "

اس کا فون بجا اس نے جلدی سے دیکھا انجان نمبر تھا اس نے سے کان سے لگایا آگے کی

بات سن کر اس نے موبائل واپس رکھا اور گاڑی مین روڈ پر لا کر تیز رفتار سے چلائی وہ

اس وقت اڑ کر وہاں پہنچ جانا چاہتا تھا

---------------------...

بہت رش ڈرائیونگ کر کے وہ مطلوبہ جگہ پہنچا وہاں سے آگے کا سفر اسے پیدل کرنا تھا

کیونکہ جو جگہ اسے بتائی گئی تھی وہ پہاڑ کے اوپر بنی تھی وہاں گاڑی کا جانا مشکل تھا وہ

جلدی جلدی وہاں پہنچا گھر باہر سے ہی خستہ حال تھا اس نے دستک دی تھوڑی دیر بعد

کوئی ضعیف سی عورت باہر نکالی

"اسلام وعلیکم میں شاہ زر میری بیوی غالیبن آپ کے ہی گھر میں ہے شاید مجھے یہی پتہ

دیا تھا اس نے"

"ہاں ہاں بیٹا وہ یہی ہے آپ آؤ اندر بہت گھبرائی ہوئی تھی ابھی بھی رو رہی ہے شکر

ہے بیٹا آپ گئے"

وہ اسے لے کر اندر داخل ہوئی گھر اندار سے بھی چھوٹا سا تھا مگر صاف ستھرا تھا

پری نے اسے دیکھا تو خود پر اختیار نہ رکھ پائیں بھاگ کر شاہ زر کے چوڑے سینے میں

میں منہ چھپا کر رونے لگی

شاہ زر اس حملے کے لیے بلکل تیار نہ تھا وہ تھوڑا سا لڑکا رہا

"شاہ زر میں۔۔ می بہت ڈر گئی تھی شکر ہے آپ آ گئے مجھے گھر کا راستہ یاد ہی نہیں رہا" پری نے رو کر بتایا

شاہ زر نے اسے کندھے سے پکڑ کر دھیرے سے خود سے الگ کیا پری ایک دم ہوش میں واپس آئی اور شرمندگی سے شاہ زر کو دیکھا اس کا چہرہ کسی بھی قسم کے جذبات سے آری تھا بلکل سپاٹ ایک گہری اور چبتی ہوئی نظر پری پر ڈالی

پری نے اسے دیکھا جو ہمیشہ کی طرح آج بھی بہت ہینڈسم لگ رہا تھا چہرے پر ہلکی ہلکی ڈھاڑی اس کے چہرے کو ہمیشہ کی طرح خوبصورت بنا رہی تھی بال بکھرے ہوئے ماتھے پر پڑے تھے آنکھوں میں تھکن اتری ہوئی تھی شرٹ کے بازوں اوپر کو فولڈ کیے اوپری تینوں بٹن کھولے ہوئے تھے

شاہ زر نے اسے ناپسندیدگی سے دیکھا پری نے جلدی سے نظریں چرا لی

شاہ زر نے ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور انہیں زبردستی کچھ پیسے تھمائے اور پری کو ہاتھ کے اشارے سے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا پری بھی سب سے مل کر اس کے پیچھے گی

پورا راستہ شاہ زر سپاٹ چہرے کے ساتھ ڈرائیونگ کرتا رہا پری میں بھی ہمت نہیں تھی

کہ وہ اسے پکڑ کر اپنی صفائی میں کچھ کہہ سکتی اس نے نظریں اپنے ہاتھوں پر جمالی

گاڑی گھر کے گیراج میں پارک کی پھر اتر کر پری کے جانب گھوما جو دروازا کھول کر باہر

نکل رہی تھی شاہ زر نے اس کا ہاتھ پکڑا کر باہر کھینچا پر اسے سوچنے کا موقع دیا بنا اپنے

ساتھ کھسیٹ کر اوپر اپنے کمرے میں لے آیا اور صوفے کی جانب جھٹکا دیا وہ سیدھا

صوفے پر جا کر گری

"تم کس کی اجازت سے نکلی تھی گھر سے اتنا بڑا رسک کس بل بوتے پر لیا"

شاہ زر کا غصہ ساتویں آسمان کو پہنچا ہوا تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم کس کی اجازت سے نکلی تھی گھر سے اتنا بڑا رسک کس بل بوتے پر لیا"

شاہ زر کا غصہ ساتویں آسمان کو پہنچا ہوا تھا

پری ڈر سے تڑ تڑ کانپ رہی تھی شاہ زر اس وقت بلکل پہلے والا شاہ زر بن گیا تھا

"م م میرا دل گھبرا"

"چپ ایک دم چپ مجھے تمہاری کوئی بکواس نہیں سنی" شاہ زر نے آگے بھر کر اس کے

ہونٹوں پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ کر اسے مزید بولنے سے روکا

پری کو اپنے جسم سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی آنکھوں سے آنسوں نکل کر شاہ زر کا ہاتھ بھگو رہے تھے اس نے اپنا ہاتھ واپس کھینچا پر کھڑکی کے پاس آکر کھڑکی کے دونوں پھٹ کھول دیے تازہ ہوا کے جھونکوں نے شاہ زر کے غصّے کو کچھ کم کیا

"پریشے مجھے مجبور مت کرو کے میں تم پر سختی کروں تم اس خوش فہمی میں مت رہنا کے میں نے تمہیں اس لیے تلاش کیا ہے کیونکہ مجھے تمہاری پروہ ہے نہیں پریشے مجھے تمہاری پروا نہیں ہے تم جب تک اس گھر میں ہو میری زمیداری ہو یہاں سے جانے کے بعد تم میری یاداشت میں بھی کبھی باقی نہیں رہو گی"

شاہ زر کے الفاظ پری کو اپنی توہین لگے

"آئندہ کبھی دل تنگ ہوا تو بتا دینا اونچی پہاڑی پر لے جاؤ گا وہاں سے کھود کر مر گپ جانا پھر کبھی تمہارا دل نہیں تنگ ہو گا" وہ کھڑکی کے سامنے سے ہٹ کر صوفے پر آکر بیٹھ گیا پھر اپنے ہاتھ سے اپنی پیشانی دبائیں اس کے سر میں شدید قسم کا درد ہو رہا تھا وہ اس لڑکی کے لیے پریشان نہیں ہونا چاہتا تھا مگر وہ پریشان تھا اسے ایک لمحے کے لیے لگا تھا کہ وہ اپنی سب سے قیمتی چیز کھو چکا ہے پھر جب اس نے پری کو اپنے روبہ رو دیکھا تو اس کا دل کیا وہ اسے اپنے باہوں میں اٹھا کر ساری دنیا سے چھپا لے پری کا اس کے سینے کے ساتھ لگ کر رونا اسے ابھی بھی اس کے آنسو اپنے دل پر گرتے محسوس ہو رہے تھے وہ

دل کی بات کو سننے سے انکاری تھا اس نے دل کو ڈانٹ کر خاموش ہونے پر مجبور کر دیا تھا

پری کو اس کی خاموشی پریشان کر رہی تھی وہ ابھی تک ڈری ہوئی تھی کہی شاہ زر آج پھر اس پر ہاتھ نہ اٹھا لے شاہ زر نے گہری سانس لی پھر پری کی طرف رخ موڑا

پری نے گھبرا کر نظریں چرا لی

"پری عورت کا اصلی مقام گھر ہوتا ہے جہاں وہ خود کو محفوظ سمجھتی ہے کوئی کوئی عورت تو اتنی بدنصیب ہوتی ہے کہ گھر بھی اس کے لیے پناہ گاہ ثابت نہیں ہوتا اکیلی عورت کو یہ دنیا کھا جاتی ہے اس کی عزتوں کا جنازہ نکال دیتی ہے آج اگر تم اس عورت کے ہاتھ نہ لگتی کسی درندوں کے ہاتھ چڑ جاتی جو اپنی ہوس کی بھوک مٹا کر تمہیں کسی گہری کھائی میں پھینک دیتے وہاں تمھارا مر دا وجود اپنے پر ہونے والے ظلم کا ماتم منا رہا ہوتا کیا کر لیتی تم پھر یہ زندگی خدا کی نعمت ہے اسے یوں اپنے ہاتھوں زایا مت کروں" شاہ زر نے بہت نرمی سے اسے سمجھایا

"میں آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گی واقعی اک لمحے کے لیے مجھے لگا تھا میں اب کبھی واپس نہیں جا پاؤ گی میرے موبائل کی بیٹری ڈیٹ ہو گی تھی وہ عورت مجھے نہ ملتی تو میں اس وقت کہاں ہوتی یہ میں سوچنا بھی نہیں چاہتی پلیز مجھے معاف کر دے" شاہ زر کی

باتوں نے اسے حقیقت سے آشنا کروادیا تھا وہ اپنے کیے پر خود ہی نادم تھی

"مجھ سے نہیں اللہ سے معافی مانگوں اور اس کا شکر ادا کروں جس نے تمہاری عزت بچا لی اب تم جاؤ یہاں سے اور آئندہ ایسا کچھ کیا بھی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا"

پری اٹھ کر جانے لگی اس کا دل واقعی میں اللہ کا شکر ادا کر رہا تھا وہ ایک اجنبی جگہ پر اللہ کے کرم سے محفوظ واپس لوٹ آئی تھی

"اور ہاں بوا سے کہنا میرے لیے بلک کافی اور سینڈوچ یہی بھیج دے اور ساتھ کوئی سکون کی دوائی بھی" وہ کہ کر واشروم میں چلا گیا

پری نے تشکر بھری نظر سے اس کے پشت کو دیکھا وہ شخص کیا تھا وہ کبھی بھی اسے سمجھ نہیں پائی تھی آج پری کے دل میں اس کا مقام اور اونچا ہو گیا تھا وہ شخص چاہے جانے کے قابل تھا اس نے پیھکی مسکراہٹ کے ساتھ اس کے خالی کمرے کو دیکھا پھر باہر نکل گئی.........

...

ماضی

دن ایسے ہی بے کیف گزر رہے تھے اماں کو جب غصہ آتا وہ ثانیہ کو پیھٹ لیتی ثانیہ اپنا قصور ہی ڈھونڈتی رہ جاتی دن بھر نوکروں کی طرح کام کرتی پھر بھی اماں کے کہر سے نہ

بچ پاتی اج پورے چار ماہ بعد اکرام واپس آرہا تھا وہ بھی بہت مشکل سے وقت نکال کر نیا

نیا کاروبار تھا اس لیے وہاں رہنا بھی ضروری تھا ثانیہ ہر غم بھول کر اکرام کی آنے کی

خوشی میں کھانا بنا رہی تھی اج وہ بہت خوش تھی کچھ دنوں بعد اس کے گھر نیا مہمان بھی

آنے والا تھا۔

اماں اکرام سے مل کر بہت خوش ہوئی

"ثانیہ بیٹا کہا ہو کہا دیکھو کون آیا ہے اس لڑکی کو کہا بھی ہے ان دونوں کچن میں مت

گھسا کروں میں ہو کر لیا کروں گی مگر نہ بابا نہ آج کل کی لڑکیاں سنتی ہی کہا ہے"

اماں کے لہجے سے شہد ٹپک رہا تھا

لاؤنج کے باہر کھڑی ثانیہ دم سادے اماں کا بدلہ انداز سن رہی تھی اسے تو آج تک یاد

نہیں پڑتا تھا اماں یا دانیال میں سے کسی نے اس سے اتنے آرام اور پیار سے بات کی ہو وہ

تو خوش ہو گئی کہ چلو اماں بدل گئی ہے پھر جب تک اکرام یہاں رہا اماں واری صدقے

ہوتی رہی البتہ دانیال ویسا ہی اکھڑا اکھڑا ہی رہا آج اکرام کی واپسی تھی آج صبح سے ثانیہ

کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اکرام نے ماں کو اس کا خیال رکھنے کو کہا خود کراچی چلا گیا ثانیہ

کا دل رو رہا تھا کیا تھا وہ رک جاتا

پھر اللہ نے شاہ زر کی صورت میں ایک خوبصورت تحفہ دیا

آج تیسرا دن تھا شاہ زر بہت صحت مند بچہ تھا ثانیہ اسے پا کر بہت خوش تھی

" کمبخت تین دن ہو گئے ابھی تک تم بیڈ توڑ رہی ہوں اٹھو جا کر گھر سنبھالوں بہت ہو گئی عیش عشرت "اماں جلادی موڈ میں واپس آ گئی تھی

ثانیہ حق دق رہ گی وہ بے وقوف سمجھی تھی اماں نے اسے قبول کر لیا تھا

"اماں آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے" وہ آہستگی سے گویا ہوئی

"اوبی بی تم زیادہ پھیلوں مت تم کیا سمجھی میں سب بھول کر تمہیں دل سے قبول کر چکی ہوں تم اس قابل نہیں ہو کہ تم اس گھر کی بہو کی حیثیت سے رہو آج نہیں تو کل اس گھر سے چلتا کروں گی سمجھی تم" وہ کہ کر آگے بڑھی اور ایک تھپڑ کمر پر رسید کیا بچاری بلبلا اٹھی

پھر وہی نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوا ثانیہ کی ماں کئی بار آئی اسے کچھ دن ساتھ لے جانے اماں ہر بار اسے بے عزت کر دیتی

"بہت شوق ہے بیٹی کو گھر لے جانے کا تو لے جاؤ مگر یاد رکھنا یہ یہاں سے اکیلے جائے گی رہ سکتی ہے اپنے بچے کے بنا تو رہ لے مجھے کوئی اعتراز نہیں"

"نہیں بھابھی بس یہ دن کے لیے ہی کبھی کبھار آ جاتی ہے یہ بھی بہت ہے اللہ اسے آپ کے گھر خوش رکھے "ماں ثانیہ کے آنسو دیکھ کر بھی انجان بن گئی وہ اپنی بیٹی کا گھر برباد

نہیں کرنا چاہتی تھی

کاش ماں اس کے ان آنسو کے پیچھے وجہ جان جاتی تو شاید وہ ایسے جیتے جی کبھی نہ مرنے دیتی

اکرام تو اماں کی ہر بات آنکھیں بند کر کے مان لیتا تھا آخر کو اس کی ماں نے اس کی پسند کو اپنا مان جو لیا تھا اسے کبھی اپنی بیوی کے وہ آنسو نظر نہ آسکے جو اسے دیمک کی طرح اندار سے ختم کر رہے تھے

....

وہ صوفے پر چوکری مارے بیٹھی نظریں ٹی وی سکرین پر تھی اور دھیان کہی اور پہنچا ہوا تھا

"بوا بوا کہا ہے آپ"

شاہ زر کی آواز پر وہ اپنے حسین خوابوں سے واپس لوٹی جہاں وہ شاہ زر کے ساتھ کسی باغ میں سیر کر رہی تھی پھر شاہ زر اسے جھولا جھلا رہا تھا اس نے اپنے خیال پر استغفار پڑا

یہ محبت بھی نہ بندے کو کہی کا نہیں چھوڑتی

"بوا شاید پڑوس میں کسی دوست سے ملنے گئی ہے" اس نے لاؤنج سے ہی جواب دیا

شاہ زر نے مڑ کر اسے دیکھا

"ایک تو بوا بھی نہ ہر کسی سے سلام دعا کرنے پہنچ جاتی ہے" وہ بڑبڑاتے ہوئے بولا

پری نے تعجب سے اس سرپھرے کو دیکھا پھر ٹی وی آف کر کے اس کے پاس آئی سر سے پاؤں تک اس کا جایزہ لیا وہ بلک شلوار قمیض میں ملبوس تھا قمیض کے بازوؤں ہمیشہ کی طرح فولڈ کیے ہوئے تھے ہاتھ پر قیمتی گھڑی تھی بال سٹائل سے سیٹ کیے گئے تھے

"یہ تم کیا میرا ایکسرا کرنے کھڑی ہو یوں آنکھیں پھاڑے میرا جایزہ لے رہی ہو" شاہ زر نے اسے خشمگیں نظروں سے گھورا

پری شرمندہ ہوں گی

"وہ آپ کہی جا رہے ہے کیا آج آفس بھی نہیں گیے" اپنی پسمانی کم کرنے کے لیے غلط سوال کر گئی

"تم سے مطلب میں کہی جاؤ یا آؤ تم کون ہوتی ہوں مجھ سے پوچھنے والی" ترخ کر جواب دیا

"بیوی ہوتی ہو آپ کی اور کون ہوں اپنی یاداشت ٹھیک کروا لے تو یاد رہے گا" وہ صرف سوچ کر رہ گئی کہ کر اپنی شامت آپ نہیں بھولا سکتی تھی

"وہ میں تو بس ویسے ہی! آپ کبھی اتنا تیار ہو کر کہی گئے نہیں نہ تو اس لیے"

"ہاں ہاں اب نظر لگا لوں"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا"

"بس کرو اپنے مطلب اپنے پاس رکھو میں کہا جارہا ہوں کہا سے آرہا ہوں اس کا حساب رکھنا چھوڑ دوں میری ماں بننے کی کوشش مت کروں" اس نے سخت الفاظ میں باور کروایا

"جی اچھا آئندہ خیال رکھو گی"

"اچھی بات ہے خیر بوا آئے انہیں بتا دینا گیسٹ روم اچھے سے صاف کرلے میری مہمان آرہی ہے آج میرے ساتھ میں اسلام آباد جارہا ہوں"

"آپ اسلام آباد کیوں جارہے ہیں"

"تم نے پی رکھی ہے کیا میں اسلام آباد ڈیٹ مارنے جارہا ہوں اب سمجھ آگئی ہے بات آجاتی ہو فضول میں دماغ خراب کرنے" اس نے بے زاری سے کہا اور خان بابا کو آواز دے کر گاڑی نکلنے کو کہا خود پری کو غصے سے گھورتا ہوا چلا گیا "پاگل عورت"

"اللہ پوچھے آپ سے شاہ زر بیوی تو سنبھالی جاتی نہیں آپ سے اور گئے ہے ڈیٹ مارنے" اس نے غصّے سے شاہ زر کی پشت کو گھورا

"تم یہ آہستہ آواز میں بد دعائیں بعد میں دے دینا اتنی جلدی نہیں مرنے والا ہو میں" شاہ زر نے بنا مڑے دروازے سے باہر نکلتے ہوئے کہا

پری کا منہ کھولا رہ گیا "مارے آپ کے دشمن نہیں نہیں آج کل آپ کی سب سے بڑی دشمن تو آپ کی نظر میں میں ہوں اللہ نہ کرے"

پورا ٹائم پری کا بے چینی میں گزرا اسے رہ رہ کر شاہ زر پر غصہ آرہا تھا کیسے ہڈ دھرمی سے اعتراف کر کے گیا تھا کے وہ ڈیٹ پر جا رہا ہے یہ محبت بھی کتنی عجیب ہوتی ہے جب کیسی سے ہو جائے تو اس میں لاکھ برائیاں سعی اس کی ساری برائیاں اچھائیاں لگنے لگتی ہے

ایک وقت تھا پری کو شاہ زر کے وجود سے بھی نفرت تھی وہ اس کی شکل زندگی بھر نہیں دیکھنا چاہتی تھی اور اب یہ وقت آگیا تھا اس پر کے وہ اسے ڈانٹنے بے عزت کرے مگر پری کا دل کرتا وہ اس کے نظروں کے سامنے رہے وہ ظالم محبوب اسے اب ہر روپ میں خود سے بھر کر عزیز ہو گیا تھا وہ تھا تو پری کا وجود تھا اس کا دل تو شاہ زر کے ہونے سے دھڑکتا تھا۔۔۔

....

پورا دن وہ اس کا انتظار کرتی رہی آج کا دن ہی نہیں گزر رہا تھا اس نے اپنے ہاتھوں سے رات کا کھانا بنایا بریانی شاہ زر کو بے حد پسند تھی ساتھ شامی کباب چکن کڑاہی اور میٹھے

میں رس ملائی بنائی آخر کو پہلی بار شاہ زر کا کوئی مہمان آرہا تھا اس کی موجودگی میں۔۔

وہ تیار ہو کر لان میں چلی آئی شام کا سوہنا موسم اور چائے کا کپ پری پر چھائی بے زاری کو کچھ کم کر گیا اتنے میں گاڑی بھی اندار آ کر روکی شاہ زر گاڑی سے نکل کر گھوم کر دوسری طرف آیا گاڑی کا دروازہ کھولا پری منہ کھولے اس خوش قسمت مہمان کو دیکھ رہی تھی جس کے لیے شاہ زر صاحب نے خود فرنٹ دور کھولا تھا اتارنے والی ایک خوبصورت سی نازک سی لڑکی تھی جس نے جینز کے ساتھ شاٹ شرٹ پہن رکھی تھی بالوں کو پونی ٹیل کیا ہوا تھا

"ہائے اللہ یہ تو کسی لڑکی کو ساتھ لے آئے وہ بھی اتنی ماڈرن سی کہی شادی وادی تو نہیں کر آئے اس چڑیل کے ساتھ کہ کر تو گئے تھے وہ ڈیٹ مارنے جارہے ہیں۔۔ آئے ہائے یہ کہی وہی تو نہیں جس کے ساتھ شاہ زر اس دن قہقہے لگا کر ہنس رہا تھا" وہ خود سے ہی کہانیاں بنارہی تھی

شاہ زر نے اسے دیکھ کر بھی اگنور کیا اور صنم کو ساتھ لے کر اندر چلا گیا۔۔

پری بھی بھاگ کر اس کے پیچھے گئی اسے اس لڑکی سے ملنے کی جلدی تھی جس نے ایک پل میں ہی اس کا سوک چین تباہ کر دیا تھا وہ ایک دم کے ان دونوں کے سامنے آگئی شاہ زر بر وقت نہ روکتا ٹکر ہونا پکا تھا

"آپ آ گئے "اس نے مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا اسی بے قراری سے کہا جیسے دونوں کے بہت خوش گوار تعلقات چل رہے ہوں

"ہائے میں پری شاہ زر کی وائف اور آپ کی تعریف "شاہ زر نے جن نظروں سے اسے دیکھا پری ہڑ بڑا گئی

"اسلام علیکم تو آپ ہو پریشے آپ سے ملنے کا بہت شوق تھا مجھے اس شاہ زر کے بچے سے کہا بھی تھا میں نے جلدی چلو گھر مگر اسے تو سارے کام آج ہی ختم کرنے تھے "اس نے گرم جوشی سے اس کا ہاتھ تھاما اور گلے لگا یا

"صنم مل لیا تو چلو فریش ہو جاؤ پتا نہیں اتنا پڑھ لکھ کر بھی تمیز اور تہذیب کچھ لوگوں کو چھو کر بھی نہیں گزری ہوتی آ جاتے ہے کالی بلی کی طرح راستہ روکنے جاہلوں کی طرح "شاہ زر نے گہرا طنز کیا

پری پہلوں بدل کر رہ گئی

"اوایم سوری مجھے یوں اچانک سے آپ کے سامنے نہیں آنا چاہیے تھا "اس نے راستے سے ہٹ کر کہا

"او کیا ہو گیا ہے تم دونوں کو کیا بچوں کی طرح لڑ رہے ہوں تم شاہ زر میری اتنی کیوٹ سی دوست سے "

"اچھا صنم پہلے تم یہ دیسائڈ کر لوں میں تمہارا دوست ہو یہ اگر یہ تو میری طرف سے خدا حافظ "وہ بچوں کی طرح روٹھ کر وہاں سے چلا گیا

"سوری پری مائنڈ مت کرنا یہ یونیورسٹی کے زمانے سے ایسا ہی پوزیسیو ہے میری اور اپنی دوستی کے درمیان کیسی تیسرے کو برداشت نہیں کرتا تھا میں شاہ زر کو دیکھ آؤ کہی مجھے سچ مچ گھر سے نہ نکال لے"اس نے پری کا گال تھپکا پری سے مسکرایا بھی نہیں گیا وہ کہہ کر شاہ زر کے پیچھے گئی

پری وہی کھڑی شاہ زر کے الفاظ پر غور کر رہی تھی آنسو اس کی آنکھ سے نکل کر زمین پر اپنی بے قدری کا ماتم منا رہے تھے

....

"وہ جو میں نہ رہوں گی تو تم کیا کروں گے

زرے زرے میں مجھے تم تلاش کروں گے

بہت سی باتیں ان سمجھ سی اور ہاتئں ہوتی ہے

جب سمجھوں گے تم تو میرا خیال کروں گے

یہ کس نے کہا کہ پیار میں وفا نہیں عدی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک بار جو دل سے چاہیں گئے تو سدا کریں گے"

وہ پوری رات ٹھیک سے نہیں سو پائی تھی شاہ زر کا رویہ دن بہ دن بد سے بتر ہو رہا تھا رات بہت دیر سے اسے نیند آئے تھی وہ جب رات کو کھانا زہر مار کر کے اوپر کمرے میں آ رہی تھی کہ اسے ڈرائنگ روم سے صنم اور شاہ زر کی باتوں کی آواز آ رہی تھی وہ دل مسور کر رہ گئی پھر بیڈ پر کروٹ پر کروٹ بدلتی رہی پر رہ رہ کر اسے صنم اور شاہ زر کا خیال آ رہا تھا صبح کافی دیر سے آنکھ کھولیں وہ فریش ہو کر نیچے آئی وہاں شاہ زر اور صنم کو دیکھ کر منہ تک کڑوا ہو گیا وہ تو سوچ کر آئی تھی کہ اب تک وہ دونوں ناشتے سے فارغ ہو گیے ہو گے

"اواو پریشے! بہت اچھے ٹائم پر آئی ہو میں اور شاہ زر بھی ابھی ناشتہ شروع ہی کرنے والے تھے" اس نے خوش اخلاقی سے کہا

"مجھے لگا میں ہی شاید آج کچھ لیٹ ہو گئی ہوں مگر یہاں تو آپ لوگ بھی لیٹ ہی ہوئے ہوں" پری نے مسکرا کر کہا دل تو کر رہا تھا سامنے پڑی گرم گرم کافی اس خوبصورت لڑکی پر انڈیل دے مگر ہائے رہ قسمت

"ہاں میں اور شاہ زر رات کافی دیر تک جاگے رہے ہیں ڈرائنگ روم میں بیٹھے باتیں

کرتے رہے ٹائم کا پتا ہی نہیں چلا.... مگر تم تو جلدی سونے چلی گئی تھی پھر آج لیٹ کیوں ہوئی"

"بس مجھے رات نیند ہی ٹھیک سے نہیں آئی" منحوس ماری میرے شاہ زر کو مجھ سے چھین کر تو بتاؤں یہ خوبصورت منہ توڑ کر نہ رکھ دیا میرا نام بھی پری شاہ زر نہیں ہوں گا اس دانت پیس کر صنم کو دیکھا جواب شاہ زر کی کسی بات پر ہنس رہی تھی

شاہ زر نے پری کو مکمل طور پر اگنور کیا ہوا تھا پری کے دل کو کچھ ہوا

"بیٹھوں نا پری ابھی تک کیوں کھڑی ہو او ناشتہ کروں"

"نہیں آپ لوگ کرے میرا اپنا ہی گھر ہے میں کر ہی لوں گی آپ اس گھر کی مہمان ہے نا" اس نے مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا

"صنم تم آرام سے ناشتہ کروں کچھ لوگوں کو عادت ہوتی ہے زبردستی آوروں کی چیزوں پر قابض ہونے کی اس کی تو خیر سے خاندانی عادت ہے قبضہ کرنے کی"

شاہ زر نے بریڈ پر مکھن لگاتے ہوئے سرسری لہجے میں کہا

پری کے سر پر لگی تلوں پر بجھی

"ذرا بتانا پسند کریں گے کہ آخر اس طنز کے پیچھے کی وجہ"

"میں کسی کو جواب دہ نہیں ہوں پری صاحبہ مگر تمہیں بتانا پسند کروں گا کہ تم اور تمہارا

باپ کو لوگوں کی چیزوں پر قبضہ کرنے کا بہت شوق ہے تمہارے باپ نے میرے حصے کی جائداد پر قبضہ کر لیا اور اس کی بیٹی اب میرے گھر پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھ رہی ہے "اس نے سر اسری لہجے میں کہ کہا

"میرے پاپا نے ایسا کچھ نہیں کیا آپ کے پاس وہ پاپا کے ہی محنت کا نتیجہ ہے "پری نے غصے میں کہا

"یہ سب جو میرے پاس ہے نا اگر تم یہ سمجھ رہی ہوں کہ یہ تمہارے باپ کی دی ہوئی خیرات ہے نہ تو بہت غلط خیال ہے تمہارا تمہارے باپ کی دولت پر لاکھ بار لعنت بھیجتا ہوں میں سمجھی ! یہ سب کچھ میری ماں کی نشانی ہے ان کے نام کی جائداد میں تمہارے باپ کی طرح لوگوں کی چیزوں پر قبضہ کرنے والا مرد نہیں ہو "وہ کہ کر کرسی دھکیل کر اٹھا صنم نے ان دونوں کو باری باری دیکھا دونوں کے چہرے ضبط کے مراحل سے گزر رہے تھے شاہ زر بنا اور کچھ کہے باہر نکال گیا صنم نے پری کو دیکھا جو اپنے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی اتنی تذلیل اتنی نفرت وہ بھی ایک انجانی لڑکی کے سامنے اس نے نفرت سے سامنے بیٹھی صنم کو دیکھا

"پری ریلکس وہ بس کچھ زیادہ ہی جذباتی ہو جاتا ہے تم اس کی باتوں کو اتنا سیریس نے لیا کر آؤ بیٹھو ناشتہ کروں "صنم نے اپنائیت سے کہا

پری نے ایک نظر اسے دیکھا اور بنا کچھ کہے بھاگ کر سیڑھیاں طے کی.. آج جو کچھ بھی ہوا وہ برداشت کر لیتی اگر وہاں صنم موجود نہ ہوتی تو ایک باہر کی لڑکی کے سامنے شاہ زر نے اسے دو کوری کا نہیں چھوڑا تھا وہ کب اس گھر پر قبضہ کرنا چاہتی تھی اتنی غلط سوچ تھی شاہ زر کی اس کے بارے میں وہ آج جان پائی تھی کہ شاہ زر کو پانا ممکن ہے اب شاہ زر کے دل میں نفرت جڑ پکڑ کر بیٹھی تھی وہ چاہ کر بھی اس نفرت کے جڑ نہیں کاٹ سکتی تھی.....

....

شاہ زر دوسرے دن صنم کو لے کر چلا گیا پورا دن وہ لوگ گھومتے رہے شاپنگ کی شام کو دیر سے گھر لوٹے

پری نے کل کا پورا دن کمرے میں بند رہ کر گزارا تھا مگر یہ ظالم بھوک اچھے اچھوں کو دن میں تارے دیکھا دیتی ہے کہا اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ شاہ زر کے گھر کا ایک دانہ بھی اب نہیں کھائی گی اب کچن میں سٹول پر بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی

"میں نے کون سا ہاتھ جوڑے تھے ہٹلر کے سامنے کے مجھے گھر میں رکھ لوں نہ رکھتا میرے شوہر کی کمائی ہے رج کر کھاؤ گی اس کے بعد اس منحوس ماری کا بھی تو کچھ سوچنا ہے ایسے ہی تو اسے اپنے ہٹلر پر قبضہ کرنے نہیں دے سکتی نا بہت آئی مجھے افر کرنے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

والی بیٹھ کر ناشتہ کر لوں. مسٹر ہٹلر صاحب ایسے اگنور کر رہے ہیں مجھے پہلے کوئی بات تو کر ہی لیتے تھے... اللہ پوچھے صنم تم سے کیڑے پڑے کسی اور کے مجازی خدا کے ساتھ رنگ رلیاں مناتے شرم تو نہ آئی تمہیں" وہ بڑ بڑتے ہوئے باہر لان میں آکر بیٹھ گئی

اسے رہ رہ کر صنم کے یہاں رہنے پر غصہ آرہا تھا نہ وہ آتی نہ شاہ زریوں بدلتے

" جیسے پہلے تو شاہ زر پری پری ہی کرتا رہتا تھا نہ" ہاہاہا اپنے خیال پر خود ہی ہنسی آئی

دن سے شام ہو گئی شاہ زر اور صنم کے آنے کا نام و نشان نہیں تھا پری جل جل کر راکھ ہونے کو تھی گاڑی کی ہان سن کر کچھ سکون ملا وہ اس وقت لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی پر سرچنگ کر رہی تھی صنم اس کے پاس ہی چلی آئی پری اسے دیکھ کر پھر سے ٹی وی دیکھنے میں مصروف ہو گئی جیسے اس سے بھر کر اور کوئی کام ضروری نہیں ہو

" کیسی ہوں پری آج میں اور شاہ بہت تھک گئے ہیں تم سو رہی تھی میں تو تمہیں جاگنے آرہی تھی شاہ نے کہا وہ سو رہی ہے مت جگاؤ اس لیے" اس نے اپنائیت سے کہا

"آپ مجھے کیوں بتا رہی ہے اچھا کیا آپ نے مجھے نہیں جگایا مجھے کوئی شوق بھی نہیں تھا ایسی جگہوں پر اپنوں کے ساتھ ہی جانے میں مزا آتا ہے" پری نے جل بون کر جواب دیا شاہ زر بھی وہی آکر بیٹھ گیا تھا

"آگے ہیں موصوف اپنی صنم کے پیچھے پیچھے جیسے کوئی ان کی صنم کو اغوا ہی نہ کر لے"

اس نے دل میں سوچا اس کے چہرے پر بے زاری صاف دکھائی دے رہی تھی اس نے چپ کر شاہ زر کو دیکھا جو ٹی وی دیکھنے میں مصروف ہو گیا شاہ زر نے آج بلو شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی بازوں فولڈ کیے ہوئے تھے پری نے ہمیشہ سے ہی شاہ زر کو ایسے ہی قمیض کے بازوؤں فولڈ ہی دیکھے تھے وہ آج بھی بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا پری نے دل میں ماشاءاللہ کہا

"اچھا چھوڑوں پری یہ دیکھو میں نے تمہارے لئے یہ شال لائی ہے" اس نے پاس پڑے شاپر سے ایک خوبصورت سا کشمیری شال نکالا جس پر خوبصورت کڑھی ہوئی تھی پری نے ایک نظر صنم کو دیکھا جس نے آج جینز کے ساتھ کرتا پہن رکھا تھا بالوں کو آج کھولا چھوڑا تھا وہ واقعی کیسی کی بھی ڈریم گرل ہو سکتی تھی پری نے اس کے ہاتھ سے شال لینے کی بھی زحمت نہیں کی

"شکریہ مگر پلیز مائنڈ مت کیجئے گا میں کسی سے بھی کچھ بھی یوں ہی نہیں لے لیتی آپ شاہ زر کی دوست ہے اس کے لیے ہی لیتی کچھ تو اچھا تھا خواہ مخواہ آپ نے زحمت کی" اس نے بد تمیزی سے جواب دیا صنم کو نظر انداز کر کے پھر سے ٹی وی سکرین پر نظریں جمادی

صنم بچاری حیران پریشان پری کو دیکھتی رہ گئی

"صنم تم سے کس نے کہا تھا اس جاہل لڑکی کے لیے کچھ لوں تم شاید جانتی نہیں ہو کچھ لوگ پیار اور خلوص کے قابل نہیں ہوتے"

شاہ زر غصّے سے پری کو دیکھا

"ہاں ہوں میں جاہل نہیں ہے مجھے بات کرنے کی تمیز نہ پیار اور خلوص کی زبان سمجھ آتی ہے مجھے آپ کون سا پڑھ لکھ کر بہت مہذب انسان بن گئے جب سے یہ آپ کی سو کولڈ مہمان آئی ہے آپ مجھے بے عزت پر بے عزت کر رہے ہوں.. کریں یہ آپ سے دعا سلام میرے ساتھ کیوں فری ہو رہی ہے یہ جب مجھے نہیں پسند سب حیر کچھ لوگوں کو اچھا بنے کی عادت ہوتی ہے آوروں کے سامنے غلطی ان کی بھی نہیں ہے"

پری بھی سارے لحاظ بھول کر شاہ زر کے سامنے بد تمیزی سے گویا ہوئی

صنم سوچ بھی نہیں سکتی تھی اس کے بارے میں پری اتنا غلط سوچ رکھتی ہے وہ تو یہاں صرف پری کو دیکھنے آئی تھی شاہ زر کو کنوئنس کرنے آئی تھی کہ وہ اس رشتے کو اب دل سے قبول کر لے پری تو اس کے لیے اتنا زہر دل میں دبائے بیٹھی تھی

"اینف پری اپنی زبان کو قابو میں رکھو ورنہ"...

"ورنہ کیا شاہ زر صاحب پھر سے مارے گے مجھے پھر سے ہاتھ اٹھائے گئے مجھ پر اس کے علاؤہ اور کر بھی کیا سکتے ہیں آپ" پری نے اس کی بات کاٹ کر تلخی سے کہا

شاہ زر اپنا غصہ کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا اس کا دل کر رہا تھا وہ سامنے کھڑی اس زبان دراز لڑکی کی زبان کاٹ دے اس نے ایک شرمندہ نظر صنم پر ڈالی جو خود پر ضبط کیے وہاں بیٹھی تھی شاہ زر نے اٹھ کر وہ شال اس کے ہاتھ سے لی

"یہ شال تم اس بے مروت لڑکی کے لیے لائی تھی نہ اس شال کی تو ایسی کی تیسی" وہ کہہ کر غصّے سے لاؤنج سے نکل کر کچن میں گیا پری اور صنم نے اسے جاتے دیکھا کچھ لمحوں بعد کچن سے دھواں نکلتا نظر آیا صنم بھاگ کر کچن پہنچیں پری بھی ہوش میں آئی وہ جب وہاں گی شال آگ میں جل رہی تھی

"یہ کیا کر لیا تم نے شاہ زر" صنم نے بے بسی سے پہلے شال کو دیکھا پھر شاہ زر کو جس کا چہرہ آگ کی روشنی میں اور لال لگ رہا تھا وہ اس وقت بہت غصّے میں تھا پری ڈر کر وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی شاہ زر نے آگے بڑھ کر پری کو ہاتھ سے پکڑ کر آگ کے پاس لایا

"آئندہ کبھی میرے ذاتی معلومات میں بولی نہ تو یہی انجام تمہارا بھی کر دوں گا. تمہیں میں نے اپنی زندگی میں ایک قدم آگے بڑھنے نہیں دیا تم کس رشتے کی بنیاد پر اتنا بکواس کر رہی تھی ابھی تین لفظ کہے تو وہ بے نام سا رشتہ ایک سیکنڈ میں ختم کر لوں گا.. تم اس خوش فہمی سے نکل آؤ پریشے دانیال کے شاہ زر کبھی تمہیں اپنے وجود کا حصہ بھی بنائے

گا مجھے کل بھی تم سے نفرت تھی مجھے آج بھی تم سے نفرت ہے اور آنے والے ہر لمحے میں مجھے تم سے اس سے بھی بڑھ کر نفرت رہے گئی.. آج جو تم نے کیا وہ بہت زیادہ تھا اسے تمہاری پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر رہا ہوں اگلی بار اس شال کی جگہ خود کو یہاں پاؤ گی"

وہ تلخی سے بولا اور اس کا ہاتھ چھوڑ کر صنم کی طرف مڑا اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ باہر لے گیا

پری وہاں ہی کھڑی رہ گئی آنسو کا نا رو کنے والا سلسلہ پھر سے جاری ہو گیا تھا

"کیوں آخر کیوں اللہ جی میرے ساتھ ہی ایسا ہو رہا ہے میں آپ کی گنہگار بندی ہوں معاف کر دے مجھے میں شاہ زر کے ساتھ کسی اور کو برداشت نہیں کر پار ہی مجھے صبر عطا کر میرے مولا میرا دل پھٹ جائے گا مجھ سے نہیں برداشت ہوتا اب شاہ زر کا رویہ مجھے اس بے نام محبت نے کہی کا نہیں چھوڑا میں اب خود کو اور نہیں گرا سکتی مجھے یہاں سے اب جانا ہی ہوں گا کچھ رشتوں کی قسمت میں ملن لکھی ہی نہیں ہوتی وہ پا کر بھی خالی دامن رہ جاتے ہیں میں بھی آج خالی ہاتھ خالی دامن رہ میرے مولا مجھے صبر عطا کرنا"

....

پری نے اپنے کمرے میں آکر اپنی پیکنگ کی وہ اب یہاں نہیں رہنا چاہتی تھی آنسو پونچھنے کے ساتھ ساتھ وہ پیکنگ کرنے میں ہی مصروف تھی دروازے پر دستک ہوئی

"یس"اس نے مصروف سے انداز میں جواب دیا اسے لگا تھا بوا آئی ہو گی اسے کھانا دینے

"پری کہا جانے کی تیاری کر رہی ہوں"

آواز پر پری چونک کر مڑی صنم کو دیکھ کر ایک ترچھی طنزیہ نظر اس پر ڈالی پھر سے مڑ کر الماری میں سر اندار کر کے گھس گئ

"پریشے میں تم سے یہاں بات کرنے آئی ہوں میں جانتی ہوں تمہیں میرا یہاں آنا اچھا نہیں لگا نہ اس گھر میں نہ اب تمہارے کمرے میں مگر میں جو بات کرنے آئی ہوں وہ کیے بنا یہاں سے ہر گز نہیں جانے والی"وہ بے تکلفی سے کہ کر اس کے بیڈ پر بیٹھ گئ

پری نے مڑ کر اس ڈھیٹ لڑکی کو دیکھا یا تو وہ پاگل تھی یا پھر حد سے زیادہ ڈرامے باز جو اب بھی شاہ زر کو متاثر کرنے کے لیے یہاں آئی ہو گئ کہ دیکھ لوں شاہ زر میں کتنی اچھی ہوں جو تمہاری منہ پھٹ بیوی کو سوری کرنے آئی ہوں

"دیکھے میں آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی پلیز آپ یہاں سے چلی جائے مجھے بہت کام ہے میرے پاس آپ کی کوئی بات سننے کا وقت نہیں ہے"پری کہ کر لا پرواہی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے اپنے کام میں لگی رہی اپنا سامان پیک کر چکی تھی بس اب ویسے ہی الماری میں سر گھسائے کھڑی رہی بہت ٹائم جب صنم کے جانے کے امکان نظر نہ آئے تو ناچار اسے صنم کی بات سنی ہی پڑی وہ مڑ کر اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گئی

"کہیے صنم آپ مجھ سے کیا ضروری بات کرنا چاہتی ہے جس کے لیے آپ کو خود چل کر میرے پاس آنا پڑا... آپ کے کچھ کہنے سے پہلے ہی میں آپ کو بتا دوں میں صبح ہوتے ہی جا رہی ہوں یہاں سے اس لئے پلیز آپ پریشان مت ہو شاہ زر آپ کا دوست تھا ہے اور رہے گا. میں نہ پہلے کچھ تھی نہ اب ہو ان کے لیے"

صنم نے غور سے پری کو دیکھا جو صنم سے سخت بدگمان لگ رہی تھی اس نے گہری سانس لی

"اتنی جلدی ہار مان لی تم نے"

پری نے نظر اٹھا کر صنم کو دیکھا

"مجھے جیتنے کے ایک پرسن بھی امید نظر آتی تو میں کبھی ہار نہیں مانتی مگر جو میرا تھا ہی نہیں اس کے لیے میں اپنی جان بھی دے دوں وہ میرا نہیں ہو سکتا"

"تمہیں پتا ہے پری تمہیں دیکھ کر مجھے لگا تھا ہاں وہ تم ہی ہوں سکتی ہو جو شاہ زر کو جینا سکھا سکتی ہو... شاہ زر اور میری ملاقات یونیورسٹی میں ہوئی تھی وہ خود میں رہنے والا

بندہ تھا اسے اپنے آس پاس کی دنیا سے کوئی غرض نہیں تھی پہلی نظر میں اسے دیکھنے والا اسے مغرور ہی سمجھتا تھا. مجھے بھی وہ ایسا ہی لگا تھا پھر نا جانے میرے دل میں کیا سمائی کی میں نے شاہ زر سے دوستی کا سوچا بہت مشکل تھا مگر دو تین ماہ کی محنت کے بعد اسے مجھ سے دوستی کرنی ہی پڑی... تمہیں شاشای یقین نہ آئے اس نے زندگی میں پہلی بار کیسی سے دوستی کی تھی تم خود سوچو پری وہ شخص جس کی نہ ماں تھی نہ باپ اس کا کوئی دوست بھی نہیں تھا کیسی ہو گی اس کی زندگی.. بے رونق، اندھیروں سے بھری ہوئی ...پھر شاہ کی زندگی میں میں آ گئی ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اسے مجھ سے پیار ہو جاتا مگر نہیں شاہ کی زندگی تو پری سے شروع ہو کر اس پر ہی ختم ہوتی تھی جانتی ہو پری وہ روز مجھ سے تمہاری باتیں کیا کرتا تھا تم نے کون سا کلر پہنا ہے تم اس میں کتنی معصوم لگ رہی ہوں تم ہستے ہوئے کتنی اچھی لگتی ہوں" اس نے چپ ہو کر پری کو دیکھا جو منہ کھولے صنم کو دیکھ رہی تھی صنم نے مسکرا کر اسے دیکھا

"تمہیں یقین نہیں آ رہا نہ؟...سچ یہی ہے پری تم اس سے پورے نو سال چھوٹی ہوں اس وقت تو تم شاید بہت چھوٹی تھی اسے تم سے اس قسم کی محبت تو نہیں تھی تب تو تم بہت معصوم تھی نہ اسے تم سے بہت پاکیزہ محبت ہے جس کا اظہار اس نے آج تک کبھی خود سے نہیں کیا تو تم سے یا مجھ سے کیسے کر سکتا ہے" .....

"آپ کیا سمجھتی ہے آپ ایسی کوئی بھی کہانی مجھے سنائے گئ تو میں یقین کر لوں گی نہیں صنم میں بچی نہیں ہو جو آپ کی باتوں میں آ جاؤ گی" پری نے اس کی بات کاٹ کر تلخی سے کہا

"تم جو بھی کہ رہی ہوں وہ سچ نہیں ہے پری شاہ زر کی زندگی میں وہ پہلی لڑکی تم ہو جو اس کی زندگی میں آئی جب وہ نو سال کا تھا تب تم پیدا ہوئے تھیں عام بچوں کی طرح وہ لاپرواہ نہیں تھا وہ تو بہت حساس تھا تمہارے معاملے میں تو بہت زیادہ اس نے پہلی بار جب تمہیں اپنی باہوں میں اٹھایا نہ تو اسے اٹھانا نہیں آتا تھا اس کے نتیجے میں تم اس کے ہاتھوں سے گر گئی تھی اور جانتی ہو تمہارے پاپا نے اسے کتنا مارا تھا نہیں تم کیسے جان سکتی ہو یہ سب اس نے مجھ سے شیر کیا ہے اگر آج اسے پتا چلا کے میں اس کے اور اپنے درمیان یقین کا رشتہ توڑ کر اس سب رازوں میں تمہیں شریک کر رہی ہوں نہ تو میری شکل تک کبھی نہیں دیکھے گا مگر میں اپنے دوست کو تباہ ہوتے نہیں دیکھ سکتی..... تم نے وہ محرومیاں دیکھی ہی کہاں ہے جیسے شاہ نے فیس کیا ہے کیسا لگتا ہو گا جب ایک بچے کو اس کی ماں کے بد کردار ہونے کے طعنے ملتے ہوں جیسے خاندان کے بچے اپنے ساتھ کھلنے نہیں دیتے تھے کیونکہ ان کے ماں باپ نے انہیں اس بد کردار ماں کے بیٹے کے ساتھ کھلنے سے منا کیا تھا... جیسے جب جب کوئی تکلیف ہوئی جب جب وہ بیمار پڑا اس کا

خیال رکھنے کے لیے اس کی ماں نہیں تھی اس کے پاس ایسا کوئی رشتہ نہیں تھا جس کے گلے لگ کر وہ جی بھر کر رو لیتا.. تمہاری امی تمہارے پاپا سے چھپ کر اس کا خیال رکھتی تھی مگر شاہ کو چڑ تھی ایسے پیار سے جو ایک گناہ کی طرح چپ کر اسے دیا جاتا... وہ ایسا نہیں تھا پری اسے خالات نے ایسا بنا دیا پری تم نے کبھی اس کے اندار جھانک کر دیکھا ہے کہ باہر سے اتنا سخت مغرور نظر آنے والا شخص اندار سے کن کن محروموں کو چھپائے پھرتا ہے" ...

صنم کچھ پل کے لیے خاموش ہوئی اس نے نظر اٹھا کر پری کو دیکھا جو بے آواز رو رہی تھی اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے پانی کے جگ سے پانی گلاس میں ڈال کر پری کے آگے کیا جو پری نے بنا کچھ کہے خاموشی سے تھام لیا

"جب ہم لاسٹ سمیسٹر میں تھے نہ تب ایک بار شاہ زر نے بہت ضد کر کے کہا تھا کے میں بلک ڈریس بناؤ بلکل ویسا ہی جیسا تمہارا تھا میں نے جب بنا کر پہنا تو پتا ہے پری اس نے مجھے دیکھ کر افسوس سے سر ہلایا تھا کہنے لگا سوری صنم تو اچھی تو لگ رہی ہوں مگر تم پری کی طرح معصوم اور جو بصورت نہیں لگ رہی وہ تو اتنی پیاری لگ رہی تھی کے میں بتا نہیں سکتا... اور ایک بر شاید تم نے اپنے بالوں کی کٹنگ کروائی تھی... اس دن شاہ زر پورا دن ناراض رہا اسے تمہارے لمبے بالوں سے عشق تھا.. کیا کیا بتاؤں پری بتانے

بیٹھی تو شاید صدیاں گزر جائے بس تم اتنا جان لوں اس ادھورے انسان کو تمہاری محبت کی بہت ضرورت ہے اس موڑ پر آکر اسے خود سے دور مت کروں وہ اس بار بکھر گیا نہ تو پری وہ مر جائے گا اس میں اب کی بار ٹوٹ کر بکھرنے کی طاقت نہیں ہے"

"مگر صنم وہ مجھے چاہ کر بھی اپنا نہیں سکتے اسے مجھ سے میرے پاپا سے نفرت ہے جو میں چاہ کر بھی ختم نہیں کر سکتی" پری نے روتے ہوئے کہا

"پری محبت بنا وجہ کے ہو جاتی ہے مگر نفرت کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے تم ایک بار کوشش کرکے دیکھ لوں شاید شاہ زر تم سے وہ سب کہہ دے جو وہ خود سے بھی نہیں کہہ پارہا اس کے دل میں موجود نفرت نکال باہر کر دوں پری تم ہی اسے بکھرنے سے بچا سکتی ہوں۔۔ کروں گی نہ تم ایک کوشش اسے بچانے کی" صنم نے اس بھری نظروں سے پری کو دیکھا پری نے آنسو صاف کرتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا

"اور ہاں ایک اور بات میں شاہ زر کی صرف بہت اچھی دوست ہوں اس سے بھر کر کچھ بھی نہیں اس کی زندگی تو پریشے تھی اور ہو" صنم اٹھ کر جانے لگی

"صنم میں بہت بری ہو نہ میں نے بہت برا کیا آپ کے کردار پر شک کیا آپ کو اتنی باتیں سنائیں مجھے وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا میں بہت شرمندہ ہوں..." پری اس کے سامنے جا کر شرمندگی سے گویا ہوئی

"تم بہت اچھی ہوں پری اگر تم وہ سب نہ کہتی تو مجھے کبھی پتانہ چلتا کہ میری معصوم سی بھولی بھالی سی پری میرے سر پھرے دوست سے کتنا پیار کرتی ہے وہ سب تم نے محض جیلسی میں کہا ورنہ آئی نو پری تم ایک بہت اچھی لڑکی ہوں"

پری نے نظر اٹھا کر صنم کو دیکھا کتنی اچھی لڑکی تھی وہ اور پری نے اسے کتنا غلط سمجھا تھا اس نے آگے بھر کر صنم کو گلے لگایا

"آپ بہت اچھی ہے صنم اس دنیا میں آپ جیسے اچھے لوگ بہت کم پائے جاتے ہیں"

اس نے صنم سے الگ ہو کر پیار سے اس کا ہاتھ تھام کر کہا صنم نے اس کے آنسو صاف کیے

"اچھی لڑکی ایسے روتے نہیں ہے اور ہاں کل تیار رہنا میں اور تم خوب سارا وقت ساتھ گزارے گے پھر پر سوں مجھے واپس جانا ہے"

"اتنی جلدی...اور وہ شاہ زر وہ مجھے آپ کے ساتھ کبھی نہیں چھوڑے گے" پری نے روہنسی ہو کر کہا

"جانا تو ہے نہ پری میری چھٹیاں ختم ہو گئی ہے تین دن بعد مجھے پھر سے افس جوان کرنا ہے اور شاہ زر کی ٹینشن تم مت لوں میں سنبھال لوں گی بس تم جلدی سے اٹھ کر تیار ہو جانا" پری نے سر اثبات میں ہلایا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صنم نے اس کے گال تھپکا مسکرا کر اسے شب خیر کہہ کر چلی گئی پری نے کپڑے بیگ سے واپس نکال کر الماری میں سیٹ کیے...

....

"سوری"

"فار واٹ"

"فار ایوری تھنگ"

"ہمم ٹھیک ہے اور کچھ "

صنم دو دن پری کے ساتھ وقت گزار کر چلی گئی تھی پری کو آج موقع ملا تھا کہ وہ شاہ زر سے معافی مانگ سکے وہ ابھی ابھی ہی صنم کو چھوڑ کر واپس لوٹا تھا اس وقت لاؤنج میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا پری بھی وہی چلی آئی تھی اتنی جلدی معاف کرنے پر پری حیران ہوئی اسے تو لگا تھا وہ لڑے گا جھگڑا کرے گا مگر یہاں تو معاملہ ہی الٹ ہو گیا تھا "آپ نے سچ میں مجھے معاف کر دیا ان سب کے لیے "پری نے بے یقینی سے پوچھا

"کہو تو سٹامپ پیپر پر لکھ کر دے دوں "وہ برہم ہوا

"نہیں مجھے آپ کی زبان پر بھروسہ ہے "پری نے خوش ہو کر کہا

"ناراض ان سے ہوا جاتا ہے جن سے کوئی رشتہ ہو اور تم سے میرا کوئی رشتہ نہیں "

اخبار کا صفا پلٹ کر جواب آیا

"آپ کے ماننے نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا رشتہ تو ہے آپ کے اور میرے درمیان بہت مضبوط "پری نے خود کو مضبوط بنا کر کہا

"جس رشتے کو میں سرے سے مانتا ہی نہیں بار بار اسے مجھے باور کر کے کیا ثابت کرنا چاہتی ہو تم"

"یہی کے آپ کے نہ ماننے سے رشتہ بدل نہیں جائے گا"

"کچھ بھی کہوں مجھے پروا نہیں..ہاں آج یاد سے اپنی پیکنگ کر لینا میرا یہاں کا پروجیکٹ کمپلینٹ ہو گیا ہے مجھے اب جانا ہے"اس نے اخبار کو سائیڈ پر رکھ کر کہا

"ہم کہا جائے گے اب"

"ہم نہیں صرف میں جا رہا ہوں پہلے دوبئی اس کے بعد انگلینڈ میں اپنا بزنس وہی موو کر رہا ہوں... تم واپس آپنے گھر جاؤ گی اس سے ذیادہ میں تمہیں اور برداشت نہیں کر سکتا اب تمہاری مرضی تم گھر جاؤ یا دارالعلوم مجھے پروا نہیں "شاہ زر نے پری کو بہت آرام سے خبر سنائی

"آپ...آپ ای.....ایسے کیسے کر سکتے ہیں تین بار قبول ہے کہ کر مجھے ساتھ لائے ہو اور اب "پری سے غصّے میں بولا بھی نہیں جا رہا تھا

"تو سو بار بتا چکا ہوں میں اپنی اس غلطی پر پچھتا رہا ہوں اب اور تمہیں پاس رکھ کر خود کو اذیت میں نہیں رکھ سکتا"

"آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے "

"مجھے جو بتانا تھا بتا چکا ہوں اب آگے تم جانو تمہارا کام آج سے ہی اپنی ساری چیزیں ایک جگہ کر لوں" وہ کہہ کر صوفے سے اٹھ کر چلا گیا

"پری اگر آج تم خاموش رہی تو پوری عمر کے لیے شاہ زر کو کھو دوں گی جاؤ اور اپنے پیار کا یقین دلاتا شاہ زر کو" پری کے اندر سے آواز آئی وہ جلدی سے اٹھ کر اس کے روم کی طرف آئی دروازہ کھلا تھا وہ ہلکی سی دستک دے کر اندر داخل ہوئی شاہ زر اس وقت روم کے ٹیرس پر کھڑا تھا

"کیوں کر رہے ہے آپ میرے ساتھ ایسا.. میں آپ سے بہت پیار کرنے لگی ہوں شاہ پلیز مجھے میری محبت کو یوں رسوامت کرنے میں مر جاؤ گی آپ کے بغیر" پری نے اپنی آنا کو سائیڈ پر رکھ کر اپنے دل کی بات کی شاہ زر اب بھی اسی پوزیشن میں کھڑا تھا پری نے غصے میں اگے بھر کر اسے بازوں سے پکڑ کر اپنی طرف رح موڑا شاہ زر کا چہرہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا

"آپ مردوں کے ساتھ پتا ہے مسلہ کیا ہے آپ مرد خود کو بہت بڑی کوئی خاص مخلوق

سمجھتے ہو کس بات کا غرور ہے اپ کو ہاں.. میں آپ سے اپنے پیار کا اظہار کر رہی ہوں اور آپ یو کے مجھے اگنور کر رہے ہوں کیوں آخر کیوں"

"یہاں سے چلی جاؤ پریشے دانیال" شاہ زر نے اس کا ہاتھ جھٹک کر کہا

"نہیں جاؤ گی کبھی نہیں جاؤ گی نہ یہاں سے نہ آپ کی زندگی سے آپ ماضی میں رہ کر اپنا حال اپنا مستقبل کیوں تباہ کر رہے ہوں میں سب کچھ چھوڑنے کو تیار ہو آپ کے لیے آپ بس بدلے میں مجھے اپنا آپ دے دے شاہ زر" پری نے منت بھرے انداز میں اس سے کہا

"تم سچ نہیں جانتی پری اس لیے پلیز مجھے مجبور مت کرو اور جاؤ یہاں سے" شاہ زر اس بار پہلے سے زیادہ غصّے میں بولا

"سچ کیسا سچ کون سا سچ آخر ایسا کیا ہے جو آپ کو میرے پاس آنے سے روک رہا ہے اگر ایسا کچھ ہے تو آج وہ سچ جان کر ہی میں یہاں سے جاؤ گی میں وہ سب جاننا چاہتی ہوں جس نے آپ کو پتھر بنا دیا ہے" پری بھی اسی کے انداز میں بولی

"سچ جاننا چاہتی ہوں نہ تو آؤ میرے ساتھ میں بتاتا ہوں تمہیں وہ سچ جیسے جان کر تم خود سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہوں گی" شاہ زر نے سخت نگاہ اس پر ڈالی پھر کمرے میں آ کر الماری میں کچھ تلاش کرنے لگا پری اس پورے وقت میں خاموش تماشائی بنی

www.neweramagazine.com

کھڑی رہی شاہ زر جب واپس آیا اس کے ہاتھ میں کچھ کاغذات تھے

"یہ دیکھ رہی ہوں یہ بوسیدہ کاغذات ہے وہ سچ جس نے مجھے انسان سے حیوان بنادیا تھا

... جانتی ہوں جب میں پانچ سال کا تھا تب میں نے اپنی ماں کے مرنے کے بعد یہ سب

مجھے ان کی الماری سے ملے تھے بہت چھوٹا تھا میں مجھے تو لفظ پڑھنے بھی نہیں آتے تھے

پھر صرف ان کو پڑھنے کے لئے میں نے خوب محنت کر کر پڑھنا شروع کیا کچا ذہن تھا

میرا جوڑ توڑ کر الفاظ پڑھنے شروع کیے تھے یہ وہ سب خطوط ہے جو میری ماں میرے

باپ کے لیے لکھتی رہی تھی خود پر بیتی ہر اذیت اس میں درج ہے اور یہ دیکھ رہی ہوں

یہ وہ آخری خط ہے جو میری ماں نے میرے باپ کے لیے لکھا تھا" اس نے ایک کاغذ

اس کے سامنے لہرایا پری نے حیران نظروں سے وہ سارے کاغذات دیکھے

"یہ وہ خط ہے جو میں نے سب سے پہلے پڑھا پانچ سال کے بچے کو اس کی کیا سمجھ آتی

ہاں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مجھے ان میں لکھے ہر الفاظ کی سمجھ آنا شروع ہو گیے

تھے پھر میرے دل میں اگ بھڑک اٹھی تھی مجھے ان سب کا انتقال لینا تھا ہاں مجھے

نفرت ہے ہر اس رشتے سے جو دانیال سے جوڑا ہے"..........

اس نے وہ سارے کاغذات پری کے ہاتھ میں تھامے خود وہی کرسی پر بیٹھ کر اپنا غصہ

کنڑول کرنے لگا.....

....

"اماں مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے"

"ہاں بولو تمھیں تو ویسے کہاں فرصت ملتی ہے ماں سے دو گھڑی بیٹھ کر کوئی بات کرلے"

اماں نے حسبِ معمول طنزیہ لہجے میں کہا

"بس کرے اماں کیا چاہتی ہے آپ میں آپ کے گھٹنوں کے ساتھ لگ کر بیٹھ جاؤ ہر وقت آپ کے طعنے ختم نہیں ہوتے بندہ اپنے دل کی بات کرے بھی تو کس سے...

باپ اللہ کو پیارا ہو گیا بھائی اپنی بیوی کا ہو کر رہ گیا ہے اور ایک آپ ہے جنہیں ہر وقت اپنی اولاد سے گلے شکوے ہی ہوتے ہے" دانیال بھرا بیٹھا تھا اماں پر ناراض ہوا

"بس بس زیادہ مجھے باتیں سنانے کی ضرورت نہیں ہے کام کی بات کروں جس کے لیے تمھیں میں یاد آگئی ہوں" اماں نے حسبِ معمول اس کی باتوں پر دھیان نہیں دیا

"اماں مجھے یہاں نہیں رہنا جب تک ثانیہ ہے اس گھر میں اس لیے میں نے سوچھا ہے کہ میں باہر انگلینڈ چلا جاؤ کچھ ارصے بعد آوگا آپ تب تک اسے اس گھر سے چلتا کرے تو ہی بہتر ہوگا نہیں تو اماں میں کبھی بھی واپس لوٹ کر نہیں آوگا"

"کیا کہا تم باہر جا کر تو بتائیں ٹانگیں نہ توڑ دوں تمھاری اور ایک بات تو بتاؤ تمھیں اس ثانیہ سے کیا مسئلہ ہے تمھاری تو وہ بہت اچھی پھوپو کی بیٹی ہے نہ" اماں نے جانچتی

نظروں سے اپنے لختے جگر کو دیکھا جو ثانیہ کی شادی سے پہلے اماں کے سخت خلاف تھا

کہ وہ بلاوجہ ہی پھوپو سے ناراض رہتی ہے اور اب وہ اسی کی بیٹی کے ساتھ اماں سے بھر

کر برا سلوک کرتا تھا اماں کا خیران ہونا تو بنتا تھا

"بس اماں وہ میری نادانی تھی... اور جہاں تک رہی بات باہر جانے کی تو وہاں کی ڈگری

کی ہمارے ملک میں بہت اہمیت ہے میں واپس آ کر انٹر نیشنل لیول پر اپنے بزنس کو لے

کر جاؤں گا آپ یا اکرام مجھے جانے سے نہیں روک سکتے مجھ کچھ فیصلے خود کرنے کا حق

حاصل ہے" وہ لاپرواہ سے کہہ کر وہاں سے چلا گیا اماں اور اکرام کے لاکھ سمجھانے پر

بھی وہ رکا نہیں تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اکرام بھی وہاں کا کام مینجر کے حوالے کر کے واپس اسلام آباد آ گیا تھا اس طرح ثانیہ

اماں کے مار سے بچ گئی تھی مگر الفاظوں کا زہر اب بھی ثانیہ کا دل چھنی کرتا تھا

قسمت ثانی پر مہربان ہو گئی تھی شاید اماں واشروم میں گر گئی تھی اور ایک پاؤں ٹوٹ گیا

اس طرح چھ ماں ثانیہ نے اماں کی خوب خدمت کی اماں بھی انسان تھی آخر کو ثانیہ کی

بے لوث خدمت پیار اور صبر کے آگے ہار گئی زبان سے اب بھی ثانیہ کو برا بھلا کہتی

رہتی تھی مگر اب پہلے کی طرح اس کے کردار کو نشانہ نہیں بناتی تھی

دانیال کا بھی اکثر اوقات فون آتا رہتا اماں کسی نہ کسی بہانے اسے ٹال لیتی تھی ان کا

خیال تھا وہ واپس آکر بدل جائے گا اس کیے انہوں نے دانیال کی باتوں کو زیادہ سیریس نہیں لیا تھا اس ہے آنکھ مچولی میں چار سال گزر گئے شاہ زر بھی چار سال دو ماہ کا ہو گیا تھا دادی کا رویہ اپنی ماں کے ساتھ دیکھتا جو ہمیشہ سے ہی ذلت آمیز ہوتا انہوں نے ہاتھ اٹھانا چھوڑ دیا یہ ہی بہت تھا اتنی خدمت گزار بہو کو اپنے ہاتھوں سے اس گھر سے نکال کر اپنے لیے مشکلات نہیں پیدا کرنا چاہتی تھی

انہیں دنوں دانیال کے واپس آنے کی بھی خبر ملی اماں تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی چار سال بعد وہ اپنے لال کو دیکھنے والی تھی انہوں نے اپنی بہن سے بھی کہہ دیا تھا کہ وہ تیاری شروع کرے کلثوم کو اب وہ اپنی بہو بنا کر لانے والی ہے

مگر کوئی نہیں جانتا تھا وقت ان کے ساتھ کیسا مزاق کرنے والا ہے

....

میں بہت خوش ہوں آپکو پتہ ہے آپ چار سال بعد پھر سے باپ بنے والے ہیں" ثانیہ نے خوشی سے یہ خبر کرام کو سنائی وہ سن کر بہت خوش ہوئے

"تم سچ کہہ رہی ہوں مجھے تو یقین نہیں آ رہا"

انہوں نے دور کھڑی ثانیہ کو پاس بولا کر پیار سے کہا ثانیہ شرماتے ہوئے ان کے پہلو میں آکر بیٹھ گئی

"ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں اللہ نے ھماری سن لی ہم پھر سے اولاً کی خوشی سے سہراب ہونے والے ہیں میں آپ کو بتا نہیں سکتی میں کتنی خوش ہوں آج "ثانیہ نے لاڈ سے ان کے قمیض کے بٹن کے ساتھ کھیلتے ہوئے کہا

"اللہ ہماری دونوں الادوں کو لمبی زندگی دے بہت ساری خوشیاں نصیب کرے"

"آمین"

ثانیہ نے دل سے آمین کہا

"میں تمہیں بتانا بھول گیا کہ پرسوں دانیال واپس آ رہا ہے مگر مجھے کام کے سلسلے میں دو ہفتے کے لئے دبئی جانا پڑ رہا ہے میں واپس آ کر ہی دانیال سے ملوں گا اماں نے دانیال کی شادی کا فیصلہ کر لیا ہے بس تم اپنا اور شاہ زر کا بہت خیال رکھنا اور ہمارے آنے والے بچے کا بھی "انہوں نے پیار سے اپنی محبوب بیوی کو دیکھا جو ہر قدم پر اس کے ساتھ ساتھ تھی

"نہیں اکرام مت جائیں مجھے اور شاہ کو آپ کے بغیر رہنے کی اب عادت نہیں رہی ہے "ثانیہ نے اداسی سے کہا

"میری جان میں ہر ماں کراچی تو کبھی دبئی جاتا رہتا ہوں آج پہلی بار تو نہیں جا رہا نا "اس نے پیار سے ثانیہ کو اپنے قریب کر کے کہا "ہاں مگر نا جانے کیوں میرا دل اس بار بہت

گھبرا رہا ہے"

"کچھ بھی نہیں ہوتا میں ہوں نہ تمہارے ساتھ بس دو ہفتے کی بات ہے اب اچھی بیوی کی طرح مسکرا کر دیکھاؤ" اس نے ثانیہ کو بچکارہ

ثانیہ دھیرے سے مسکرائی مگر اس کا دل اب بھی مطمئن نہیں تھا نا جانے کیا ہونے والا تھا اس کے ساتھ اس نے اکرام کے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں بند کر لی وہ ہر خوف ہر در کو خود سے آزاد کرنا چاہتی تھی اب کچھ برا نہیں ہو سکتا تھا اب اکرام اس کے سامنے تھا

وہ اکرام کی محبت میں بھول گئی کہ انسان انسانوں کے ساتھ ہو کر بھی برا وقت آنے پر آنکھیں پھیر لیتے ہیں........

....

"اماں میں نے کیا بکواس کی تھی یہاں سے جانے سے پہلے اور آپ نے کیا کیا کیوں ہے وہ یہاں..مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ میری بات کو آپ نے ہمیشہ سے اتنا ہلکا کیوں سمجھا ہے آپ کو لگا دانیال نے کر لی بکواس وہ لوٹ کر آئے گا تو سب بول بھال گیا ہو گا" وہ غصے میں اماں کے کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا اسے لگا تھا اماں نے ثانیہ کو اب

تک اس گھر سے چلتا کیا ہو گا مگر یہاں آ کر اسے اپنے سامنے دیکھ کر اس کا میٹر گھوم گیا
تھا وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی دانیال نے نفرت سے اسے دیکھا جب وہ اس
کے نصیب میں نہیں تھی تو اس کے ہی گھر میں اس کے بھائی کی بیوی بن کر کیوں آئی
تھی کیوں اس کو اذیت پہنچا رہی ہے۔یہی سوچ اسے پاگل کر رہی تھی

"بیٹا وہ اکرام کی بیوی ہے اس کے بچے کی ماں کوئی وجہ ہوتی تو نکلتی نہ اس کے ساتھ ہر
طرح کا برا رویہ رکھا میں نے تمہارے سامنے بھی اور تمہارے بعد بھی وہ ہمیشہ میرے
نفرت کا جواب پیار محبت سے دیتی آئی ہے کیا کرتی میں کیا کہ کر اسے نکال باہر کرتی"
اماں نے جھنجھلا کر کہا وہ تو سمجھی تھی دانیال کا وقتی غصہ ہے مگر وہ تو چار سال پہلے کی
بات بھولا ہی نہیں تھا

'ہاں میں تو بچہ ہو نا پہلے آپ نے ہی ان لوگوں سے نفرت کرنا سکھایا جب مجھے اس سے
نفرت ہو گئی تو آپ نے اسے میرے سر پر مسلط کر دیا.."وہ غرایا

"تمہارے سر پر مسلط نہیں کیا میں نے تمہاری شادی کروا رہی ہوں میں اس کے بعد
ثانیہ اور اکرام کو علیحدہ کر لوں گی تم میں اور کلثوم ساتھ رہے گے بس اب سب باتیں
بھول جاؤ سمجھے"اماں اپنے سابقہ موڈ میں واپس لوٹ آئی تھی

دانیال نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا پھر ایک خیال نے اسے خود ہی بولنے سے روک

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیا"اب جو کرنا ہے مجھے کرنا ہے اماں وہ میری نہیں ہو سکی میں اسے کسی اور کے ساتھ بھی اتنا خوش نہیں دیکھ سکتا اسے اب رونا ہو گا ساری زندگی اس گھر سے اسے ایسے رسوا کر کے نکالوں گا تمہیں ثانیہ بی بی کے پوری عمر پچھتاؤ گی"اس نے کمینگی سے سوچا

"آوے لڑکے باؤلے ہو گئے ہوں کیا ابھی اتنے غصّے میں تھے اب اچانک ایسا کیا ہوا ہے جو اسے اکیلے ہی اکیلے مسکرا رہے ہو"اماں نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا

"کچھ نہیں اماں آپ سچ کہ رہی ہے دفع کرے مجھے اس سے کیا سروکار میرے لیے آپ اور کلثوم ہی کافی ہو"

"یہ ہوئی نا بات میرے لال"اماں خوش ہو گئی وہ مفت کی نوکر سے ہاتھ نہیں دھونا چاہتی تھی

دانیال کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی......

....

رات کا درمیانی پہر تھا ہر طرف ہو کا عالم تھا دور کہی کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آ رہی تھی سب اپنے اپنے گھر میں بے فکری کی نیند سو رہے تھے تو کوئی جگا گھروں کی چوکیداری کر رہا تھا باہر کے آوارہ چوروں سے گھروں کو محفوظ رکھنے والے لیے مگران لوگوں پر کیسے پہرے بٹھائے جائیں جو گھر کے اندار رہ کر بھی اپنی عزتوں پر بری نظر

گھاڑے بیٹھے ہوئے ہوں

وہ بہت دھیرے سے اپنے کمرے سے باہر نکالا بالکونی میں ادھر ادھر دیکھا کوئی نہیں تھا

اس نے جیب سے اس کے کمرے کی چابی نکالی چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی

"تو آج تمہارا قصہ ختم میری جان اتنا عرصہ میں نے تمہیں اس گھر میں برداشت کیا

صرف اور صرف اپنے آپ کو اذیت دینے کے لیے جب تم میری نہیں کو سکی تو تم کسی

اور کی کیسے ہو گئی وہ بھی میرے ہی نظروں کے سامنے میرے ہی گھر میں نفرت ہے

مجھے تمہاری اس مسکراہٹ سے جو تمہارے چہرے پر میرے لیے نہیں کسی اور کے

لیے ہوتی ہے" وہ تلخی سے خود سے بولا اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس کے کمرے کے

باہر کھڑا ہو گیا چابی لاک میں لگائی وہ اس وقت سارے رشتے سارے لحاظ بھول بیٹھا تھا

یاد تھا تو وہ انتقام جو اسے یہ سب کرنے پر مجبور کر رہا تھا وہ اندار داخل ہوا اپنے پیچھے

دروازے کو آہستہ سے بند کیا ثانیہ پر اس کی نظر پڑی جو ساری دنیا سے بے چین آرام

سے سو رہی تھی شاید آج اسکی سکون کی آخری نیند تھی دانیال آرام سے اس کے پاس

جا کر اس کے سرہانے بیٹھ گیا اور ثانیہ کے بالوں میں ہاتھ آہستہ آہستہ چلانے لگا

"کو.....کون ہے" ثانیہ کچی نیند سے جاگی

"ششش چپ بلکل چپ" دانیال نے اپنا بھاری ہاتھ اس کے منہ پر رکھا

ثانیہ سمجھی شاید اکرام اسے اچانک آکر سرپرائز دے رہا ہے مگر آنکھیں پوری کھول کر غور سے دیکھا تو اس کی روح فنا ہو گئی اس نے جان لگا کر دانیال کا ہاتھ اپنے منہ سے ہٹایا

"دا.. دانیال بھا.. بھائی آپ"

"کہا نا چپ بلکل چپ کر جاؤ آج کی رات صرف تم میری ہوں آج تمہیں صرف میرے لیے میرے پاس ہونا ہے تمہیں پتا ہے کتنا پیار ہے مجھے تم سے مگر تم نے کبھی مجھے موقع نہیں دیا کہ میں اس بات کا اظہار کر سکھوں مگر نہیں میں آیا تھا تمہیں بتانے یاد ہے تم نے دروازا نہیں کھولا تھا کہا تھا نہ مت کر نا یہ شادی بہت پچھتاؤ گی.. پر نہیں تم نے میری بات کو مذاق سوجھا آج ہاں آج تمہیں میں بتاؤں گا تم نے جو کیا کتنا غلط کیا اپنے ساتھ میری ساتھ "وہ بے خودی میں بول رہا تھا اس نے آگے بھر کر ثانیہ کو کندھے سے پکڑ کر خود کے قریب کیا ثانیہ کرنٹ کھا کر اس سے پیچھے ہوئی دانیال نے اپنی گرفت اور مضبوط کی ثانیہ نے بہت مذمت کی مگر دانیال انسان سے شیطان بنا بیٹھا تھا اسے اچھے برے کی تمیز نہیں رہی تھی اس نے گرفت اور مضبوط کی

"دانیال بھائی کیا کر رہے یہ آپ کو خدا کا واسطہ ہے پیچھے ہٹے کیا ہو گیا ہے آپ کو ہوش میں تو ہے آپ بھابھی ہوں میں آپ کی خدا کا واسطہ ہے چھوڑ دے مجھے "اس نے زور لگا کر خود کو اس کی گرفت سے آزاد کیا اور بیڈ سے اٹھ کر باہر کی طرف بھاگنے کے لیے

آگے بڑھی دانیال نے لمحہ ضائع کیا بغیر اسے بالوں سے پکڑ سے کنچھا بال اس کے سونے کی وجہ سے ادھر ادھر کھولے ہوئے تھے وہ تکلیف سے چلا اٹھی

شاہ زراس کی چیغ سے جھاگ اٹھا تھا سامنے اپنی ماں کو روتے ہوئے دیکھ کر وہ اس کی طرف بڑھا

"مما مما" وہ ثانیہ کو پکارتا اس کی طرف بڑھا دانیال نے ایک ہاتھ سے اسے واپس بیڈ پر دھکیلا وہ بے سود سا پڑا رہ گیا اس کی رونے میں اور شدت آ گئی

"دانیال بھائی چھوڑے مجھے "ثانیہ نے خود کو چھوڑنے کی ناکام کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دانیال نے اسے بالوں سے کھینچ کر خود کے قریب کیا اور اس کے منہ پر ایک بار پھر سے اپنا ہاتھ رکھ دیا

"بس میری جان اور مزہمت مت کر ناشر افت سے میری بات مان لوں تمہاری اس خوبصورتی پر کچھ حق میرا بھی تو بنتا ہے تمہیں پتا ہے تم بہت خوبصورت ہوں بہت زیادہ اتنی کے میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا آج مجھے میری پیاس بجھانے سے کوئی نہیں روک سکتا آج کے بعد تم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گی تم نے میرے وجود کو نظر انداز کیا مجھے..." وہ آہستہ آواز میں غرایا

ثانیہ نے اس کے ہاتھ کر زور سے کاٹا دانیال اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا بلبلا کر اس کے بالوں کو چھوڑ کر پیچھے ہٹا

ثانیہ نے موقع کا فایدہ اٹھا کر پاس پڑا لیمپ اٹھایا دانیال پر سے اس کی طرف بڑا ثانیہ نے لیمپ اس کے سر پر دے مارا دانیال کے ماتھے سے خون بہنے لگا وہ لڑ کھڑا کر پیچھے گرا

ثانیہ نے آگے بھر کر شاہ زر کو اپنی باہوں میں اٹھایا شاہ زر ڈر اور خوف سے کانپ رہا تھا وہ بھاگ کر دوروازے کی طرف بھری دروازا اس کے کھولنے سے پہلے ہی کھولا جا چکا تھا سامنے اماں خیران پریشان کھڑی تھی

"اماں اماں مجھے بچا لے "ثانیہ نے آگے بڑھ کر اماں کا ہاتھ تھام کر روتے ہوئے کہا اماں نے اس کا ہاتھ جھٹک کر آگے بڑھ کر کمرے کی لائٹ ان کی سامنے دانیال کو زمین پر بیٹھا دیکھ کر ان کا دل ہول اٹھا وہ تیزی سے آگے بڑھی

"دانیال تم یہاں اس حالت میں کیا ہوا ہے کیا ہو رہا تھا یہاں "اماں پانی پینے اٹھی تھی آج کمرے میں ثانیہ پانی رکھنا بھول گئی تھی پیاس زیادہ لگی تو وہ پانی لینے کمرے سے نکل کر نیچے کچن میں جانے لگی کہ ثانیہ کے کمرے سے شور کی آواز سے وہ اس کے کمرے کی طرف آئی وہاں جو کچھ انہوں نے دیکھا ان کا سر چکرا گیا

"اماں اس نامرادنے سے پوچھیے کس سے مل رہی تھی رات کے اس پہر میں نے کل

بھی اس کے کمرے کے ٹیرس سے کسی کو جاتے دیکھا تھا جب تک میں وہاں گیا وہ وہاں سے جا چکا تھا.. آج میں نے اسے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا تھا اماں اس نے میرا یہ حال کر دیا اور اپنے اس کمینے یار کو بھاگا دیا" دانیال نے اماں کو دیکھ کر اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر تکلیف سے کہا

"اماں یہ جھوٹ بول رہے ہیں میں ایسی نہیں ہو یہ خود میرے کمرے میں غلط نیت سے آئے تھے یہ سب جھوٹ ہے اماں" ثانیہ نے شاہ زر کو ادھر ہی نیچے اتار آگے بڑھ کر اماں کو ہاتھ سے پکڑ کر اپنی بے گناہی کا یقین دلانا چاہا

"بس کر جاؤ بد کردار عورت میرے بیٹے پر الزام لگا رہی ہوں تم اپنے گناہ چھپانے کے لیے میرے معصوم بچے پر اتنا گھٹیا الزام کیسے لگا سکتی ہوں ارے بد کردار عورت میرے بیٹے کے جانے کے بعد یہ سب کرتی رہی ہوتی تم بتا کب سے چل رہا ہے تمہارا چکر" اماں نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر تھپڑ رسید کیا ثانیہ بے یقینی سے اماں کو دیکھنے لگی "اماں"

"نام مت لینا اپنی گندی زبان سے میرا" اماں نے آگے بڑھ کر خوب مارا" کس چیز کے کمی دی تمہیں میرے بیٹے نے بول کس چیز کی کمی دی جو تمہیں یہ سب کرنا پڑ گیا پتا نہیں کب سے مل رہی ہے تو اس سے بتا کون تھا وہ" اماں زبان کے ساتھ ساتھ ہاتھ

بھی مسلسل چلارہی تھی دور کھڑا شاہ زر ڈر سے کانپ رہا تھا اس کے رونے کی آواز اماں کی آواز کے سامنے ڈھب سی گئی تھی وہ مما مما پکڑتا رہ گیا

"اماں خدا کی قسم میں نہیں جانتی یہاں کوئی تھا ہی نہیں میں سچ کہہ رہی ہوں اماں" ثانیہ نے اماں کو ایک بار پھر یقین دلانا چاہا مگر امام نے اپنے کان بند کر لیے تھے جیسے مار مار کر جب تھک گئی تھی مگر پھر بھی ہاتھ مسلسل چل رہے تھے "یہ بچہ اسی یار کا ہے نہ تمہارے"

"اماں خدا کے لیے میرے بچے کو اتنی بڑی گالی مت دے یہاں کوئی نہیں آیا تھا آپ کا یہ بیٹا آیا تھا میری عزت کا جنازہ نکالنے" وہ درد سے چلا اٹھی اسے اتنا درد مار کھانے سے بھی نہیں ہو رہا تھا جتنا اماں کے الزامات اور اس پر لگائیں گئے تہمت سے اسے تکلیف ہو رہی تھی دانیال اٹھ کر اماں نے پاس آیا اس کا سر ابھی بھی چکرا رہا تھا

"اماں مجھے جمع میں لے جائے اس بدکردار عورت کا جو بھی کرن ہے صبح کرنا" اماں نے آگے بڑھ کر اسے تھاما اور کمرے سے لے کر چلی دروازہ زور سے بند کر کے باہر سے لاک کر لیا ثانیہ وہی کھڑی کھڑی گر گئی.......

....

"مما" شاہ زران لوگوں کے جانے کے بعد بھاگ کر ثانیہ کے قدموں سے لپٹ گیا

"جی مما کی جان دیکھوں کچھ بھی نہیں ہوا سب ٹھیک ہے بلکل ٹھیک میرا بچہ تم پریشان مت ہوں"

"مما دادی انکل گندے ہے"

"آپ رومت میری جان میں ابھی تمہارے بابا کو فون کرتی ہوں وہ اج ہی واپس آ جائے گے سب ٹھیک ہو جائے گا" اس نے شاہ زر کو بچکارہ

خود دروازے کی طرف بڑھ گئی مگر بے سود دروازا باہر سے لاک تھا ثانیہ نے بے بسی سے رونا شروع کر لیا پھر کچھ سوچ کر پین کاغذ لیا اور خط لکھنے لگی

"مما آپ کیا کر رہی ہے آپ کو بابا کو کال کرنی تھی نہ انہیں کہے وہ آ ئے یہاں سب گندے ہے آپ کو مارتے ہیں" شاہ زر اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا

"کچھ نہیں میری جان آپ کے بابا کو خط لکھ رہی ہوں نہیں کر سکتی دروازا لاکٹ ہے نا یہ میں لکھ کر صبح کسی طرح پوسٹ کروادوں گی یہ جیسے ہی تمہارے بابا کو ملے گا وہ بھاگے چلے آئے گے پھر ہم دونوں کو ساتھ لے کر جائے گے" انہوں نے نم آنکھوں سے اسے سمجھایا شاہ زر نے خیران نظروں سے مما کو دیکھا اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اب بھی رو رہا تھا ثانیہ نے جلدی جلدی خود پر بیتی ساری رواداد اس میں لکھا اور کاغذ لے کر الماری میں سنبھال کر رکھا اسے بے صبری سے صبح ہونے کا انتظار تھا وہ کسی

نہ کسی طرح یہ خط اکرام تک پہنچنا چاہتا تھی تاکہ اکرام آکر اسے اپنے ساتھ لے جائے مگر اب جو طوفان اس کی زندگی میں آنے والا تھا وہ اس کی زندگی کو بہا کر لے جانے والا تھا وہ رات اس پر بہت بھاری گزری تھی پوری رات وہ سجدے میں کھڑی اللہ سے دعا مانگتی رہی....

....

"کیا ہوا ہے اماں آپ نے مجھے میرے کمرے میں جانے سے کیوں منا کیا" وہ ابھی صبح صبح ہی لوٹ کر آیا تھا اس کا دل ہی نہیں لگ رہا تھا عجب سی الجھن ہو رہی تھی جیسے کچھ بہت غلط ہونے والا ہے اس کے ساتھ

"ہائے اکرام ہم لوٹ گئے برباد ہو گئے ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے ہیں "اماں دھائیاں دے دے کر رو رہی تھی

"اماں باتیں نا ہوا کیا ہے یہ دانیال کو چوٹ کیسے آئی ہے اور شاہ زر ثانیہ ٹھیک ہے نا" وہ بے صبری سے گویا ہوا

"اس بدکردار ہو کیا ہونا ہے اسنے تو ہمیں کسی کو منہ دیکھنے کے قابل نہیں چھوڑا جانتے ہوں کل رات تمہاری بیوی سے کوئی ملنے آیا تھا"

"بس اماں آگے کچھ مت کہیے گا میری ثانیہ ایسی نہیں ہے" وہ اماں کی بات کاٹ کر چلایا

"ہاں ہاں اب کہ دو میں اور تمہارا بھائی جھوٹ بول رہے ہے نہ جس نے اس بندے کو تمہارے کمرے سے بھاگتے ہوئے خود دیکھا ہے.." اماں نے جھوٹ بولنے کی انتہا کر لی اس وقت اگر وہ یہ سب نہ کہتی تو انہیں یقین تھا اکرام ان پر یقین کبھی نہیں کرتا دانیال نے دیکھا اماں نے دیکھا ایک ہی بات تھی یہ سوچ کر اماں کا دل مطمئن تھا

"تمہارے بھائی کی جو یہ حالت ہوئی ہے یہ تمہاری بیوی اور اس کے یار کی کرم نوازی ہے دانیال نے تو اسے پہلے بھی دیکھا تھا مگر وہ بھاگ گیا کل رات پکڑا گیا تو تمہاری بیوی نے دانیال کے سر پر لیمپ دے مارا اور اس اپنے یار کو بھاگا دیا" اماں نے رو رو کر ساری بات اکرام کو بتائی

"آ اماں آپ یہ سب کیا کہ رہی ہے پلیز کہ دے یہ سب مزاق تھا میری ثانیہ ایسی نہیں ہے" وہ ہارے جواری کی طرح اماں کے قدموں میں بیٹھ کر بولا

"میرے لال میرے بیٹے میں تمہاری ماں ہوں یہ تمہارا بھائی ہے ہم تم سے کیوں جھوٹ بولت گے وہ کم ذات پتا نہیں کب سے ہم سب کو دھکا دے رہی ہے نا جانے کب سے یہ چکر چل رہا ہے اور وہ آنے والا بچہ نا جانے کس کا ہے... میں نے خود دیکھا اس بندے کو ٹیرس سے نیچے کھودتے ہوئے" اماں نے روہنسی ہو کر کہا

پاس بیٹھا دانیال دل ہی دل میں اماں کی ایکٹنگ کو داد دے رہا تھا وہ تو اس سب معاملے سے بہت آسانی سے نکل گیا تھا

"بچاری ثانیہ "اسنے کمنگی سے سوچھا

"بس ابھی کے ابھی جا کر اسے ہاتھ سے پکڑ کر گھر سے باہر کروں میں اس کا غلیظ وجود اب اپنے گھر میں برداشت نہیں کر سکتی"

اکرام غصّے سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف گیا

....

کچھ عشق تھا کچھ مجبوری تھی سو میں نے جیون وار دیا

میں کیسا زندہ آدمی تھا اک شخص نے مجھ کو مار دیا

.

ایک سبز شاخ گلاب کی تھی اک دنیا اپنے خواب کی تھی

وہ ایک بہار جو آئی نہیں اس کے لئے سب کچھ ہار دیا

.

یہ سجا سجایا گھر سا تھی مری ذات نہیں مرا حال نہیں

اے کاش کبھی تم جان سکو اس سکھ نے جو آزار دیا

.

میں کھلی ہوئی اک سچائی مجھے جاننے والے جانتے ہیں

میں نے کن لوگوں سے نفرت کی اور کن لوگوں کو پیار دیا

.

وہ عشق بہت مشکل تھا مگر آسان نہ تھا یوں جینا بھی

اس عشق نے زندہ رہنے کا مجھے ظرف دیا پندار دیا

"کون تھا وہ جواب دوں مجھے" اکرام غصّے سے ڈھارا ثانیہ کو بالوں سے پکڑ کر اماں اور دانیال کے سامنے لایا

"م مجھے ن نہ نہیں ہے پتا وہاں کو.. کوئی نہیں تھا اکرام.. میں سچ کہہ.. رہی ہوں وہاں صرف اور صرف.. دانیال بھائی تھے میں نے خود کو بچانے کے لیے ان کے سر پر لیمپ مارا تھا" اس نے مشکل سے اپنی بات مکمل کی آج اس کا مان یقین سب ٹوٹ کر بکھر گیا تھا جس شخص کو اس نے ٹوٹ کر چاہا تھا جیسے پانچ سال اپنے ہونے کا یقین دلایا تھا جس کے قدم کے ساتھ قدم ملا کر اس نے ساری دنیا کا مقابلہ کیا تھا آج اسی شخص نے بھری محفل میں رسوا کر دیا تھا محبت اتنی بے اعتبار ہوتی ہے کیا جو ایسے ہی کیسی کی باتوں میں آ

کر مشکوک ہو جاتی ہے ان چھ سالوں میں کہاا کرام کو لگا کہ اس کی بیوی نے بے وفا کی ہے بس ایک لمحہ لگا اسے اس کے کردار کو نشانہ بنانے میں آج ثانیہ کو احساس ہوا جسے اس نے دنیا میں سب سے بھر کر چاہا تھا وہ اس کا تھا ہی نہیں جس کی محبت میں اس نے اماں کی مار کھائی آج وہ ہی اس سے اس کے کردار کی گواہی مانگنے کھڑا تھا

"بکواس کرتی ہوں میرے سامنے میرے بھائی پر الزام لگا رہی ہوں اپنے کرتوت چھپانے کے لیے میرے بھائی کو بیچ میں لا رہی ہوں...بتاؤ کون تھا وہ جس کی خاطر تم نے میری محبت کو دھوکا دیا بولو" اکرام نے زور سے چلا کر پوچھا

اماں اور دانیال خاموش تماشائی بنے کھڑے تھے انہوں نے اپنا کام کر دیا تھا جو آگ دانیال نے لگائی تھی لگا چکا تھا اب تو بس انجام دیکھنے کا منتظر تھا

"میں جھوٹ نہیں بول رہی سچ ہے یہ سب جس دن سے میری شادی ہوئی ہے اماں نے اور اس آپ کے بد کردار بھائی نے مجھے مارا پیٹا میں چپ رہی.. میں چپ نہ رہتی چھ سال خود پر ظلم برداشت نہ کرتی تو آج یہ دن نہیں دیکھنا پڑتا جھوٹی آپ کی ماں آپ کا بھائی...." آج ثانیہ نے سچ بولنے کی ہمت کر ہی لی تھی مگر شاید بہت دیر ہو گئی تھی اب ایسا کچھ بھی نہیں بچا تھا اس کے قسمت اس سے روٹھ گئی تھی ثانیہ کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی اکرام کا ہاتھ اٹھا تھا اس نے زور سے ثانیہ کے منہ پر تھپڑ مارا ثانیہ نے بے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یقینی سے اکرام کو دیکھا پھر اپنے چہرے پر ہاتھ رکھا اس کے ہونٹ کے سائیڈ سے خون نکل رہا تھا

"بد کردار آوارہ عورت یہ ہی سب رہ گیا تھا تم اس حد تک گر جاؤ گی مجھے یقین نہیں آرہا اپنے آپ کو بچانے کے لیے تم میری ماں اور میرے معصوم بھائی پر الزام لگا رہی ہوں "

وہ غصّے سے بے قابو ہو رہا تھا

"مما.... بابا بھی گندے ہے" شاہ زر جو کب سے ماں اور باپ کو غصے میں دیکھ رہا تھا چلا کر بولا

"بہت خوب میری ہی اولاد کو مجھ سے بد ظن کر دیا تھا اور یہ جو دوسری تمہاری اولاد اس دنیا میں آرہی ہیں وہ بھی نا جانے کس کا گناہ ہے جو مجھ پر مسلط کر رہی ہوں"

"بس اکرام بس خبردار میری اولاد کو کوئی گالی دی تو بہت سن چکے آپ سب کی اب اور نہیں بہت برداشت کر لیا میں نے مگر اب میری اولاد کو گناہ کہا تو جان لے لوں گی میں سب کی سمجھے آپ سب "اس نے بے خوف ہو کر اکرام کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا

ہاں اولاد کے لیے بزدل سے بزدل ماں بھی بہادر بن جاتی ہے ثانیہ نے ساری زندگی

ظلم اکرام کی محبت میں برداشت کیے تھے مگر اب وہ ہی اپنا نہ رہا تو کیوں کرتی وہ اور برداشت

"جا رہی ہوں میں یہاں سے نہیں ہے میرا کسی سے بھی کوئی تعلق" وہ رخ موڑ کر اماں کے سامنے کھڑی ہوئی

"اور آپ اماں آپ کو تو میں نے ماں سے بھر کر عزت دی خیال رکھا آپ اس قابل ہی نہیں تھی سانپ کی فطرت ہمیشہ سے دھسنا ہی ہوتا ہے چاہے اسے کتنا ہی دودھ پلا دیا جائے موقع ملنے پر وہ کاٹ ہی دیتا ہے آپ کو میرا وجود اس گھر میں برداشت نہیں تھا نہ تو جا رہی ہوں میں اللہ کی عدالت بہت انصاف والی ہے آپ اور آپ کی یہ دونوں اولاد ضرور اللہ کے سامنے پیش ہو گے تب میں اپنے پر ہوئے ہر ظلم کا حساب لوں گی وہ بھی سود سمیت" وہ نفرت سے کہتی ہوئی مڑی شاہ زر کا ہاتھ تھاما

اماں کا دل ایک لمحے کے لیے کانپا ضرور تھا مگر اب وہ سچ بول کر اکرام کی نظروں میں گرنا نہیں چاہتی تھی ہاں انہوں نے کسی کو نہیں دیکھا تھا مگر دانیال دو سچ کہہ رہا تھا وہ بلا کیوں جھوٹ بولتا

"کہا جا رہی ہوں تم تمہیں لگتا ہے اتنی آسانی سے میں تمہیں تمہارے یار سے ملنے دے دوں گا نہیں ثانیہ بی بی نہیں میں تمہیں یہاں سے کہی جانے نہیں دوں گا اتنا بے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غیرت نہیں ہو میں "اکرام نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر گھسیٹا شاہ زر کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا

"چھوڑیں مجھے اکرام میں نے کوئی گناہ نہیں کیا خدا کا واسطہ ہے میرا یقین کرے" وہ گر گرائی روئی مگر اس کی ایک نہ سنی اکرام نے اسے خوب مارا اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ چکی تھی وہ چاہ کر بھی یقین نہیں کر سکتا تھا

....

"کس چیز کی کمی دی میں نے تمہیں ہاں بولو کیا نہیں تھا میرے پاس جو تم نے میرے ساتھ بے وفائی کی جواب دوں مجھے" اسنے کمرے میں لا کر دورازا لاکٹ کیا اسے زمین پر پھینکا اب اسے پاؤں سے بری طرح پیٹ رہا تھا ثانیہ کے جسم خون سے لت پت ہو گیا تھا

"میں اج تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا تم نے مجھے دوھکا دیا تمہیں میں اب کسی اور کا بھی نہیں ہونے دوں گا

وہ اسے پاؤں سے ٹھوکر مار کر الماری کی طرف بڑھا وہاں سے اپنا ریوالور نکالا

"نہیں اکرام نہیں خدا کا واسطہ ہے یہ ظلم مت کرے مجھ پر"

"مما مما اوپن دی دوڑ" شاہ زر کب سے درواز اپیٹ رہا تھا اماں اور دانیال باہر لاؤنج

میں بیٹھے تماشائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے

اکرام کی آنکھوں میں خون اترا تھا اسے کچھ بھی دیکھائی نہیں دے رہا تھا نہ کچھ سنائی دے رہا تھا اسے تو اپنے بیٹے کی روتی بلکتی فریاد بھی سنائی نہیں دے رہی تھی

اس نے گن ثانیہ پر فوکس کی ایک دو تین فائر کیے ثانیہ کی آنکھیں بند ہو گئی فائر کی آواز سے اماں کو ہوش آیا

"اکرام اکرام دروازا کھولوں خدا کا واسطہ ہے دروازہ کھولوں ثانیہ بے قصور ہیں میں نے جھوٹ بولا تھا کوئی نہیں تھا وہاں مجھے معلوم تھا وہاں دانیال ہی تھا میں دانیال کی محبت میں آندھی ہو گئی تھی خدا کا واسطہ ہے دروازہ کھولوں" اماں رو رو کر فریاد کر رہی تھی سچ بول رہی تھی دروازا پیٹ رہی تھی شاہ زر ڈر کر پیچھے ہوا

اکرام نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ریوالور کو دیکھا پھر سامنے خون میں لت پت مردا وجود کو

"نہیں نہیں یہ کیا کر دیا میں نے نہیں اماں مار ڈالا آج آپ نے مجھے" اس نے گن نیچے پھینکی اور بھاگ کر ثانیہ کے سامنے بیٹھا اسکے نبضِ چیک کیا جو نا جانے کس وقت چلنا بند ہو گئی تھی

"ثانیہ اٹھو دیکھوں مجھے میری ثانی.... نہیں..." وہ چلایا واپس اٹھ کر ریوالور اٹھائی اپنے ماتھے پر رکھی داض.....

"اکرام ثانیہ اماں وہی نیچے گر گئ

دانیال نے بھاگ کر دروازے پر لات ماری اماں کی نظر اندار کے منظر پر پڑی تو ان کی آنکھیں بند ہونے لگی

"آک...اکرام"

دانیال نے پھٹی نظروں سے سامنے خون میں لت پت پڑی ثانیہ کو دیکھا تھوڑے فاصلے پر اکرام کا مردا وجود پڑا تھا شاہ زر چلایا

سب ختم ہو چکا تھا ہستا بستا گھر بکھر کر برباد ہو گیا تھا اماں نے بھی پھر دوبارہ آنکھیں نہیں کھولیں تھی وہ احساس ندامت میں اپنی جان دے بیٹھی تھی اس دن اس گھر سے تین تین جنازے اٹھے تھے

بلکہ تین بھی نہیں چار ایک وجود تو اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی اللہ کو پیارا ہو گیا تھا

....

پری زمین پر بیٹھی ہوئی تھی شاہ زر اس کے سامنے ہی زمین پر بیٹھا تھا ٹیرس کے دروازے کے پاس دونوں ہی بے آواز رو رہے تھے پری کی رونے میں اب شدت آ گئی تھی وہ ہچکیاں کے ساتھ رو رہی تھی

"جانتی ہوں پری جب میں آگے بڑھا میں بھاگ کر مما کے گلے لگنا چاہتا تھا مگر مما تو زمین پر لیٹی ہوئی تھی نا... میں نے ان کو ہلایا بہت ہلایا وہ نہیں اٹھی... پری میری مما نہیں اٹھی تھی میرے ہاتھوں پر خون لگ گیا تھا۔ان ہاتھوں پر پری"

شاہ زر نے اپنے دونوں ہاتھ پری کے سامنے کئے وہ اس وقت وہی پانچ سال کا بچہ بنا ہوا تھا وہ اس وقت اپنے ماضی میں کھویا ہوا تھا اپنے ارد گرد سے بے خبر اس کا دل رو رہا تھا وہ لمحہ اسے جینے نہیں دیتا تھا اسے آج بھی اپنے ہاتھوں پر اپنی ماں کے وہ خون کے نشان نظر آتے تھے وہ اس تلخ حقیقت سے نکلنا چاہتا تھا پر مما کی اس آخری رات کی سسکیاں اسے جینے نہیں دیتی تھی

"میں کیوں نہیں مارا اپنی مما کے ساتھ بتاؤ نا پری میں کیوں زندہ رہا مما مجھے اپنے ساتھ کیوں نہیں لے کر گئی"

پری کے دل کو کچھ ہوا کیا تھا وہ شخص کتنا درد کتنا اذیت میں تھا وہ اتنے سالوں سے اتنا بڑا غم اسے جینے نہیں دیتا تھا اس کی ماں کو اس کے سامنے لوگ بد کردار ہونے کی گالی دیتے تھے وہ بے گناہ ہو کر بھی گناہگار تھی

"تمہیں پتا ہے پری میری مما کے جنازے میں سب نے مجھے کہا میں ایک بد کردار ماں کا بیٹا ہو جس نے مجھ سے میرا باپ میری دادی بھی چین کی میرا باپ بہت غیرت مند تھا

اس نے غیرت کے نام پر قتل کیا وہ بے غیرت نہیں تھا اس لیے اس نے خود کو بھی مار ڈالا..... وہ مار گیا اچھا ہوا اس نے خود کو مار ڈالا تھا پری نہیں تو آج وہ میرے ہاتھوں مار چکا ہوتا پری قاتل تھا وہ میری ماں کا... قاتل تو ابھی بھی زندہ ہے وہ تو اب جی رہا ہے نا پری تم جانتی ہو میں نے اس قاتل کو دنیا والوں کے سامنے رسوا کر دیا اسے بزنس میں ہرا دیا وہ کنگال ہو گیا میں نے سب چین لیا اس سے ساری دنیا والوں سے منہ چھپا کر گھومتا ہے... مجھے پھر بھی سکون نہیں ملتا پری وہ زندگی کیوں ہے کیوں ہے وہ زندہ"

وہ آخر میں خود کلامی میں بولا اس کی ہمت ختم ہو گئی تھی وہ اب اور نہیں بول سکتا تھا

اسے وہ پل یاد آ رہے تھے شاہ زر کا دل پھٹ رہا تھا وہ وہی آنکھیں بند کیے بیٹھا رہا

"جانے کب ہوں گے کم اس دنیا کے غم

جینے والوں پے صدا بے جرم خطا

ہوتے آ رہے ہیں ستم

یہاں دار پے دم

جانے کب ہوں گے کم اس دنیا کے غم"

پری نے ایک نظر اس بے بس انسان کو دیکھا جس نے اتنے سال صرف غم دیکھے تھے کیسے جیا ہو گا وہ لمحے جب اسے اس کی ماں کے بد کردار ہونے کے طعنے ملتے ہو گے کتنا عظیم تھا یہ شخص جس نے اپنے ماں کا بدلہ لینے کا سوچا مگر اس پر عمل نہیں کر پایا وہ بہت مختلف تھا بہت خاص تھا

پری اٹھ کر جانے لگی اب اس کے پاس کوئی لفظ باقی نہیں رہا تھا نہ کوئی تسلی نہ کوئی دلاسہ وہ تو ایک قاتل کی بیٹی تھی اس انسان کی اولاد جس نے ایک ہستا بستا گھر اپنے نفرت کے انتقام میں اجھاڑ دیا تھا

"پریشے"

"ہہم"

"مجھے معاف کر دینا میں نے تمہارے باپ کے کئے کی سزا تمہیں دینے کی کوشش کی میں بے غیرت مرد نہیں ہوں پر تمہارے ساتھ میں نے جو کچھ کیا وہ کوئی غیرت مند مرد کبھی نہ کرتا بزدل نکلا میں بھی" اس کی آنکھیں بند تھی پھر بھی پری اس کے آنکھوں کے پیچھے قرب کو دیکھ سکتی تھی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں نے اپنی ماں کا بدلہ اللہ کی عدالت میں چھوڑ دیا ہے میرے پاس اتنی طاقت ضرور ہے کہ میں اپنا بدلہ لے سکوں مگر میں لوں گا نہیں اللہ اپنے بندوں پر ہوئے ظلم کا حساب بہت اچھے سے لے گا مجھے اب اس دن کا انتظار ہے جب وہ شخص بھی رسوا ہو کر اس دنیا سے جائے گا...اور ہاں تمہارے باپ کا سارا کاروبار میں نے تباہی کر دیا ہے جانتی ہوں کیوں؟"شاہ زر آنکھیں کھول کر پری کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں بھی درد تھا مان ٹوٹ جانے کا غم تھا شاہ زر نے نظریں چرا لی اس نے دور آسمان میں کچھ تلاش کرنے کی ناکام کوشش کی

"پری اب بھی وہی کھڑی شاہ زر کے بولنے کا انتظار کر رہی تھی وہ اس وقت جس دکھ اور تکلیف سے گزر رہی تھی اس کے درد سے اس کا خدا اور وہ ہی واقف تھے

"کیونکہ اس کاروبار کے چکر میں میرے باپ نے اپنا آپ بلا دیا تھا اپنی بیوی اور اولاد کو کھو دیا تھا وہ اس سوسائٹی میں ایک مقام بنانے کے چکر میں سب کچھ برباد کر بیٹھے تھے جانتی ہوں مجھے اپنے باپ سے شدید نفرت ہے".

شاہ زر کچھ لمحوں کے لیے رو کا گہری سانس لے کر خود کو پر سکون کیا

"جانتی ہوں میں جو باہر سے سخت اور بد مزاج نظر آتا ہوں نا تم سب کو اگر تم میرے دل کے اندار جھانک کر دیکھ لوں نا تو تمہیں مجھ پر ترس آجائے گا ہمدردی کرنے لگوں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گی مجھ سے مگر شاہ زر کو ترس میں ملی توجہ اور پیار کبھی نہیں چاہیئے تھا اس لیے میں نے خود پر مغرور ہونے کا لیبل لگا دیا میں کسی کے سامنے ٹوٹ کر بکھرنا نہیں چاہتا تھا.. ہاں آخری بات جانے سے پہلے مجھے معاف کر کے جانا شاید نہیں یقیناً یہ تمہاری اور میری آخری ملاقات ہو گی میں اب کبھی بھی واپس اس ملک نہیں آنا چاہتا" اس نے کہ کر اپنی آنکھیں پھر سے بند کر دی

پری نے حسرت سے اس کے چہرے کو دیکھا وہ کچھ پل اسے ایسے ہی دیکھنا چاہتی تھی پھر ناجانے کب وہ اس چہرے کو دیکھ پائے گی آنسو اس کی آنکھوں سے اب بھی نکل رہے تھے ہر منظر دھندلا یا ہوا تھا وہ پھر بھی تک تکی باندھ کر اسے ہی دیکھ رہی تھی

"شاہ زر آج میں اندار سے ٹوٹ گئی ہوں مجھے لگا تھا میں آپ کو خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دوں گی مگر میری غلط فہمی تھی میں تو آپ کے قابل نہیں ہوں کاش یہ سب ایسے نا ہوتا پاپا کی غلطی کی سزا مجھے نہ ملتی مگر شاید اسے ہی مکافات عمل کہتے ہیں.." اس نے دل میں کہا شاہ زر سے کچھ بھی کہنے کی اس میں ہمت نہیں تھی پری نے اپنے آنسو صاف کیے پھر شاہ زر سے نظریں ہٹا کر باہر کی طرف بڑھ گئی اگر وہ کچھ لمحے اور رو کتی تو اپنے آپ پر کنٹرول نہیں رکھ پاتی اب وہ اس شخص کے لیے مزید آزمائش نہیں بنا چاہتی تھی

شاہ زر نے اس کے جانے کے بعد آنکھیں کھول دی اب وہاں کوئی نہیں تھا اس کے دل کی طرح وہ کمرہ بھی خالی تھا

"کاش پری میں تمہیں روک سکتا تو روک لیتا مگر یہ میرے بس میں نہیں ہے"

....

کبھی کبھی ایسا وقت بھی آتا ہے کہ ہم خود اپنے ہاتھوں سے اپنی خوشی قربان کر دیتے ہیں وہ بھی اس گناہ کی وجہ سے جو ہم سے سرزد ہی نہیں ہوئے ہوتے وہ گناہ ہم سے وابستہ کسی بہت اپنے کے ہوتے ہیں مگر اس کا حساب ہمیں اپنا سب کچھ گنوا کر دینا پڑتا ہے اپنی سب سے قیمتی چیز قربان کر دینی پڑتی ہے ہمارے پاس چاہ کر بھی کوئی اور راستہ نہیں بچتا اور آج پری کے پاس بھی کچھ نہیں بچا تھا وہ آج اس گھر سے خالی ہاتھ لوٹ رہی تھی اس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا سب کچھ وہ لوٹا کر جا رہی تھی نا جانے اب وہ کیسے رہ پاتی وہ بوا سے مل کر بہت روئی اتنا تو وہ اپنی رخصتی پر نہیں روئی تھی وہ تب بھی اتنا نہیں روئی تھی جب اس کی بارات نہیں آئی تھی تب بھی نہیں جب شاہ زر نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا تب بھی نہیں جب اس کے باپ نے اس سے ہر رشتہ توڑ دیا تھا آج اس کا دل رو رہا تھا اس کی روح تڑپ رہی تھی اس نے ایک آخری حسرت بھری نگاہ اس گھر پر ڈالی پھر گاڑی میں بیٹھ کر اس گھر سے دور بہت دور ہوتی چلی گئی شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لیے

....

وہ اس وقت اپنے گھر کے ہال میں کھڑی تھی اس کا دماغ جھوم رہا تھا اس نے اس وقت بلیک ٹراؤزر کے ساتھ ریڈ شاٹ شرٹ پہن رکھی تھی دوپٹا گلے میں ڈالا تھا بال چھوڑے سے نکل کر چہرے کا طواف کر رہے تھے مما کو اس کے آنے کی اطلاع مل گئی تھی وہ جلدی سے اس کے پاس آئی اسے دیکھ کر اس کے گلے لگ کر خوب روئی اپنی ممتا کی پیاس بجھانا چاہتی تھی پری نے کوئی گرم جوشی نہیں دیکھائی وہ خالی خالی نظروں سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی کلثوم بیگم نے اسے خود سے الگ کیا اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا

"پری میری جان میرے دل کے ٹکڑے تم آگئی مجھے یقین تھا تم آؤ گی بلا کوئی اولاد بھی اپنے ماں باپ سے ناراض ہو سکتی ہے کیا"""انہوں نے اس کے ماتھے پر پیار کیا ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنی پری کے آنے کی خوشی میں ساری دنیا کو اکھٹا کر لیتی ان سب کو بتاتی آؤ دیکھو میری بیٹی آگئی ہے اس نے ہمیں معاف کر دیا ہے

"آپ کے شوہر کہا ہے"پری نے سپاٹ لہجے میں پوچھا

مما نے حیرانی سے پری کو دیکھا جس کی آنکھوں میں دکھ تھا سب کچھ کھو دینے کا ملال تھا اس کی آنکھوں میں کوئی بھی خوشی کا جذبہ نہیں تھا مما کے ہاتھ خود بخود نیچے گر گئے اور

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بے اختیار ایک قدم پیچھے ہوئی کچھ تو تھا پری کے لہجے میں جس نے انہیں بے یقین کر دیا تھا

"پری تم ٹھیک تو ہو نا"

"مجھے کیا ہونا ہے زندہ ہوں آپ کے سامنے کھڑی ہوں" اس نے تلخ سی مسکراہٹ سے کہا

"مگر مجھے کیوں لگ رہا ہے تم ٹھیک نہیں ہوں"

"آپ کے اس سوال کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے میں نے کہ دیا زندہ ہوں آپ کے تسلی کے لیے اتنا کافی ہے"

"تم آرام کروں تھک گئی ہوں گی پھر تم اپنے پاپا سے مل لینا وہ تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہوں گے" انہوں نے اسے بچوں کی طرح بہلایا

"ہاں خوش تو وہ واقعی ہوں گے ایک بار پھر سے شاہ زر کو ٹوٹ کر دیکھنے کی حسرت جو پوری ہونے جا رہی ہے ان کی" اسنے نخوست سے کہا

مما اس کے انداز سے پریشان ہو گئی تھی یہ وہ پری تو نہیں تھی جو ان دونوں پر جان نچھاور کرتی تھی یہ تو کوئی اور ہی تھی جس سے ان کا واسطہ زندگی میں پہلی بار پھر رہا تھا

"تمہارے پاپا اپنے کمرے میں بند ہے ان کے بزنس میں انہیں بہت نقصان ہوا ہے اور

یہ سب اس شاہ زر کی بدولت ہوا ہے نا جانے ہم سے کس بات کا بدلہ لے رہا ہے جیسی ماں ویسا بیٹا" مما نے نفرت سے کہا

"بس مما بس شاہ زر کے یا شاہ زر کی مما کے خلاف ایک لفظ بھی اور کہا تو میں بھول جاؤ گی میرے سامنے میری ماں کھڑی ہے جن کے پاؤں کے نیچے میری جنت ہے"

کلثوم بیگم نے خیرانی سے پری کے تیور دیکھے

"آپ کو خوف نہیں آتا ڈر کیوں نہیں لگتا ایک بے گناہ پر تہمت لگاتے ہوئے آپ کے دل کیوں نہیں کانپتے کیوں بھول جاتے ہیں آپ سب کے وہ اوپر بیٹھا ہے سب جہانوں کا بادشاہ جو سب دیکھ رہا ہے کیوں کسی پر بھی بنا دیکھے بنا ثبوت کے کسی کی بھی باتوں میں آ کر الزام لگا لیتے ہیں.. آپ نے دیکھا تھا شاہ زر کی مما کو کسی کے ساتھ آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کیا.." وہ تیز آواز میں چلائی

"نہیں نا آپ نے تو کیا دادی نے بھی نہیں دیکھا تھا پھر بھی اسے بد کردار کہہ دیا گیا اسے بدنام کر دیا..اج میں کہتی ہوں میرا باپ بد کردار ہے کرے گی آپ یقین" ..

"پریشے تم اپنی حد کراس کر رہی ہوں تم بھول گئی ہوں کہ تم شاہ زر کے لیے اپنے باپ کے لیے کیسے الفاظ استعمال کر رہی ہوں"

مما کا برداشت جواب دے گیا وہ پری کی بات کاٹ کر زور سے ڈھاری

"بس اتنا ہی تھا خود پر بات آئی تو مجھے خاموش کرنے لگ گئی واہ مما واہ"

اس نے تالی بجا کر انہیں داد دی

مما نے پری کو غصے سے دیکھا

"کیا ہوا برا لگا چچ چچ چ افسوس ہوا بہت نا" اسنے مزاق اڑایا

"پری" دانیال صاحب کی آواز پر دونوں نے مڑ کر دیکھا نا جانے کب سے دانیال

صاحب سیڑھیوں پر کھڑے ان کی گفتگو سن رہے رہے تھے غصّے سے ڈھارے

"بہت ہو گئی تمہاری بکواس یہ تربیت کی تھی ہم نے تمہاری کے ایک دن ایسے ہمارے

سامنے آکر کھڑی ہوں جاؤ اس دو ٹکے کے بندے کے لیے" وہ پاس آکر تلخی سے گویا

ہوئے

"تربیت تو آپ کی بھی دادی دادا نے ایسی نہیں کی ہوں گئی نا پھر آپ ایسے کیوں نکلے "

وہ بے خودی سے بولی

"پریشے "کلثوم بیگم کا ہاتھ اس کے چہرے پر اپنے نشان چھوڑ گیا

"بہت ہوں گئی تمہاری بکواس اب ایک اور لفظ بھی کہا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا"

"ہاہاہا آپ لوگوں سے برا تو کوئی ہوں بھی نہیں سکتا آپ کیا سمجھتی ہے آپ مجھے مارے

گئی تو میں خاموش ہو جاؤ گی نہیں مما میں آج خاموش نہیں رہوں گی" وہ ان کی

آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی ایک ہاتھ سے اپنے چہرے کو چھوا جہاں اس کی ماں نے اسے تھپڑ مارا تھا

"تو شاہ زر نے تمہیں ہمارے خلاف بھڑکایا ہے وہ یہ سب کر کے سمجھ رہا ہوں گا اس نے مجھے ہرا دیا ہے تو یہ اسکی بہت بری بھول ہے وہ بدکردار ماں کا بیٹا ایسی پیچ حرکتیں نہیں کرے گا تو اور کون کرے گا" دانیال صاحب نے نفرت سے کہا

"انف از انف پاپا بس کر جائے اور کتنا خود کو گرائے گے اور کتنا جھوٹ بولے گے بس کر جائے آپ کو خدا کا خوف کیوں نہیں آتا کیوں بھول گئے ہے اللہ کے عذاب کو.. کب تک ایک بے گناہ عورت پر تہمت پر تہمت لگاتے رہے گے" پری چلائی پاس پڑا گلدان اٹھا کر زمین پر دے مارا

مما نے پری کے پاگل پن کو غور سے دیکھا کچھ تا تھا جس نے پری کو یہ سب کرنے پر مجبور کر دیا تھا

"مجھے بتاؤ پری ایسی کیا بات ہے جو تمہیں پریشان کر رہی ہے" مما نے آگے بھر کر اسے ہاتھوں سے تھاما اب کی بار ان کا لہجہ نرم تھا وہ خود پریشان ہو رہی تھی پری کے رویہ پر

"مما میں کیا بتاؤں پوچھیے اپنے شوہر سے کیوں کیا انہوں نے وہ سب.. کیوں تباہ کی ثانیہ چاچی کی زندگی پوچھے ان سے اس رات یہ ان کے کمرے میں کیوں گئے تھے" وہ

روتے ہوئے بے بسی سے بولی

"کیونکہ اس کے کمرے میں کوئی تھا میں نے خود دیکھا تھا"

"جھوٹ بول رہے ہیں آپ وہاں کوئی نہیں تھا"

"تم اپنے باپ پر الزام لگا رہی ہوں اس بات کے لیے جس کے بارے میں تم جانتی تک نہیں ہو"

"یہ الزام ہے تو کیا یہ بھی جھوٹ ہے کہ آپ ثانیہ چاچی سے پیار کرتے تھے ان سے شادی کرنا چاہتے تھے" اس نے اپنے ہاتھ مما کے ہاتھوں سے کھینچ کر تیز آواز میں کہا

دانیال صاحب جہاں کھڑے تھے وہی کھڑے رہ گئے اتنی راز کی بات پری کو کیسے پتا چلی ان کی سوچ سے باہر تھی

"یہ کیا اول فول بولے جا رہی ہوں پری اپنے باپ سے ایسے کوئی بات کرتا ہے ہو کیا گیا ہے تمہیں" مما نے اسے ڈانٹا

"بتایئے نا پاپا کیا یہ سچ نہیں ہے"

پری نے مما کی بات کو نظر انداز کر کر دانیال صاحب سے پوچھا

انہوں نے پری کو سخت نظروں سے دیکھا

"بس پری بہت ہو گیا ڈرامہ اب اور بکواس سنے کا کوئی موڈ نہیں ہے میرا جاؤ تم بھی اپنے

کمرے میں" دانیال صاحب نے پری کی طرف دیکھ کر سخت لہجے میں کہااور خود بھی واپس مڑ گئے

"آپ کو خوف نہیں آتا پاپا؟ کب تک بھاگے گے اس سچ سے" وہ ان کے راستے میں آکر کھڑی ہوئی

"بکواس بند کرو اپنی تم کیا ثبوت ہے اس سب بکواس کی کیا ثابت کرنا چاہتی ہوں تم میں یعنی تمہارا باپ بد کردار ہے میں جھوٹا ہوں اور وہ عورت جس کو اس کے شوہر نے غیرت کے نام قاتل کیا وہ سچی ہے" وہ غصے سے چلائے وہ غصے سے لال پیلے ہو رہے تھے

"میں نے خود ثانیہ چاچی کے سارے خط پڑھے ہے اس میں ساری حقیقت تھی جس نے میری آنکھیں کھول دیں مجھے تو یقین نہیں آرہا میرا باپ جو میرا آئڈیل تھا وہ ایک جھوٹا انسان نکلا" وہ بے بسی سے بولی

"واہ واہ پری بہت خوب کوئی بھی تمہیں کچھ بھی بتائے یا دیکھا دے تم اس پر یقین کر لوں گی اتنا ہی یقین تھا مجھ پر بولو جواب دو اتنا بے اعتبار ہو گیا میں کوئی ٹھوس ثبوت ہے تو لاؤ بتاؤ مجھے" وہ برہم ہوئے

"میں ہوں وہ ثبوت"

www.neweramagazine.com

ان تینوں نے مڑ کر ہال کے دروازے میں کھڑے کریم بابا کو دیکھا

"ہاں میں ہوں اس وقت کا چشم گیر گواہ میں موجود تھا اس وقت" وہ اندار آکر دانیال صاحب کے سامنے کھڑے ہو کر بولے

"آپ کریم بابا آپ اگر آپ اس وقت وہاں موجود تھے تو کیوں نہیں بتایا سب کو" پری نے خیرانی سے پوچھا

"کیونکہ میں ڈر گیا تھا دانیال صاحب نے مجھے دھمکی دی تھی اگر میں نے منہ کھولا تو وہ مجھے اور میرے گھر والوں کو جان سے مار دے گے پھر میں تھا بھی گھر کا ملازم کون کرتا مجھ پر یقین "

"بکواس بند کرو کریم؛ تم دو ٹکے کے ملازم میرے خلاف گواہی دوں گے تم..." دانیال صاحب نے آگے بھر کر اسے گریباں سے پکڑ کر جھنجوڑا

"چھوڑے انہیں پاپا" پری نے آگے بڑھ کر کریم بابا کو دانیال کی قید سے آزاد کیا

کلثوم بیگم خاموش تماشائی بنی کھڑی تھی انہیں تو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی یہ سب ہوا کیا ہے اتنا بڑا دھوکا اتنا بڑا جھوٹ یہ سب کیا تھا وہ سمجھنے کی ناکام کوشش کی کر رہی تھی ان کا ذہن کام نہیں کر رہا تھا

"دور ہٹو مجھ سے آخر تم نے ثابت کر ہی دیا نا کہ پرائی اولاد پرائی ہی ہوتی ہے"

انہوں نے ایک ہاتھ سے پری کو پیچھے دھکیلا...پری دا قدم پیچھے لڑکاڑائی کلثوم بیگم نے جلدی سے آگے بھر کر اس گرنے سے بچایا

پری کی آنکھوں میں بے یقینی تھی وہ یک تک اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی.......

....

حال ماضی سے ہم بھگوتے ہیں

جو نہ اپنا تھا اس کو روتے ہیں

عاق کر کے جہاں کی سب خوشیاں

غم میں خود غم نئے پروتے ہیں

خواب ٹوٹے کی کرچیاں چنتے

عمر بھر جاگتے نہ سوتے ہیں

روندتے خود بہار آنگن کی

بیج کیوں خود خزاں کے بوتے ہیں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گم شدہ کی تلاش میں ناداں

ہم سفر کو بھی اپنے کھوتے ہیں

دوریاں بھی عذاب ہیں لیکن

کم کہاں قرب پر یہ ہوتے ہیں

حد ہے دیوانگی کی یہ ابرک

داغ کو داغ سے ہی دھوتے ہیں

"دانیال کیا ہو گیا ہے آپ کو وہ بچی ہے اول فول بول رہی ہے آپ کو کیا ہو گیا ہے کسی باتیں کر رہے ہیں" کلثوم بیگم نے التجا کی

"وہی بول رہا ہوں جو سچ ہے یہ کل کی اولاد اپنے باپ کے سامنے آ کر اس سے جواب مانگ رہی ہے میں نہیں جانتا تھا میں اپنے گھر میں ایک سانپ کی اولاد کو پال رہا ہوں جو بڑی ہو کر مجھے ہی ڈس لے گی" وہ تلخی سے گویا ہوئے

پری بے یقینی سے کبھی باپ اور کبھی ماں کو دیکھ رہی تھی

"بس کر جائے خدا کا واسطہ ہے بس کر جائے تم جاؤ پری بیٹا کمرے میں آرام کروں"

انہوں نے پری کو بچکارہ وہ اس وقت پری کو اس سارے منظر سے ہٹا دینا چاہتی تھی

"میں کون ہوں مما" پری نے سوالیہ نظروں سے ماں کو دیکھا

"تم میری بیٹی ہوں صرف میری" انہوں نے آگے بڑھ کر انہیں گلے لگانا چاہا پری

دو قدم پیچھے ہٹیں کلثوم بیگم وہی روک گئی

"یہ کیا بتائیں گی میں بتاتا ہوں تمہیں تم ہماری اولاد نہیں ہوں تم ایک گناہ ہو اور ایسا سچ

جیسے تمہاری ماں ساری دنیا سے چھپا کر رکھنا چاہتی تھی" دانیال اس وقت غم اور غصے

سے پاگل ہو رہے تھے ان کا زارا اتنے سالوں بعد ایسے سب کے سامنے کھل جائے گا ان

کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا وہ اس وقت سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھے تھے

"بس کرے دانیال کوئی گناہ نہیں ہے یہ میری بہن نے نکاح کیا تھا"

"ہاں وہ بھی چھپ کر اور نکاح کے دو ماہ بعد تمہاری بہن کو طلاق دے کر چلا گیا تھا وہ

شخص کیا بچا تھا تمہاری بہن کے پاس کون کرتا اس کا یقین اگر اس وقت میں نہیں ہاتھ

بڑھا کر تم سب کو سہارا نہ دیتا کون قبول کرتا اس کی اولاد کو" وہ چلائے اپنے غم میں وہ

اچھے برے کی تمیز بھول بیٹھے تھے

"تم اور تمہارے پورے خاندان پر احسان کیا ہے میں نے کیا تھی تم ایک بانجھ عورت

تمہاری بہن کی اولاد کو اپنی اولاد سمجھ کر پلا اور کیا صلہ ملا مجھے" وہ تلخی سے گویا ہوئے

"بس دانیال بس آپ جو اتنے سالوں سے مجھ پر احسان جتا رہے ہیں نہ یہ سب میں نے بہت برداشت کر لیا آپ کیا سمجھتے ہیں میں جانتی نہیں تھی کے میں نہیں بلکہ آپ کبھی باپ نہیں بن سکتے آپ نے وہ رپورٹ لا کر مجھے بتائی اور آپ کو لگا میں نے یقین کر لیا تھا میں ساری حقیقت جانتی تھی مگر خاموش رہی آپ کو لگا میں آپ کو چھوڑ کر نا چلی جاؤ اس لیے آپ نے جھوٹ بولا پھر آپ نے پری کو گود لیا میں نے بھی سب بولا کر آپ کا ساتھ دیا یہی ظاہر کیا کے آپ کا مجھ پر احسان ہی احساس ہے.. مگر اب اور نہیں آپ ایک جھوٹے انسان ہوں آپ نے تو اپنے بھائی کا گھر برباد کر دلا میں اتنے سال ایک جھوٹے قاتل انسان کے ساتھ رہی کاش یہ سب میں بہت پہلے جان سکتی" وہ نفرت سے گویا ہوئی

پری کے ارد گرد دھماکے ہو رہے تھے اتنے راز تھے اس کی زندگی میں وہ کسی اور کی اولاد تھی وہ مما پاپا کی اولاد نہیں تھی اس کے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا آوازیں آنا بند ہو گئی تھی اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا ساری آوازیں گھٹ مٹ ہو رہی تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ دھرام سے نیچے گری

کسی چیز کے گرنے کی آواز پر دونوں نے مڑ کر دیکھا پری زمین پر پڑی ہوئی تھیں

"پری میری جان آنکھیں کھولوں" کلثوم بیگم نے جلدی سے اس کا سر اپنی گود میں رکھا اور اس کے چہرے پر ہلکا ہلکا مرنے لگی وہ اپنی لڑائی میں پری کو فراموش کر بیٹھی تھی انہیں خیال ہی نہیں آیا اتنا بڑا سچ سن کر پری پر کیا گزری ہو گی

"کریم بابا گاڑی نکالے جلدی"

دانیال نے ایک نظر دونوں کو دیکھا پھر مڑ کر اپنے کمرے میں چلے گئے وہ اب اور کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتے تھے........

....

ہسپتال کے بینچ پر بیٹھے وہ پری کی زندگی کی دعا مانگ رہی تھی انہوں نے آج اپنا سب کچھ کھویا تھا اب اپنی بیٹی کو کھونا نہیں چاہتی تھی انہوں نے بہت بار شاہ زر کو کال ملائی مگر نمبر مسلسل بند جا رہا تھا

ای سی یو کا دروازا کھولا ڈاکٹر باہر نکل کر ان کی طرف آیا کلثوم بیگم نے جلدی سے اٹھ کر باقی کا فاصلہ طے کیا

"میری بیٹی کسی ہے اب ڈاکٹر صاحب" انہوں نے بے قراری سے پوچھا رونے کی وجہ سے ان کی آواز بھاری ہو رہی تھی

"ابھی کچھ کہہ نہیں سکتے شدید ٹینس کی وجہ سے ان کے دماغ پر اسر ہوا ہے دعا کرے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آگلے چوبیس گھنٹے میں انہیں ہوش آجائے نہیں تو کومے میں جانے کے چانسس ہے"

ڈاکٹر نے انہیں صورتحال سے آگاہ کیا

"پلیز ڈاکٹر میری بیٹی کو بچالے" انہوں نے بے بسی سے کہا

"ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کررہے ہیں آگے اللہ مالک آپ دعا کرے دوا سے

زیادہ انہیں اس وقت دعا کی ضرورت ہے" وہ کہہ کر چلے گئے

وہ وہی بیٹھی خدا سے پری کی زندگی کی دعا مانگ رہی تھی ان کے موبائل پر مسلسل فون

آرہا تھا نمبر گھر کا تھا انہوں نے بے زاری سے ریسیو کیا

"بیگم صاحبہ میں پروین بات کررہی ہوں"

دوسری طرف ملازمہ تھی

"ہاں بولو کیا بات ہے پروین"

"بیگم صاحبہ وہ..وہ جی" ملازمہ کہنے سے گھبرا رہی تھی

"وہ کیا پروین کھول کر بولوں میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تمہاری باتیں سنو"

انہوں نے ڈانٹ کر کہا

"وہ جی بیگم صاحبہ میں نہ جی صاحب کے کمرے میں گئی تھی جی وہ جی... صاحب نے

خود کو نہ جی مار دیا ہے اپنے ہاتھ کا نبضِ کاٹ دیا ہے جی"

کلثوم بیگم کے ہاتھ سے موبائل ڈھیلا ہوا

"یہ کیا بکواس کر رہی ہوں" وہ برہم ہوئی وہ اس وقت اور کوئی بھی بری خبر سننے کی پوزیشن میں نہیں تھی

"اللہ پاک کی قسم جی میں سچ کہہ رہی ہوں صاحب اس دنیا میں نہیں رہے"

کلثوم بیگم نے موبائل کانپتے ہاتھوں سے گود میں رکھا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی یہ سب ان کی زندگی میں کیا ہو رہا تھا آج کے دن ان کے شوہر نے خود کو ختم کر دیا تھا بیٹی زندگی اور موت کی لڑائی لڑ رہی تھی اندار

انہوں نے دونوں ہاتھوں میں سر گرا دیا کریم بابا بھاگ کر ان کے پاس آئے انہیں بھی ابھی پروین نے فون کر کے بتایا تھا

"سب ختم ہو گیا بابا سب کچھ" وہ روتے ہوئے بولی

وہ ابھی ابھی دبئی پہنچا تھا اس کا دل بہت بے چین تھا ایر پوٹ سے ہوٹل تک کا سفر اس پر بہت باری گزرا تھا ابھی بھی وہ فائف سٹار ہوٹل کے کمرے میں بیٹھا خیالوں میں گم تھا پری جب سے گئی تھی اسے بے نام سی بے چینی تھی اس کا دل کسی کام میں نہیں لگ رہا تھا شام کو اسے بزنس میٹنگ میں جانا تھا اس لیے اس نے سوچا کچھ ٹائم ریسٹ کر لے

اتنے دو دن سے اس کی نیند سکون چین اب کہی گم ہو گیا تھا سکون سے تو پہلے بھی نہیں رہا تھا مگر پریشے کے جانے کے بعد اس کی زندگی کی آخری امید بھی ختم ہو گئی تھی

"کیا میری زندگی میں ہی یہی سب ہونا لکھا تھا بچپن سے خو میرے دل کے قریب رہی وہ میری زندگی نہیں بن سکی کیسے بنا سکتا تھا تمہیں میں اپنی زندگی تم میرے سامنے ہوتی تو میرے دکھ تازہ ہو جاتے تمہاری شکل میں مجھے تمہارے باپ کے کیے ظلم یاد آ جاتے "اس نے دل میں پری کو یاد کیا پھر اٹھ کر بیڈ پر آیا کچھ ٹائم کے لیے اس نے سونا چاہا اور اس میں کامیاب بھی ہو گیا

وہ گہری نیند میں تھا

"بچاؤ مجھے بچاؤ شاہ زر آ کر دیکھو یہاں میرا کوئی نہیں ہے میں بلکل اکیلی ہو گی ہوں" وہ کہی دور پہاڑوں میں راستہ بھول گئی تھی اور مدد کے لیے شاہ زر کو پکار رہی تھی مگر شاہ زر چاہ کر بھی وہ فاصلہ طے نہیں کر پا رہا تھا "پریشے"

شاہ زر گہری نیند سے جگا اس کا پورا وجود پسینے سے تر تھا اس نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا کچھ وقت لگا اسے یقین کرنے میں کہ وہ خواب تھا اس نے اٹھ کر سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھایا اور ایک ہی گھونٹ میں پی گیا بے چینی تھی کے بڑھتی جا رہی تھی اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے اس نے سر اپنے ہاتھوں میں گرا دیا اور

گہری گہری سانسیں لینے لگا

"پلیز اللہ جی میری پری کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا

اس کا فون بجا فون کی آواز سے اسکا دل زور سے دھڑکا

"ہیلو" اس نے کانپتے ہاتھوں سے فون اٹھایا اسے خود سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اس کا دل اتنا گھبرا کیوں رہا تھا

"اسلام علیکم سر میں اسد بات کر رہا ہوں" فون پر اس کا مینجر تھا اس نے سکون کی سانس لی

"" ہاں بولو اسد "

"سر آپ کے گھر سے دو بری خبریں ہے" شاہ زر کو کچھ انہونی کا احساس ہوا

"سر آپ کے چاچو نے خودکشی کر لی ہے اور پریشے میڈم ہاسپٹل میں ایڈمنٹ ہے ڈاکٹر کا کہا ہے کت انہیں چوبیس گھنٹے میں ہوش نہ آیا تو وہ کوما میں چلی جائے گی.. مجھے یہ سب آپ کی چاچا کے گھر سے کسی کریم بابا نے فون کر کے بتایا ہے آپ کی چاچی کی طبعیت بہت خراب ہے انہیں اپنا ہوش نہیں ہے آپ واپس آجائیں سر یہاں آپ کی بہت ضرورت ہے" اسنے آخر میں مخلصانہ مشورہ دیا

"نہیں میری پری کو کچھ نہیں ہوں سکتا اسے کچھ نہیں ہو سکتا اسد تم جاؤ ان کے پاس

میں آ رہا میرا اٹیکٹ ابھی ایسی وقت کرواں""" ٹھیک ہے سر میں پتا کرتا ہوں"

اس نے فون بند کر کے سائیڈ پر رکھا

"تو میرا دل یوں ہی نہیں گھبرا رہا تھا تم مصیبت میں تھی پری میں اتنا ظالم کیوں ہو جاتا ہوں تمہارے معاملے میں میں کیوں بھول گیا تم اتنا بڑا سچ کیسے برداشت کر سکتی ہوں تم تو بہت معصوم ہو پری میں تمہیں کچھ ہونے نہیں دوں گا کچھ بھی نہیں تم میری سانسوں میں بستی ہوں ہاں میں آج اقرار کرتا ہوں تم ہو تو میں ہوں پری تمہارے بنا میں ادھورا ہوں بلکل ادھورا.......

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

....

رات کا سماں تھا ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا آسمان پر چاند پورے آب وتاب کے ساتھ روشن تھا چودویں کا چاند ہر طرف ہلکی ہلکی روشنی کئے ہوئے تھا وہ اسلام آباد ایئر پورٹ سے سیدھا گھر روانہ ہوا اسے پہلے جا کر چاچی کو تسلی دینی تھی انہیں اس وقت کسی بہت اپنے کے سہارے کی ضرورت تھی اس نے سوچھا تھا وہ اب کی بار گیا تو کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا مگر قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا وہ ایک دن کی دوری بھی سہ نہیں پایا تھا گھر میں داخل ہوا تو گھر لوگوں سے بھرا پڑا ہوا تھا کوئی اداس تھا کوئی کسی سے کسی موضوع پر بات کر رہا تھا ایک طرف کلثوم بیگم خاموش بیٹھی نظر آئی اس پاس کے

لوگوں نے شاہ زر کو دیکھ کر سر گوشیاں شروع کی مگر اسے کسی کی پرواہ نہیں تھی وہ آگے بس آگے بڑھ رہا تھا کلثوم بیگم نے اسے دیکھ لیا وہ کسی ہاری ہوئی جواری کی طرح اٹھ کر اس کے پاس آئی اس کے سینے سے لگ کر چیخ چیخ کر روئی پورے دن کے روکے آنسو اب کسی اپنے کا سہارا ملتے ہی خود بخود آنکھوں سے نکلنے کو بے تاب ہوئے

"شاہ زر میری پری شے..."انہوں نے اٹک اٹک کر کہا شاہ زر ان کے سر پر اپنا ہاتھ پھیر رہا تھا انہیں تسلی دینے کی کوشش کر رہا تھا"کچھ نہیں ہو گا ہماری پری کو چاچی وہ بلکل ٹھیک ہو جائے گی میں آ گیا ہوں نا"اس نے خود کو مضبوط کرنا چاہا وہ اس وقت کمزور نہیں پڑھنا چاہتا تھا وہ مرد تھا وہ ایک مضبوط مرد تھا وہ ایسے سب کے سامنے اپنی بربادی پر آنسو نہیں بہانا چاہتا تھا اس نے دھیرے سے انہیں خود سے الگ کیا پھر ان کے آنسو اپنے ہاتھوں کی پوروں سے صاف کئے وہ اس وقت خود پر بہت ضبط کئے ہوئے تھا

"بیٹا مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے تم میرے ساتھ میرے کمرے میں چلو"انہوں نے بھی خود پر قابو پایا وہ اب اور دیر نہیں کرنا چاہتی تھی

شاہ زر نے اثبات میں سر ہلایا اور ان کے پیچھے چلنے لگا خاندان والوں نے ان دونوں کو عجیب نظروں سے دیکھا ابھی ابھی جنازہ ہوا تھا اس اچانک موت پر پہلے ہی سب لوگ حیران پریشان تھے کہ دانیال صاحب جن کا ایک نام تھا مقام تھا ایسا کیا ہوا جس کی وجہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے انہیں خود کشی کرنی پڑ گئی تھی

وہ کمرے میں آئے انہوں نے کمرے کا دروازا بند کیا اور اسے ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کو کہا وہ بھی پاس پڑی کرسی پر بیٹھ گیا وہ الجھن کا شکار ہوا آخر ایسی کیا بات ہے جو انہوں نے اسے کمرے میں بولایا تھا

"بیٹا میں جو تمہیں بتانے والی ہوں وہ آرام اور تحمل سے سنا پری میری اور دانیال کی بیٹی نہیں ہے مگر یہ بات خاندان کے کسی بھی بندے کو نہیں پتا دانیال کا راز جب کھول کر ہم سب کے سامنے آیا تو وہ اپنی ہار برداشت نہیں کر پائے انہوں نے پری کو ساری حقیقت بتا دی اس کی وجہ سے پری اس وقت زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی ہے" وہ کچھ لمحے خاموش ہوئی شاہ زر نے حیرت سے انہیں دیکھا اس کی آنکھوں میں کئی سوال تھے کلثوم بیگم نے اسے دیکھا

"وہ میری بہن کی بیٹی ہے مجھ سے بڑی تھی میری بہن تمہاری دادی نے کہا تھا وہ اسے اکرام بھائی کی دلہن بنائے گی مگر قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا پھر ان کی موت کے بعد میری شادی خاندان کے کچھ بزرگوں نے مل کر دانیال سے کروائی خدا گواہ ہے مجھے حقیقت نہیں معلوم تھی میں بے خبری میں ماری گئی میں نے ایک اچھی بیوی کی طرح ان کا ہر حکم مانا انہوں نے مجھے تم سے دور رہنے کو کہا میں دور ہو گئی مگر ان سے چھپ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کر میں تمہارے سارے کام کر جاتی تھی پھر تم بڑے ہوئے تو تم خود مجھ سے دور ہوتے چلے گئے شادی کے تین سال تک میری اولاد نہیں ہوئی ڈاکٹر کو دیکھا یا دانیال نے بتایا کہ میں ماں نہیں بن سکتی میں پڑی لکھی تھی وہ ساری ریپوٹ خود ڈاکٹر کو دیکھا آئی تو معلوم ہوا مسلہ مجھ میں نہیں دانیال میں ہے انہی دنوں میری بہن میرے گھر آئی اس نے کسی سے چپ کر نکاح کیا ہوا تھا اور نکاح کے دو ماہ بعد اس شخص نے اسے طلاق دے دی اب چونکہ وہ امید سے تھی اور بہت پریشان تھی دانیال نے ان کی پریشانی دور کرنے کے لیے کہ دیا وہ اس بچے کو اپنا نام دے گے تمہیں یاد ہو گا میں اور دانیال کچھ ماہ کے لیے انگلینڈ گئے تھے میری بہن بھی ہمارے ساتھ تھی پری کی پیدائش پر وہ اپنی زندگی کر بازی ہار بیٹھی تھی پری کو ہم نے اپنی اولاد سے بڑھ کر چاہا ہے شاہ زر میں نے اسے جنم نہیں دیا تو کیا ہوا اسے ماں کی طرح پالا ہے دانیال بھی اس سے اتنی ہی محبت کرتے تھے" انہوں نے اپنے آنسو صاف کیے اور اٹھ کر الماری کی طرف بڑھی شاہ زر ابھی تک شاک میں تھا جیسے کوئی خواب دیکھ رہا ہوں کلثوم بیگم اس کے پاس آئی ایک کاغذ اس کی طرف بڑھایا شاہ زر نے چونک کر انہیں دیکھا پھر وہ کاغذ تھام لیا انہوں نے اس کے کندھے پر تھپکی دی پھر بنا کچھ کہے وہاں سے چلی گئی شاہ زر نے اس کاغذ کو دیکھا پھر اسے کھولا

"میں دانیال اپنے پورے ہوش و حواس میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ ہاں میں قاتل ہوں میں نے کیا ہے قتل اپنے بھائی کی خوشیوں کا میں یہ اعتراف بھی کرتا ہوں کہ میں بھی کبھی چین سے نہیں جی پایا مجھ جیسے لوگوں کو سکون میسر ہو بھی نہیں سکتا میں پل پل اس عذاب میں رہا ہوں میں کبھی بھی وہ سب نہیں بھول سکا ہاں میں انتقام میں اندھا ہو گیا تھا میں آپنے ہی گھر کی عزت کو پامال کرنے پر تلا تھا میں نے سب برباد کر دیا میں اب اور نہیں جینا چاہتا جس بیٹی کو میں نے ٹوٹ کر چاہا تھا آج اس کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت برداشت نہیں کر پایا جس بیوی کو میں نے پوری عمر اپنے کیے پر پابند رکھا آج اس کی آنکھوں میں بے اعتباری تھی یقین ٹوٹ جانے کا دکھ میں کسی کا بھی سامنا کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا شاہ زر کو بچپن سے میں نے اب کی نظروں میں گرانے کی کوشش کی اج میں خود ہی اپنوں کی نظروں میں گر گیا

دانیال

شاہ زر نے سکون کی سانس لی آج اس کی ماں بے گناہ ثابت ہو گئی تھی آج اس کے دل سے بوجھ ہلکا ہو گیا تھا اس نے وہ کاغذ فولڈ کر کے اپنی جیب میں ڈالا اب اسے اپنی پری کے پاس جانا تھا اسے منانا تھا اسے بتانا تھا اس کا شاہ زر اسکے بنا ادھورا ہے بلکل ادھورا

......

....

وہ ہاسپٹل کے کوریڈور میں ادھر سے ادھر بے چینی نے ٹہل رہا تھا پری کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا ڈاکٹر سے اس کی بات ہوئی تھی مگر وہاں سے بھی کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا تھا وہ بہت پریشان تھا اس کی زندگی میں اتنے غم آئے تھے کہ وہ ڈھونڈ کر بھی ایسی کوئی خوشی کا موقع نہیں ڈھونڈ سکتا تھا جب وہ دل سے خوش اور مطمئن ہوا ہو ایک کے بعد ایک پریشانی اس کی زندگی کا حاصل وصول تھی

ڈاکٹر ابھی ابھی پری کا چیک اپ کر کے باہر آیا شاہ زر جلدی سے اس کے پاس گیا

"کیا میں پری سے ایک بار مل سکتا ہوں "اس نے بہت آس سے پوچھا

"ابھی تو وہ ہوش میں نہیں آئی آپ کا ملنا بے کار ہے شاہ زر

"پلیز مجھے بس ایک بار اس کے پاس جانے دے "اس نے التجا کی

ڈاکٹر نے کچھ سوچا پھر اسے جانے کی اجازت دی "مگر صرف پانچ منٹ اس سے زیادہ نہیں وہ ابھی ہوش و حواس سے بیگانہ ہے بہتر ہے اس کے ہوش میں آنے کے بعد ہی آپ ملے مگر آپ کی رہے ہے تو صرف پانچ منٹ "شاہ زر نے جلدی سے اس کا شکریہ ادا کیا اور کمرے میں گیا

اس کی نظر بیڈ پر پڑی جہاں پری کو آکسیجن لگا ہوا تھا اس کے بال کھولے ہوئے تھے چہرہ زردی مائل تھا وہ ایک دن میں ہی اس حد تک کمزور لگ رہی تھی دکھ بندے کو کیا سے کیا بنا دیتا ہے وہ دھیرے دھیرے چلتے ہوئے اس کے بیڈ کے سائیڈ پر آیا اس کے ماتھے پر اپنا ہاتھ رکھ کر اس کے ہونے کے احساس کو محسوس کیا وہ بے سود پڑی ہوئی تھی شاہ زر نے اس کے ماتھے پر آئے بال آرام سے پیچھے کئے اس کے چہرے کے ایک ایک نقس کو اپنےء آنکھوں میں قید کرنا چاہا

پر کرسی کھینچ کر پری کے سامنے بیٹھ گیا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما جو بلکل سرد تھا اس نے اس کے ہاتھ پر جھک کر بوسہ دیا

"پری میں بہت شرمندہ ہوں میرے ساتھ جو ہوا اس میں بلا تمہارا کیا قسور تھا تم تو بے خبری میں ماری گئی ہوں میں سمجھ سکتا ہوں تمہارا درد تمہاری تکلیف کو میں جانتا ہوں جب تمہیں حقیقت پتا چلی ہوں گئی تو تمہارے دل پر کیا گزری ہو گی تم کتنی تڑپی ہو گئی ..ہاں میں سمجھ سکتا ہوں شاک پر شاک ملنے کے بعد تم کتنی ٹوٹ گئی ہو میرا وعدہ ہے پری اب اور نہیں بس اب میں تمہاری زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں بکھیر دوں گا اتنی خوشیاں دوں گا کہ تم اپنے سارے غم بھول جاؤ گی وعدہ ہے تم سے پری تمہیں جینا ہے میرے لیے ہمارے لیے ہمارے آنے والے خوبصورت وقت کے لیے" اس کے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آنسو پری کے ہاتھ پر گر رہے تھے پری کے بے جان ہاتھ میں ہر کت ہوئی شاہ زر نے چونک کر اسے دیکھا اس کا ہاتھ تھوڑا تھوڑا ہل رہ تھا

"پری میری جان تم بلکل ٹھیک ہوں جاؤ گی مجھے یقین تھا" وہ خوشی سے چلایا اس نے بھاگ کر ڈاکٹر کو اطلاع دی ڈاکٹر اور نرس جلدی سے ائے شاہ زر کو اندار نے کی اجازت نہیں تھی وہ ہاسپٹل کے قریب واقع مسجد میں گیا جلدی سے وضو کر کے شکرانے کے نوافل ادا کئے آج اللہ نے اس کی سن لی تھی آج اللہ نے اسے پری واپس کر دی تھی خوشی کا احساس کیسا ہوتا ہے یہ شاہ زر نے اپنی زندگی میں پہلی بار جانا تھا اس کا انگ انگ اللہ کے حضور سجدہ شکر ادا کر رہا تھا آج محبت جیت گئ تھی آج شاہ زر کی محبت جیت گئ تھی.....اس نے مسجد سے نکل کر کلثوم بیگم کو سب سے پہلے فون کر کے آنے کو کہا پھر باہر نکالا وہاں کھڑے فقیر کو وائلیت میں موجود سارے پیسے پری کے صدقے کے طور پر دئ ابھی تو اس نے بہت کچھ دینا تھا یہ تو کچھ بھی نہیں تھا پری کی قیمت ان پیسوں سے بہت بڑھ کر تھی اس نے اس ایک دن میں جانا تھا پری اس کی زندگی میں کتنی ضروری ہے

0-------------------------

پری کو ہوش تو آ گیا تھا مگر ابھی بھی وہ دواؤں کے زیرِاثر سو رہی تھی مما اس کے پاس ہی تھی شاہ زر بھی وہی موجود تھا وہ اس وقت بہت رف حلیے میں تھا اس نے ہاف وائٹ شرٹ کے ساتھ بلک جینز پہنی ہوئی تھی شرٹ کی بازوں آج بھی اوپر کو فولڈ تھے بال ماتھے پر پڑے ہوئے تھے اب تو ڈیٹ رہنے والا بندہ آج اتنے رف خلیے میں تھا مگر اسے اس چیز کی کوئی ٹینس نہیں تھی اسے پروا تھی تو صرف پری کی جو ایک ہی دن میں مرجھا گئ تھی بند آنکھوں کے نیچے بھی ہلکے صاف دیکھائی دے رہے تھے شاید وہ بہت دنوں سے سکون سے سو نہیں پائی تھی۔" چاچی آپ سو جائے میں یہی پر ہوں آپ پریشان نہ ہو" شاہ زر نے کلثوم بیگم سے کہا وہ اس وقت بہت تھکی ہوئی تھی پورا دن اتنی ٹینشن میں گزرا تھا ابھی بھی شاہ زر نے زبردستی نیند کی ٹیبلیٹ دے کر انہیں پری کے پاس پڑے صوفے پر سونے کو کہا

خود کرسی کھینچ کر پری کے سامنے بیٹھ گیا رات کے کسی پہر پری کی آنکھ کھول گئ سر اب بھی باری تھا دواؤں کا اسر تھا اس نے تھوڑی سی آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا وہاں شاہ زر کو کرسی پر بیٹھا دیکھا جو سر ایک طرف رکھے سو رہا تھا پری کا خلق تک گڑوا ہو گیا" مما مما کہاں ہے آپ مما سے کہے یہ یہاں سے جائے مما" اس کے چلانے سے مما اور شاہ زر بڑبڑا کے اٹھے پری اپنے ہاتھ سے ڈیپ کو کھینچ کر ہٹا رہی تھی شاہ زر نے آگے بڑھ

کر اس کا ہاتھ تھاما

"پاگل مت بنو پری کیا کر رہی ہوں کیوں خود کو اذیت دے رہی ہوں"

"چھوڑوں میرا اہاتھ تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چونے کی بھی"پری نے بے رحمی سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کے گرفت سے آزاد کیا وہ اس وقت بلکل اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھی شاہ زر نے بے بسی سے اسے دیکھا

"جاؤ چلے جاؤ یہاں سے"وہ زور زور سے چلائی مما نے آگے بڑھ کر اسے سنبھالنا چاہا مگر وہ اپنے حواسوں میں ہوتی تو کچھ سمجھ سکتی اس نے مما کو پیچھے دھکیلا" چلے جاؤ سب چلے جاؤ یہاں سے مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے کوئی نہیں ہے میرا مت کروں مجھ پر مزید احسان جاؤ"وہ چلا رہی تھی شاہ زر نے آگے بڑھ کر اسے کندھے سے پکڑا اور جھنجھوڑا"ہوش میں آؤ پری کیا ہو گیا ہے تمہیں کیوں خود کو اذیت دے رہی ہوں تمہیں اذیت میں دیکھ کر مجھے اور مما کو بھی تکلیف ہو رہی ہے ہوش کروں خدا کا واسطہ ہے"شاہ زر نے سختی سے اس سے کہا پری نے اس کے ہاتھ جھٹک دیے اور نفرت سے منہ موڑ دیا

"مما اس شخص سے کہے یہ یہاں سے چلا جائے میں اس شخص کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی"وہ اب بھی اپنی بات پر قائم تھی مما نے بے بسی سے شاہ زر کو دیکھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اگر نہ جاؤ تو" شاہ زر کو بھی اب اس کی بے جا ضد پر غصہ آنے لگا

پری نے ارد گرد دیکھا سائیڈ ٹیبل پر فروٹ باسکٹ میں چاکو پڑا تھا اس نے لمحہ ضائع کیے بنا وہ اٹھا کر اپنے ہاتھ کی رگ پر رکھا

"تو یہ کہ مسٹر شاہ زر میں اپنی جان دے دوں گی" اس نے چبا کر کہا

"نہیں پری پلیز نہیں دیکھوں پری میں جا رہا ہوں یہاں سے اسے واپس رکھوں" شاہ زر نے افسوس سے اسے دیکھا وہ اس وقت پہلے والی پری بلکل نہیں لگ رہی تھی

"پری بیٹا پلیز اسے واپس رکھوں مجھ میں اور طاقت نہیں ہے کہ میں مزید کوئی غم برداشت کر سکوں جاؤ شاہ زر تم جاؤ یہاں سے" کلثوم بیگم نے آگے بڑھ کر چاقو اس کے ہاتھ سے لیا شاہ زر بنا کچھ کہے وہاں سے چلا گیا پری نے سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا مما نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا پری نے اب کی بار کوئی مزہمت نہیں کی ان کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی

"مما.. پاپا.. آپ j میں کون.. م" اس کے منہ سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ نکل رہے تھے

کلثوم بیگم نے دھیرے دھیرے اسے ساری حقیقت بتا دی

اس کے بعد پری کو ایسی چپ لگی کہ شاہ زر کے اور مما کے بار بار کہنے سے بھی وہ کچھ نا بولی بس خالی خالی نظروں سے دیواروں کو دیکھتی رہتی.......

....

آج پری کو ایڈمٹ ہوئے تیسرا دن تھا مما اس کا پہلے سے بڑھ کر خیال رکھ رہی تھی البتہ شاہ زر اس واقع کے بعد سے نہیں آیا تھا ابھی بھی مما نے اسے سوپ دیا پھر اسے آرام کرنے کا کہ کر کچھ ٹائم کے لیے گھر چلی آئی

پری نے آنکھیں مھندر کھی تھی دروازہ آہستہ سے کھولا اور شاہ زر اندر آیا پری کو ایک نظر دیکھا جو آج پہلے سے کچھ بہتر لگ رہی تھی ااسے آگے بڑھ کر پری کے ہاتھ کو چھوا پری کرنٹ کھا کر اٹھی

"یہ کیا بد تمیزی ہے مسٹر "اس نے غصے سے اپنے ہاتھ کھینچا اور گھور کر شاہ زر کو دیکھا شاہ زر بہت محبت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا اس نے گھبرا کر آنکھیں نیچے کی

"مائے ڈیئر وائف یہ بد تمیزی نہیں محبت ہے جو مجھے اپنی پیاری سی بیوی سے ہے "اس نے بہت لگاوٹ سے کہا

"مسٹر شاہ زر اسی بے ہودہ باتیں میرے سامنے کرنے کی ضرورت نہیں مجھے آپ کی ان فضول باتوں سے کوئی لینا دینا نہیں "وہ نخوست سے بولی

"تمہیں ضرورت ہو نہ ہو مجھے تو ہے اس محبت کی ضرورت تمہاری ضرورت "اسنے آگے بڑھ کر جھک کے پری کے بال اس کے ماتھے سے پیچھے کیے پری مزید پیچھے ہوئی

"اپنی حد میں رہے شاہ زر ڈونٹ ٹچ می" اس نے نفرت سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا

شاہ زر نے ایک نظر پری پر ڈالی پھر خود کو ریلکس کیا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا

"پری اج تمہیں ڈسچارج کر دیا جائے گا میں نے اپنا گھر صاف کروا دیا ہے اب تم اور چاچی میرے ساتھ ہمارے گھر جاؤ گے" شاہ زر نے نرمی سے کہا

"میں مر کر بھی آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی آپ نے سوچ بھی کیسے لیا میں اب آپ کے ساتھ کوئی رشتہ رکھنا بھی چاہتی ہوں" وہ غصے سے لال پیلی ہو گئی

"پری مجھے سختی کرنے پر مجبور مت کروں جو کہ رہا ہوں چپ چاپ مان لوں یہی تمہارے حق میں بہتر ہے" شاہ زر نے بھی اب کی بار سختی سے کہا

"کیا کر لے گے آپ بولیے کیا کر سکتے ہیں آپ مجھے مارے گئے دھمکائے گے بلک میل کرے گے..بتائیں نا کیا کرے گے مجھے بھی پتا چلے اب کی بار آپ کیا کروں گے" اس نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا

"پری میں پہلے بھی بتا چکا ہوں میں اس پر بہت شرمندہ ہوں مجھے مزید شرمندہ مت کروں میرے ساتھ چپ چاپ آرام سے جاؤ میں سب ٹھیک کر دوں گا" اس نے آگے بڑھ کر بیڈ کے سائیڈ پر بیٹھ کر شرمندگی سے کہا

"میں نے کہا نا میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی کیوں سمجھ نہیں آتی آپ کو"

www.neweramagazine.com

"بیوی ہو تم میری میں زبردستی بھی لے جاسکتا کو تمہیں یہ بات تم اچھے سے جانتی ہوں اس لیے مجھے غصہ مت دلاؤ" اب کے شاہ زر بھی اونچی آواز میں بولا

"واہ شاہ زر صاحب آپ کو یاد ہو گا اس رشتے کو اپ سو بار اپنے لیے عزاب کہ چکے ہوں اس رشتے کو اپ حتم کرنا چاہتے تھے نا آج میں خود اس رشتے کو ختم کرنا چاہتی ہوں" وہ بھی بے خوفی سے بولی

"پری میں تم سے پیار کرتا ہوں پلیز سمجھنے کی کوشش کروں" شاہ زر نے بے بسی سے اس نادان لڑکی کو دیکھا جو اس کی کوئی بھی بات سنے کو تیار نہیں تھی

"ہاہاہا پیار اچھا یہ ایک ہی دن میں آپ کو مجھ سے نفرت سے محبت کیسے ہو گئی کل تک تو آپ مجھ سے زوروں شور سے نفرت کرتے آرہے تھے اب اچانک سے آپ کو میں اچھی لگنے لگ گئی ہوں بند کرئے اپنا یہ ڈرامہ مجھے آپ کی ہمدردی اور ترس کی کوئی ضرورت نہیں ہے" وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولی

"وہ نفرت نہیں تھی پری بس اس شخص کی وجہ سے مجھے تم سے چڑ تھی" اس نے اپنے حق میں دلیل تھی

"او تو آج آپ کو پتا چلا میں اس شخص کی اولاد ہی نہیں ہوں تو آپ کے دل میں سوئی ہوئی محبت جاگ اٹھی واہ بہت خوب" وہ طزیہ ہنسی

"پری تم میری مجبوری کیوں نہیں سمجھ رہی ہوں میں بے بس تھا میں چاہ کر بھی تمہیں نہیں اپنا سکتا تھا مگر خدا گواہ ہے جب میں نے سنا تم ایڈمٹ ہو میں بھگا چلا آیا ساری بے زاری، نفرت سب کچھ بھول کر میں صرف اور صرف تمہارے لیے لوٹا ہوں تم خود کو میری جگہ رکھ کر سوچو پری تمہیں اندازہ ہو جائے گا میں کس قرب سے گزرا ہوں"

"میں کیوں خود کو آپ کی جگہ رکھ کر سوچو میں نے آپ سے کبھی کہا شاہ زر آپ خود کو میری جگہ رکھ کر سوچو جو آپ میرے ساتھ کر رہے ہوں وہ غلط ہے کبھی آپ نے خود کو میری جگہ رکھ کر سوچا مجھے جس غلطی کی سزا دے رہے ہوں اس کا علم بھی نہیں تھا پھر بھی آپ نے مجھے ہر قسم کی سزا دی جب آپ نے مجھے مارا تب آپ نے سوچا مجھے کتنی تکلیف ہوئی ہو گئی جب آپ نے مجھے بارش میں کھڑے رکھا تب آپ نے کچھ سوچا تھا نہیں نا تو آج آپ کیسے مجھ سے کوئی گلہ شکوہ کر سکتے ہے جب میں نے آپ سے تب کچھ نہیں کہا تھا تو آج آپ مجھے کیوں کہہ رہے ہوں

پری پھٹ پڑی تھی اتنے دنوں کی خاموشی آج نفرت کے اظہار میں ختم ہوئی تھی شاہ زر نے سر نفی میں ہلایا اس کے پاس پری کے کسی سوال کا جواب نہیں تھا

"پری تم نے خود مجھ سے کہا تھا تمہیں مجھ سے محبت ہے اب کہا گئی وہ محبت کیوں مجھے

اور خود کو اذیت دے رہی ہوں سب بھول جاؤ پری" شاہ زر نے آخری کوشش کی اس ضدی لڑکی کو منانے کی

ہاہاہا پری قہقہہ لگا کر ہنسی اور پر پھر ہنستی ہی چلی گئی اس کے آنکھوں سے آنسو آنا شروع ہو گئے وہ درد میں تھی اسے اپنی آخری غلطی یاد آئی جب اس نے شاہ زر نے سامنے اپنا آپ ہارا تھا وہ اس کی سب سے بڑی نادانی تھی اپنے آپ پر ہنسی آ رہی تھی شاہ زر پریشانی سے اسے دیکھا

"محبت ہاہاہاہاں مجھے کبھی آپ سے محبت تھی مگر اب میرے دل میں کوئی احساس کوئی خذبہ باقی نہیں رہا مجھے تو یہ بھی یاد نہیں ہے کہ میں نے کبھی آپ کو چاہا بھی تھا میرے دل میں نا محبت کا جذبہ ہے نا نفرت کا جانتے ہوں میرے دل میں کیا ہے" اس نے شاہ زر کی طرف دیکھ کر سوال کیا شاہ زر نے نفی میں ہلایا

"میرے دل میں صرف اور صرف بے زاری ہے میرا دل کر رہا ہے آپ کو یہاں سے اٹھا کر کہی دور پھینک آؤ جہاں سے آپ کبھی لوٹ کر نا آ سکوں" اس نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا شاہ زر کو غصہ تو بہت آیا مگر وہ اپنے غصّے کو پی گیا اس وقت غصہ کر کے پری کو مزید خود سے بدگمان نہیں کرنا چاہتا تھا

'تم کیا چاہتی ہوں پری" اسنے بہت ضبط سے پوچھا

"علیحد گی طلاق"...

"بکواس بند کروں اپنی بہت کہ چکی تم بہت سن چکا میں اب ایک اور لفظ بھی تم نے کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا" شاہ زر نے اس کی بات کاٹ کر غصے سے کہا اس کی آنکھیں لال ہو گئی تھی ماتھے پر شکن تھے اپنے ہاتھوں کو مضبوطی سے بند کر رکھا تھا وہ اس وقت کچھ بھی ایسا ویسا نہیں کرنا چاہتا تھا جس سے بعد میں اسے پچھتانا پڑتا

"تو کیا کرلوں گے آپ میرے ساتھ زبردستی کروں گے بلک میل کروں گے یا ماروں گے میں کوئی موم کی گڑیا نہیں ہوں جسے آپ یا کوئی بھی اپنی مرضی کے مطابق بدل دے گا میں خود کو ختم کرلوں گی مگر آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی آپ کے ساتھ جانے سے بہتر ہے میں خود کشی کرلوں مجھے نہیں چاہئے بھیک میں ملی آپ کی ہمدردی" وہ بھی غصّے میں اونچی اونچی آواز میں بول رہی تھی

شاہ زر نے افسوس سے اس نادان لڑکی کو دیکھا جو اس کے جذبوں کو ہمدردی سمجھ رہی تھی وہ اٹھ کھڑا ہوا پری کے تھوڑا اور قریب ہوا

"جا رہا ہوں میں تم سوچ لینا تمہیں سوچنے کا وقت دے رہا ہوں میں اچھی طرح سوچ لینا جب تمہارے دماغ سے ہمدردی کا خیال نکل جائے نا تو بتا دینا میں لینے آ جاؤ گا اور ہاں ایک اور بات آئندہ اگر علیحد گی کی بات بھی کبھی غلطی سے کی نا پری شاہ زر تو تم کیا

خود کو ماروں گئی میں خود آپ نے ہاتھوں سے تمہاری جان لے لوں گا تم کل بھی میری تھی آج بھی میری ہوں آنے والے وقت میں بھی میری ہی کہلاؤں گی سمجھ گئی "اس نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا پھر پری کے ماتھے پر جھک کر پیار کیا اور لمبے لمبے ڈگ بڑھتا چلا گیا پری نے اپنی کب کی روکی سانس خارج کی اور غصے سے دروازے کو گھورا "جنگلی انسان میں بھی دیکھتی ہوں تم میرے ساتھ کیسے زبردستی کرتے ہوں" اس نے نفرت سے سوچا اور بیڈ کے ساتھ ٹیگ لگا کر آنکھیں بند کر لی........

....

وہ ہوسپیٹل سے ڈسچارج ہو کر گھر آگئی تھی مما اس کا پہلے سے بڑھ کر خیال رکھ رہی تھی شازر نے اس کے بعد کوئی بھی رابطہ نہیں کیا پری مطمئن تھی کہ اب شاہ زر دوبارہ تنگ نہیں کرے گا اس لیے اس نے ایک سکول میں ٹیچنگ کے لیے اپلائی کیا مما نے بہت روکا مگر اس نے ایک بھی نہ سنی اور اپنے ضد پر قائم رہی مما نے اسے اس کے خال پر چھوڑ دیا وہ جانتی تھی پری اندار سے بہت بری طرح ٹوٹ چکی ہے کچھ وقت تو لگنا ہی تھا ان زخموں پر مرہم رکھنے میں

آج بارش صبح سے زوروں شور سے برس رہی تھی جیسے آج کے ہی برس کر زمین کو سیراب کرنا تھا اس نے اف وائٹ شاٹ فراق کے ساتھ ریڈ جوری دار پاجامہ پہنا ہوا

تھا دوپٹا گلے میں جھول رہا تھا بال کھولے چھوڑے ہوئے تھے وہ ابھی ابھی نہا کر ٹیرس پر آئی تھی شام ہوتے ہی دن بھر کے گئے پرندے اپنے اپنے گھونسلوں کی طرف آ رہے تھے وہ دور خلاء میں ناجانے کیا کھوج رہی تھی بارش کو دیکھ کر اسے گزرے لمحوں کی یاد آئی وہ وہاں سے ہٹ کر نیچے لان میں ائی اس نے پاوں جوتے سے آزاد کیے اور بارش میں لان کے بیچوں بیچ کھڑی ہو گئی اس کی آنکھیں بھی بارش کے قطروں کی طرح برس رہی تھی

"پری بیٹا یہ کیا کر رہی ہوں بیمار پڑ جاؤ گی واپس آؤ" مما نے اسے دیکھا تو باہر چلی آئی مگر پری نے جسے اپنے کان بند کر لیے تھے اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی

"پری میری جان" وہ ایک بار پھر چلائی گاڑی کی ہان کی آواز آئی شاہ زر اندر آیا گاڑی روک کر نیچے اترا اس کی نظر لان میں کھڑی پری پر پڑی

"چاچی پری وہاں کیا کر رہی ہے" شاہ زر نے حیرانی سے پوچھا

"پتا نہیں بیٹا ابھی ابھی نہا کر آئی تھی پھر ناجانے کیا سوجھی بارش میں چلی گئی میں کب سے آوازیں دے رہی ہوں مگر وہ سن ہی نہیں رہی" انہوں نے پریشانی سے کہا

"آپ جائے اندار میں لے کر آتا ہوں اسے" شاہ زر نے انہیں تسلی دی

"بیٹا یہ چھتری لیتے جانا" انہوں نے چھتری اس کی طرف بڑھائی مگر اس نے لینے سے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انکار کر دیا اس کی پری بھی تو بارش میں بھیگ رہی تھی وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے پری کے سامنے کھڑا ہو گیا پری نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا بارش کی بوندیں شاہ زر کے چہرے پر گر رہے تھے اس کے ماتھے کے بال بھی گیلے ہو گیے تھے پری نے اپنی نظریں چرائی شاہ زر پری کو ہی دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر بارش کے چھوٹے چھوٹے قطرے گر رہے تھے جو اس کے معصوم چہرے کو اور دلکش بنا رہا تھا

"پری یہ کیا بچپنا ہے تم یہاں اسے کیوں کھڑی ہوں اندار چلو بیمار پڑ جاؤ گی" اس نے فکر مندی سے کہا پری نے گھوری سے نوازا

"فکر مت کرے میں تو بہت ڈھیٹ ہوں میں تو اس سردی کی بارش میں بھیگ کر بیمار نہیں ہوئی تو یہ بارش میرا کیا بیگار لے گی" اس نے لاپرواہی سے کہا شاہ زر کی نظروں کے سامنے مری میں بارش میں بھیگتی پری کا چہرہ گھوما

"پری تم وہ سب بھول کیوں نہیں جاتی کیوں خود کو اذیت دے رہی ہوں" شاہ زر نے بے بسی سے کہا

"بھول جاؤں بھول جانا اتنا آسان ہے شاہ زر وہ اذیت کے لمحے بھول جاؤں آپ مردوں کے لیے کہنا بہت آسان ہے آپ لوگ ہزار بار عورتوں پر ہاتھ اٹھاؤ نہیں ماروں ٹارچر کروں پھر جب دل کیا آ کر سوری کہہ دیا اور آپ مردوں کو لگتا ہے کہ ہم

عورتیں سب بھول بھال کر آپ لوگوں کو معاف کر دے کیوں آخر کیوں آپ لوگ

خود کو نہیں بدلتے" وہ تلخی سے گویا ہوئی

شاہ زر کے پاس اس کے سوالوں کے کوئی جواب نہیں تھے

"آپ بھول گئے تھے جب آپ کی مما کو بے دردی سے مارا گیا تھا تب تو آپ تھے بھی

صرف پانچ سال کے مگر وہ تکلیف کے پل آپ کے دل میں آج تک زندہ ہے ہم خوشی

کے پلوں کو تو جلد ہی بھول جاتے ہیں مگر دل پر لگی زخموں کو پوری عمر نہیں بھول سکتے

آپ مجھ سے ہمدردی کرنا بس کر دے اگر آپ کو مجھ سے محبت ہوتی تو آج میں اس

حال کو نہیں پہنچتی آپ ہمدردی کے اڑ میں مجھ سے کیے ہر زیادتی کا مداوا کرنا چاہتے ہیں

بس" وہ کہ کر روکی نہیں مڑ کر جانے لگی شاہ زر نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنی طرف

کھینچا وہ توازن برقرار نہیں رکھ پائی اور شاہ زر کے چھوڑے سینے سے جا ٹکرائی

"یہ کیا بدتمیزی ہے" اس نے سر اٹھا کر کہا شاہ زر نے دوسرا ہاتھ اس کے کمر میں ڈال

کر اسے خود کے مزید قریب کیا پری کے تو اوسطان حطا ہو گئے

"اسے بدتمیزی نہیں کہتے ڈیئر وائفی اسے محبت کہتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ تم میری

محبت کو ہمدردی سمجھ کر ٹھکرا رہی ہوں" اس نے پری کے کان میں سرگوشی کی

"شاہ.. زر پلیز.. پلیز چھوڑے مجھے مجھے اندر جانا ہے کو.. کوئی دیکھ لے گا پلیز" وہ بہت

پزل ہو رہی تھی

"جلدی بھی کیا ہے جاناں اتنا رومنٹک موسم ہے میں اور تم اور یہ خوبصورت سماں"

اس نے گنگناتے ہوئے کہا شاہ زر کو اسے تنگ کرنے میں مزا آ رہا تھا

پری کی تو بولتی ہی بند ہو گئی تھی اس نے خود کو چھوڑنے کی ناکام کوشش کی شاہ زر کی

گرفت مزید تنگ ہو رہی تھی

"پری شاہ زر بیٹا کہا ہوں تم دنوں اندار آؤ میں نے اپنے ہاتھوں سے گرم گرم پکوڑے

بنائے ہیں "کلثوم بیگم کی آواز پر شاہ زر نے بوکھلا کر پری کو خود سے دور کیا پری نے غصے

سے اسے گھورا اور آزادی ملتے ہی اندار کو بھاگی شاہ زر آوازیں ہی دیتا رہ گیا اس کے

چہرے پر جاندار سی مسکراہٹ تھی وہ مسکراتے ہوئے اندار گیا پری اپنے کمرے میں جا

کر بند ہو گئی تھی.....

....

"مما ایک بات پوچھوں "پری نے پر سوچ انداز میں مما کو مخاطب کیا

"ہاں پوچھو میری جان "وہ دنوں اس وقت ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے مما

صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی پری ان کے گود میں سر رکھی لیٹی ہوئی تھی مما ساتھ ساتھ

اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی

"مما کیا پاپا کو کبھی بھی اپنے کئے پر کوئی پچھتا نہیں ہوا" اس نے سر اٹھا کر مما کو دیکھا

"پتا نہیں پری پچھتاوا کیسے کہتے ہیں ہاں مگر جانتی ہوں پری دانیال رات رات بھر جگا کرتے تھے گہری نیند میں چیخ کر اٹھ جاتے تھے پسینے سے شرابور ہو یا کرتے تھے مجھے تب سمجھ نہیں آتی تھی ان کی اس بے چینی کا ایک رات نیند میں بڑبڑا رہے تھے کہ مجھے معاف کر دوں معاف کر دوں مجھے جب ہوش میں آئے میں نے پوچھا تو کہنے لگے کلثوم کچھ رازوں پر پردہ ہی پڑا رہے اچھا ہوتا ہے تب مجھے یہی لگا کہ وہ مجھ سے کئے گئے جھوٹ پر پچھتا رہے ہیں" کلثوم بیگم کی آنکھوں میں آنسو تھے وہ رو رہی تھی اس انسان کے لیے جس پر اس نے دنیا میں سب سے زیادہ یقین کیا تھا

"پتا ہے وہ صبح نماز کے ٹائم اٹھ جاتے تھے میں اکثر ان سے کہتی تھی جاگ ہی گئے ہیں تو نماز پڑھ لے کہتے تھے مجھ سے نہیں پڑھی جاتی جانے کیوں میرا دل گھبرا جاتا ہوں پری بیٹا جب اللہ کسی سے ناراض ہوتا ہے تو اس سے سجدے کی توفیق چین لیتا ہے وہ شخص پوری عمر بے سکون رہا پوری عمر تڑپتا رہا ہے کیا اس سے بھر کر کوئی سزا ہو سکتی ہے کسی کے لیے کے وہ پوری عمر بے سکونی کی زندگی گزارتا رہا ہوں" مما نے آنسو صاف کیے پری بھی رو رہی تھی

"مما کیا آپ نے انہیں معاف کر دیا ہے" مما تلخی سے مسکرائی

"تمھیں لگتا ہے میں ایک قاتل کو معاف کر سکتی ہوں" پری نے اٹھ کر انہیں دیکھا کتنا دکھ تھا ان کے لہجے میں اس نے آگے بھر کر مما کو گلے لگایا

....

وہ گہری نیند میں تھی جب اس کا موبائل بج اٹھا اس نے تکیہ کان کے اوپر رکھ کر سونے کی کوشش کی مگر اگلا بھی قسم کھا کر بیٹھا تھا فون بار بار کرنے کا اس نے مندی مندی آنکھوں سے موبائل کے اسکرین کو دیکھا جہاں ہٹلر کالنگ تھی اس نے فون کاٹ کر سائیڈ پر رکھا اب کی بار میسج ٹیون بجی نیند تو اس کی اڑ چکی تھی اس نے ہاتھ بڑھا کر موبائل کو دیکھا جہاں ہٹلر کا میسج تھا

"تم نے ایک منٹ میں فون ریسیو نا کیا تو آگے پانچ منٹ میں میں تمہارے گھر میں پایا جاؤ گا" اس نے بے زاری سے موبائل کو گھورا

"ہیلو" پری نے بھاڑ کھانے والے انداز میں کہا

"کیسی ہوں وائفی" لگاوٹ میں پوچھا گیا

"کیا چاہتے ہیں آپ"

"تمھیں"

پری کا اپنا سر پیٹنے کا دل کیا

"مسٹر بے ہودہ باتوں سے پرہیز کریں تو اچھا ہو گا" اس نے چبا کر کہا

"میں نے کوئی بے ہودہ بات نہیں کی تمہیں چاہتا ہوں بس تمہیں" اس نے مزا لے کر کہا

"مطلب کی بات کریں"

"میرے تو سارے مطلب تم سے شروع ہو کر تم پر ختم ہوتے ہیں"

وہ ہر بات کا الٹا جواب دے رہا تھا پری نے موبائل کان سے ہٹا کر گھورا

"آپ نے یہ سب فضول باتیں کرنے کے لیے اتنی رات کو فون کیا ہے" وہ اکتا کر بولی

"نہیں خیر یہ خوبصورت باتیں تو پوری عمر ہی کرتا رہوں گا مگر اس وقت جس بات کے لیے فون کیا ہے وہی بات کر لیتا ہوں" آخر میں اس کی آواز سنجیدہ ہوئی

"تم جاب کرنا چاہتی ہوں"

"ہاں" مختصر سا جواب دیا

"کیوں کرنا چاہتی ہوں کس چیز کی کمی ہے تمہیں" اس نے غصے سے کہا

"سکون کی پیسوں کی آخر کب تک ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہوں گی مجھے اب خود کچھ کرنا ہے اپنے لیے"

"کیوں میں مر گیا ہوں کیا" اس نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا

"فضول بولنے کی ضرورت نہیں ہے میں آپ کی زمیداری نہیں ہوں" اس نے آرام سے کہا

"تو کس کی زمیداری ہوں نکاح مجھ سے ہوا ہے تو زمیداری بھی میری ہی ہوں نا" اس نے غصہ قابو کر کے کہا

"زبردستی کا نکاح" اس نے بھی چبا کر کہا

"تم کوئی جاب نہیں کروں گی سنا تم نے"

"میں کروں گی روک سکتے ہوں تو روک کر دکھا دے" اس نے بھی ہڈ دھرمی سے کہا

"تو ٹھیک ہے پریشے شاہ زر صاحبہ محبت کی زباں آپ کو سمجھ نہیں آتی تو اب آپ کے ساتھ دوسرے طریقے سے پیش آنا ہی پڑے گا" اس نے غصے سے کہ کر فون کاٹ دیا

"بہت آئے مجھ پر رعب ڈالنے والے دیکھ لوں گی میں بھی" اس نے خود کو تسلی دی

شاہ زر کے انداز سے وہ ڈر تو گئی تھی مگر اسے خود کو مضبوط ثابت کرنا تھا اب وہ مزید اس سے ڈر کر نہیں جینا چاہتی تھی

....

بس اِک شخص ہی کلِ کائنات ہو جیسے

نظر نہ آئے تو دن میں بھی رات ہو جیسے

میرے لبوں پہ تبسم موجزن ہے اب تک

کہ دل کا ٹوٹنا چھوٹی سی بات ہو جیسے

شبِ فراق مجھے آج یوں ڈراتی ہے

تیرے بغیر میری پہلی رات ہو جیسے

اُسکی یاد کی یہ بھی تو ایک کرامت ہے

ہزار میل پہ ہو کے بھی ساتھ ہو جیسے

تیرا سلوک مجھے روز زخم تازہ دے

کسی کو پہلی محبت میں مات ہو جیسے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہمارے دل کو کوئی مانگنے نہ آیا محسن

کسی غریب کی بیٹی کا ہاتھ ہو جیسے

شاہ زر کروٹ کروٹ بدل رہا تھا مگر نیند کمبخت تھی کے آج اس پر مہربان ہونے سے انکاری تھی وہ آنکھیں بند کرتا تو پری کا خوبصورت چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے آ جاتا "پلیز پری مت ستاؤ مجھے میری نیندیں چڑا کر خود سکون سے سو رہی ہوں گی تم اور مجھ آلو کے پھٹے کو دیکھوں میں تمہاری یادوں میں اتنا کھو گیا ہوں کہ مجھے نیند تو کیا سکون بھی نہیں مل رہا" اس نے اٹھ کر جھنجھلا کر کہا نیند تو آ نہیں رہی اٹھ کر ٹیرس پر آیا جہاں پر سرد ہواؤں نے اس کا استقبال کیا محبت بھی انسان کو کیا سے کیا بنا دیتا ہے آج شاہ زر کو احساس ہوا کہ پری اس کے لیے کیا ہے یہ دوری اس پر عذاب بن کر گزر رہی تھی مگر وہ کچھ بھی نہیں کر پا رہا تھا پری کا رویہ اس کی سمجھ سے باہر تھا پہلے وہ خود اس کے پیچھے پاگلوں کی طرح پڑی تھی اور اب جب وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کے لیے لوٹ کر آیا تو پری اس سے میلوں کی دوری پر کھڑی تھی وقت نے انہیں کس موڑ پر لا کر کھڑا کر دیا تھا وہ سمجھنے سے قاسر تھا مگر اسے اپنی محبت کو منوانا تھا پری کے دل میں وہ سوئی ہوئی محبت جگانی تھی اس کا اعتبار خود پر بحال کرنا تھا ابھی اسے بہت انتظار کرنا تھا

صبر سے استقامت سے...

....

"پری بیٹا آرام سے بیٹھ کر ناشتہ کروں" مما نے اسے خالی دودھ کا گلاس پیتے دیکھ کر ڈانٹا

"مما آپ جانتی ہے مجھے جلدی ہے آج میرا پہلا دن ہے اور میں بلکل لیٹ نہیں ہونا چاہتی" وہ کہ کر اٹھی مما کو گال پر پیار کیا پھر بیگ اٹھا کر بھاگنے لگی

"کیسے جاؤ گی پری گاڑی تو خراب ہے"

"لوکل ٹرانسپورٹ سے مما آخر کو وہ کس مرض کی دوا ہے" اس نے بات چٹکیوں میں آڑائی "پری بیٹا تم آج سے پہلے کبھی بھی اپنی گاڑی کے سوا باہر نہیں گئی" مما نے فکر مندی سے کہا

"مما آج سے پہلے میری زندگی میں ایسا وقت بھی نہیں آیا تھا اس لیے اب مجھے وہ سب کرنا ہے جو آج سے پہلے میں نے سوچا بھی نہیں تھا" اس نے مسکرا کر کہا

مما نے تاسف سے اسے دیکھا "بیٹا مجھے معاف کر دینا" انہوں نے آہستگی سے کہا

"مما آپ میری دنیا ہے پھر کبھی مجھ سے معافی مانگنے کا سوچا بھی نا تو میں بہت ناراض ہو گئی مائیں بھی کبھی بچوں سے معافی مانگتی ہے کیا" اس نے مما کے گلے میں ہاتھ ڈال کر ان کے گال کے ساتھ اپنے گال چچ کیے مما نے پیار سے اسے دیکھا وہ انہیں خدا حافظ کہ

کر چلی گئی...

....

وہ کھڑی گاڑی کا انتظار کر رہی تھی کہ بلک مرسیڈیز آکے اس کے سامنے کھڑی ہو گئی اس نے نظر اٹھا کر دیکھا ہٹلر فرنٹ دور کھول کر باہر آیا آنکھوں پر سٹائلش سن گلاسز لگائے بلک شلوار قمیض میں ملبوس بال ماتھے پر پڑے ہوئے تھے ایک ہاتھ میں سٹائلش سی گھڑی بندی ہوئی تھی قمیض کے دونوں بازوؤں اوپر کو فولڈ کیے وہ کسی سلطنت کا شہزادہ لگ رہا تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پری نے پرپل شاٹ شرٹ کے ساتھ سگریٹ ٹراؤزر پہنا ہوا تھا دوپٹا مفلر کے سٹائل میں ڈالا ہوا تھا بالوں کو پونی ٹیل میں باندھا ہوا تھا سفید پاؤں میں نازک سی چپل پہنی ہوئی تھی آج وہ معمول سے ہٹ کر اچھی لگ رہی تھی شاہ زر نے تفسیلی جائزہ لیا اس کے ماتھے پر شکن پڑے ناگواری سے پری کو دیکھا

"یہ اتنا تیار ہو کر بن سوار کر کہا جا رہی ہوں تم" اس نے چبا کر کہا

"آپ سے مطلب" وہ بھی اسی کے انداز میں بولی

"راستے میں تماشا بنانے سے بہتر ہے گاڑی میں بیٹھوں" اس پاس کھڑے لوگ ان کی طرف عجیب نظروں سے دیکھنے لگے

"مجھے آپ کے ساتھ کہی نہیں جانا آپ جائے یہاں سے میرا تماشا آپ بنا رہے ہیں"

اس نے بے زاری سے کہا

"پری ایک بار کی بکواس تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آتی خود بیٹھنا پسند کروں گی یا ان

سب کے سامنے اٹھا کر لے کر جاؤ"اس نے آگے بڑھ کر سنجیدگی سے کہا

پاس کھڑا لڑکا جب سے ان دونوں کو دیکھ کر رہا تھا آگے بڑھا"کیا بات ہے بھائی صاحب

کیوں لڑکی کو تنگ کر رہے ہوں شرم نہیں آتی راہ چلتے ماں بہنوں کو تنگ کرتے ہوئے

"اس لڑکے نے شاہ زر کے سامنے آ کر کہا

شاہ زر نے پہلے اسے پھر پیچھے کھڑی پری کو غصے سے گھورا

"تم کون ہوتے ہوں میرے معاملے میں بولنے والے ہاں"شاہ زر نے آگے بڑھ کر

اسے گریباں سے پکڑا پری کے رہے سہے اوسطان حطا ہو گئے اس پاس کے کچھ لوگ

بھی ارد گرد جمع ہو گئے پری نے آگے بڑھ کر شاہ زر کا ہاتھ اس لڑکے کے گریبان سے

ہٹایا

"بھائی صاحب آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے یہ شوہر ہے میرے میں زرہ ناراض ہو کر گھر

سے نکال گئی تھی نا تو وہ کیا ہے نا غصہ ان کی ناک پڑ رہتا ہے آپ پلیز مائنڈ مت کیجئے گا یہ

تھوڑے سر پھرے سے ہے"پری نے کمال معصومیت سے کہا

www.neweramagazine.com

"آپ کی ہی ہمت ہے بہن اسے بداخلاق بندے کے ساتھ رہنے کی "اس لڑکے نے ہمدردی میں کہا شاہ زر نے غصے سے اسے دیکھا آگے بڑھ ہی رہا تھا کی پری نے شاہ زر کو ہاتھ سے پکڑ کر گاڑی کی طرف کھینچا تھوڑا پاس ہوئی

"خدا کے لیے شاہ زر صاحب یہ آپ کا گھر نہیں ہے راستہ ہے یہاں اپنا اور میرا تماشا نہ بنائیں چلے گاڑی میں "اس نے غصے سے کہا

"ہاں تم جو ابھی تک وہاں کھڑی مذاکرات کر رہی تھی تب تو تمہارے شوہر کا راستہ تھا نا "اس نے غصے سے مڑ کر اسے دیکھا

پری نے جلدی سے اسے ڈرائیونگ سیٹ پر دھکیلا خود گھوم کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی لوگوں کا جمگھٹا بھی ادھر ادھر بکھر گیا وہ لڑکا بھی اپنا سامنہ لے کر وہاں سے چلا گیا پری نے شاہ زر کو مکمل نظر انداز کیا شاہ زر بھی کچھ بولے بنا گاڑی سٹاٹ کر چکا تھا...

....

شاہ زر ایک نظر روٹھی اپنی محبوب بیوی کو دیکھا اس کا سارا غصہ اڑ گیا تھا اب چہرے پر دھیمی سی مسکان تھی شاہ زر نے پری کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پری نے کھا جانی والی نظروں سے اسے گھورا مگر وہ اپنے ہی خیالوں میں مگن آگے دیکھ کر گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ کیا بدتمیزی ہے آپ کب سے بدتمیزی پر بدتمیزی کئے جا رہے ہیں" وہ ناراضگی سے گویا ہوئی

"میں نے ابھی بدتمیزی کی ہی کب ہے پریشے شاہ زر صاحبہ" شاہ زر نے ایک نظر اسے دیکھ کر کہا

"میرا ہاتھ پکڑ رکھا ہے آپ نے اور آپ کہہ رہے ہیں آپ نے کوئی بدتمیزی نہیں کی"

"لوں جی بیوی کا ہاتھ پکڑنا کب سے بدتمیزی کے زمرے میں شمار ہونے لگا" اس نے مسکرا کر کہا شاہ زر نے اس کے غصّے سے لال پیلے ہوتے چہرے کو پیار سے دیکھا پھر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا پری نے جلدی سے اپنے دونوں ہاتھ باندھ دیے اس کی اس حرکت پر شاہ زر نے اپنا قہقہہ بہت مشکل سے روکا

"یہ آپ کہا جا رہے ہیں مجھے دیر ہو رہی ہے میرا اسکول اس راستے میں نہیں پڑتا"

"تو تمہارے سکول جا کون رہا ہے ابھی تو ہم جا کر سب سے پہلے اچھا سا ناشتہ کریں گے مجھے پتا ہے تم جب بھی فاسٹ ٹائم کچھ بھی کرنے جا رہی ہوں کھانے پینے کا ہوش تمہیں رہتا نہیں اس لیے میں نے بھی کچھ نہیں کھایا سوچا آج ہسبنڈ وائف مل کر ناشتہ کرتے ہیں"

پری نے خیران نظروں سے شاہ زر کو دیکھا اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ شاہ زر کو اس کے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مطالق ہر بات کیسے پتا ہے اتنا غور تو اس نے بھی کبھی نہیں کیا تھا

"اتنے پیار سے مت دیکھوں نظر لگا لوں گی مجھے" شاہ زر نے شرارت سے کہا

"خوش فہمیاں تو چیک کرے اپنی بہت ہی کوئی توپ چیز ہے نا آپ جو آپ کو نظر لگاؤ گی میں اور مجھے کہی نہیں جانا آپ کے ساتھ مجھے سکول ڈاپ کر دے"

"تم کوئی جاب واب نہیں کروں گی رات بھی کہا تھا اب بھی کہہ رہا ہوں اس لیے فضول میں میرا دماغ خراب مت کروں" شاہ زر نے رح موڑ کر سخت لہجے میں کہا

"میں مزید کسی پر بوجھ نہیں بنا چاہتی"

"کسی سے کیا مراد ہے تمہاری میں شوہر ہوں تمہارا زندہ ہوں ابھی مر نہیں گیا جو تم در در کی ٹھوکریں کھاتی پھروں" شاہ زر نے گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے سامنے کھڑی کی

"میں اس رشتے کو نہیں مانتی" پری نے تلخی سے کہا

"کل تک تو تم ہی مری جا رہی تھی اس رشتے کو نھبانے کے لیے مجھ سے پیار کرنے کا تمھیں ہی شوق تھا نا اب تم ہی بھگتوں گی نا وہاں مزید رہتی نا میرے قریب آنے کی کوشش کرتی نا آج تم اور میں یہاں ہوتے" شاہ زر نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا

"ہاں تب میں پاگل تھی میری غلطی تھی جو میں نے آپ جیسے بے حس انسان سے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

محبت کی اب میں اپنی غلطی سدھرنا چاہتی ہوں نہیں رہنا مجھے آپ کے ساتھ" وہ چلا کر بولی "چلو اترو نیچے پہلے جا کر اچھا سا ناشتہ کرتے ہیں پھر اس کے بعد شاپنگ کرتے گے لنچ کے بعد شام کو مووی دیکھنے جائے گے رات کو کنڈل نائٹ ڈینر کرے گے اس کے بعد تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آؤ گا" شاہ زر نے ایسے خوش گوار انداز میں کہا جیسے یہ سب ان دنوں نے مل کر بہت محبت سے پلین کیا تھا

"واٹ" پری نے آنکھیں پھاڑ کر غصے سے کہا

"آپ کو لگتا ہے میں پورا دن آپ کے ساتھ گزاروں گی یہ خام خیالی دل سے نکال دے میں آپ کے ساتھ ایک لمحہ نہیں رکنا چاہتی کہا آپ پورے دن کی بات کر رہے ہیں"

"تم سے مشورہ یا تمہاری رائے پوچھی کب ہے میں نے اور تم اچھے سے جانتی ہوں مجھے زبردستی کرنی کی عادت ہے خاص کر تمہارے معاملے میں" شاہ زر نے ہڈدھرمی سے اعتراف کیا پری کے بہت شور مچانے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑا شاہ زر نے زبردستی اسے بہت ساری شاپنگ کروائی اپنی پسند کی پھر ایسکریم پالر لے آیا

"کون سی ایسکریم کھاؤ گی پری" اس نے بہت محنت سے پوچھا

"مجھے کوئی ایسکریم نہیں کھانی آپ نے ہی شاید کہا تھا کہ میں آئندہ نہیں کھاؤ گی تو آج

یہ مہربانی کرنے کی ضرورت نہیں ہے"اس نے تلخی سے کہا کیا کیا یاد نا آیا تھا اپنی وہ بے عزت جو شاہ زر نے ہر ایک قدم پر اس کی کی تھی کتنا اذیت دے چکا تھا وہ شخص اسے اور آج سب کچھ کر کے بھی انجان بنا اس کے پرانے زخم تازہ کرنے پر تلا ہوا تھا "کتنی فرمابردار بیوی ہوں تم میری شوہر کا ہر حکم یاد ہے تمہیں یہ تو بہت اچھی بات ہوئی نا"اس نے مزاق اڑایا پری نے گھوری سے نوازا شاہ زر نے اس کی پسند جانے بغیر ہی آڈر دے دیا وہ جانتا تھا اس وقت پری کو چھیڑنا ٹھیک نہیں تھا ابھی پری کو وہ تلخ ماضی بھولنے کے لیے وقت درکار تھا مگر وہ اپنے دل کا کیا کرتا جو اسے دیکھے بنا چین سے رہنے نہیں دیتا تھا اس نے گہری سانس لے کر خود کو خالات کے حوالے کر دیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

88*****************

رات وہ دیر سے لوٹے تھے شاہ زر کی زندگی کا یہ دن یادگار دن تھا اس نے آج زندگی میں پہلی بار زندگی کو اس انداز میں گزارا تھا سارے خوف سارے ڈر دل سے نکال کر وہ بس ان لمحوں کو جینا چاہتا تھا رات لیٹ آنے کی وجہ سے اسے کلثوم بیگم نے یہی روک دیا تھا کتنے دنوں بعد وہ اپنے کمرے میں آیا تھا ہر چیز ویسی ہی پڑی تھی جیسے وہ چھوڑ کر گیا تھا اس نے آگے بڑھ کر اپنی ایک ایک چیز کو چھوا یہ سب کتابیں اس کی

زندگی کی ساتھی رہی تھی یہ کمرہ اسکے درد میں اس کا بہترین پناگاہ ثابت ہوا تھا

صبح آٹھ کر نیچے آیا وہاں کلثوم بیگم اگلی بیٹھی اخبار پڑھ رہی تھی "اٹھ گئے بیٹا رات ٹھیک سے سوئے تھے نا" انہوں نے فکر مندی سے پوچھا شاہ زر کوان پر ٹوٹ کر پیار آیا اس عورت نے شاہ زر کو چھپ کر ہی سہی پر دل سے چاہا تھا خیال رکھا تھا اس کی ہر بد تمیزی کو سہا تھا "جی چاچی ایک دم مست نیند آئی تھی آخر کو کل پورا دن آپ کی اس چڑیل بیٹی کو برداشت کیا تھا تھک تو جانا ہی تھا "اس نے شرارت سے کہا کلثوم بیگم ہنس دی "ویسے کہا ہے آپ کی بیٹی صاحبہ بہت خاموشی ہے "اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائیں

"آج اس پر واک کرنے کا دورا آیا تھا اس لیے نکلی ہوئی ہے صبح سے "

"پھر تو میرا ابھی جانا بنتا ہے کافی دنوں سے بہت ست ہوا ہوں تھوڑی تازہ ہوا لے کر آتا ہوں "شاہ زر نے معصومیت سے کہا

"ہاں ہاں جاؤ جاؤ شوق سے "کلثوم بیگم نے اس کی شرارت پر ہنس کر کہا وہ بھی باہر نکل آیا یہ دل بھی کتنا ظالم ہوتا ہے کل پورا دن س کے ساتھ گزار کر بھی اس کی ایک جھلک دیکھنے کو بے قرار ہو رہا تھا.....

....

وہ قریبی پارک میں آیا اکا دکا لوگ تھے کوئی بھاگ رہا تھا کوئی ایکسر سائز میں مگن تھا دور

سے پری بھاگ کر س کی طرف آرہی تھی اس نے حیرانی سے اسے بھاگتے ہوئے دیکھا

اس نے پاس آکر شاہ زر کا بازوں زور سے پکڑ لیا اور اس کے پاس ہوئی

"شاہ زر کتا...."پری نے پھولی سانس سے کہا

شاہ زر کرنٹ کھا کر اس کی طرف مڑا

"واٹ کیا کہا تم نے"اس نے بے یقینی سے پوچھا

"شاہ زر کتا"پری نے پھر سے اپنے الفاظ دھرائے اور شاہ زر کے اور قریب ہو گئی

"واٹ نان سینس کیا اول فول بولے جا رہی ہوں تم نے مجھے کتا کہا"وہ ڈھارا

"نہ..نہیں آپ کو نہیں وہ وہاں کتا تھا آپ کیا سمجھے میں آپ کو..."پری نے دیکھا اب

کتا اسکا پیچا نہیں کر رہا تو وہ شاہ زر کا بازوں چھوڑ کر پیچھے ہٹی"ہاہاہا آپ بھی نا"وہ ہنسی

سے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی شاہ زر نے اسے مسکراتے ہوئے پہلی بار اتنے غور سے دیکھا

تھا وہ اس پر ہنس رہی تھی مگر شاہ زر کو برا نہیں لگ رہا تھا وہ ہستی ہوئی کوئی ریاست کی

شہزادی لگ رہی تھی اس نے لائٹ بلو قمیضیں کے ساتھ وائٹ ٹراؤزر پہنا تھا بالوں کو

چوٹی میں قید کر رکھا تھا اس کے باوجود سلکی بال چھوڑے سے نکل کر اس کے چہرے پر

بکھرے پڑے تھے شاہ زر اسے بہت پیار سے دیکھے جا رہا تھا پری کو احساس ہوا تو اس کی

ہنسی کو بریک لگی شاہ زر بھی ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا

"پری وہ پیچھے دیکھوں کتا ایسی طرف آرہا ہے" پری جو ابھی ابھی ریلیکس ہو کر کھڑی تھی ایک دم سے شاہ زر کا بازوں پکڑ کر چلائی "بچاؤ بچاؤ"

"ہاہاہا بس اتنا ہی تھا بہت آئی میر امذاق اڑانے والی "اب شاہ زر کی باری تھی وہ زور زور سے ہنس رہا تھا پری نے غصے میں اس کے بازوؤں پر مکا بنا کر مارا

"باڑ میں جائے آپ آپ کی یہ ہنسی" وہ تیش میں آکر بولی شاہ زر نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی کو کنڑول کیا پری اس کو چھوڑ کر جانے لگی

"پری "پری نے چونک کر پیچھے دیکھا نا جانے شاہ زر کے لہجے میں ایسا کیا تھا جس نے پری کو چونکنے پر مجبور کر دیا تھا اس نے سوالیہ نظروں سے شاہ زر کو دیکھا جو بہت محبت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا دھیرے دھیرے چلتے ہوئے اس کے قریب آیا

"میں آج لاہور جا رہا ہوں"

"تو"

"بس تمہیں دیکھنا چاہتا تھا نا جانے پھر جب لوٹ کر آؤ" شاہ زر نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا پری پری کے دل زور سے ڈھرکا مگر آنا کی دیوار پر سے ان کے درمیان آ گئی تھی

"اچھا کب جا رہے ہے جلدی سے بتائیں" اس نے خوشی سے پوچھا شاہ زر کو دکھ ہوا پری اس کے جانے سے اتنا خوش ہو رہی تھی

"کیوں تم مجھے سی آف کرنے آؤ گی"

"نہیں میں ابھی جاکر دس شکرانے کے نوافل ادا کروں گی آپ سے کچھ دنوں کے لیے میری جان چھوٹ رہی ہے نہ" اس نے سرا سری انداز میں کہا شاہ زر کے دل کو کچھ ہوا وہ خود پر ضبط کئے کھڑا رہا چہرے پر مسکراہٹ تھی مگر پری جانتی تھی اس کی آنکھوں میں گہرا درد ہے بلکل ویسا درد جیسا پری کی آنکھوں میں ہوا کرتا تھا پری کو خوش ہوانا چاہیے تھا اس شخص کو اپنے سامنے ہارتے دیکھ کر جس نے بہت اکڑ سے کہا تھا کے میں تمہیں اتنا تڑپاؤ گا کہ تم مجھ سے محبت کی بھیک مانگوں گی مگر تمہیں میری محبت نصیب نہیں ہو گی آج وہی شخص اس کے سامنے اپنا سب کچھ ہار گیا تھا پھر بھی پری خوش نہیں تھی شاہ زر کو تکلیف میں دیکھ کر وہ کیسے خوش رہ سکتی تھی وہ اتنی آسانی سے اس کے سامنے ہارنا نہیں چاہتی تھی ابھی تو بہت سے حساب برابر کرنے تھے

"پھر تو میں دعا کروں گا پری کہ میں کبھی بھی لوٹ کر نا آسکوں میرے نا ہونے سے تمہیں خوشی ملتی ہے نا" شاہ زر نے ٹوٹے دل کے ساتھ کہا پری نے نظر اٹھا کر دیکھا کیا کچھ نہیں تھا اس کی آنکھوں میں وہ نظریں چرا گئی وہ ان آنکھوں میں کھونا نہیں چاہتی تھی "ہاں اگر کبھی لوٹ کر آیا تو میری خواہش ہے تم مجھے ہمارے گھر میں میرا انتظار کرتی ہوئی ملوں.. یہ دل بھی نا کبھی کبھی بچہ بن جاتا ہے جانتا بھی ہے یہ ناممکن ہے پھر

بھی ضد کرنے لگتا ہے" اس نے ہارے ہوئے لہجے میں کہا پری کا دل کیا وہ اسے روک لے نا جانے دے اس کا دل کہ رہا تھا اب کے وہ گیا تو اسے تلاش کرتی رہ جاؤ گی مگر زبان اور الفاظ اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے وہ گنگی کھڑی تھی چاہ کر بھی کچھ کہ نہیں پا رہی تھی

" اگر میں لوٹ کر نا آیا تمہیں اجازت ہے تم جیسے چاہوں زندگی گزارنا مگر میرے لوٹ آنے پر مجھے اپنا لینا پری" وہ کہ کر آگے بڑھا پری کو کندھے سے تھاما قریب ہو کر اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکرایا پھر اس کے ماتھے پر بھوسہ دیا اسے دھیرے سے خود سے الگ کیا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ پری کی نظروں سے اوجھل ہو گیا پری اسے جاتا دیکھ رہی تھی مگر اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ ایک آواز دے کر اسے روک لے وہ وہی کھاس پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی" میں ہار گئی شاہ میں ہار گئی آپ کی محبت میں مجھے تو آپ سے تب محبت تھی جب آپ کو مجھ سے بے حد نفرت تھی تو مجھے آپ سے اب کیسے محبت نہیں ہو گئی جب آپ کو مجھ سے اتنی محبت ہو گئی ہے میں ہار گئی شاہ میری خاموشی میں چھپی راضا مندی کو آپ کیوں نہیں جان پائے مت جائے مجھے چھوڑ کر آپ کی پری آپ کے بنا مر جائے گی" وہ رو رہی تھی اس کا دل کر رہا تھا وہ چیخ چیخ کر ساری دنیا کو بتائیں وہ شاہ زر سے ہار گئی تھی وہ اب وہ نہیں لڑنا چاہتی اس سے اس پاس

کے لوگ اسے ہمدردی سے دیکھ کر جا رہے تھے

....

وہ دو دن سے بلائی بلائی پھیر رہی تھی کسی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا پورا پورا دن کمرے میں بند رہتی یا پھر مما کے پاس آ کر بیٹھ جاتی ہر پانچ منٹ بعد موبائل چیک کرتی کہ شاید شاہ زر کا کوئی میسج آیا ہو شاہ زر وہاں جا کر پری کو بھول بیٹھا تھا پری کا کہی بار دل کیا وہ خود اسے فون کر کے واپس آنے کو کہے مگر یہ آنا بھی نا وہ دل کے بجائے دماغ کی سن رہی تھی ابھی بھی لان میں بیٹھی آنکھیں بند کیے پاؤں دوسری کرسی پر رکھے گہری سوچ میں گم تھی اس کا موبائل بجا اس نے ایک دن سے آنکھیں کھولیں نمبر کسی باہر ملک کا تھا اس نے اکتائے ہوئے فون اٹھایا

"ہیلو"

"اسلام علیکم پیاری سی خوبصورت سی پری ستان کی شہزادی"

"کون بات کر رہا ہے" پری نے حیرانی سے پوچھا

"ہائے بے وفا لڑکی مجھے بھول گئی تم کتنی بے مروت لڑکی ہوں" انداز میں شکوہ تھا

"ویٹ امنٹ آپ صنم بات کر رہی ہوں نا" دماغ پر زور دے کر اس نے آواز پہنچانے کی کوشش کی جس میں وہ کامیاب بھی ہو گئی تھی

"شکر ہے لڑکی تم نے مجھے پہچان دیا ورنہ میں نے بیڈ سے کود کر اپنی جان دے دینی تھی "اس نے شوخی سے جواب دیا پری ہنس دی صنم ایک بہت اچھی لڑکی تھی اتنا سب کچھ کہنے کے باوجود وہ پری سے ناراض نہیں ہوئی تھی

"ہاہاہا ایسا کیسے ہو سکتا ہے صنم کے میں آپ کو بھول جاؤں ہاں بس کچھ مصروفیات کی بنا پر میں آپ سے رابطہ نہیں کر پائی"

"ہاں شاہ زر نے بتایا تھا کہ تمہارے پاپا کا انتقال ہو گیا ہے اس وجہ سے تم کافی ڈسٹرب تھی بس مجھے بھی ٹائم نہیں ملا کہ میں تم سے بات کر سکوں"

"اور کیا بتایا آپ کو شاہ زر نے "پری کو لگا شاہ زر نے صنم کو ساری حقیقت بتا دی ہو گی

"یہی کے اس نے تمہیں گھر سے جانے کو کہا تھا اور تم اس بات کو لے کر ناراض ہو وہ اب تم لوگوں کے ساتھ اس گھر میں نہیں رہنا چاہتا جہاں اس کی تلخ یادیں وابستہ ہے اس لیے وہ تمہیں یہاں سے لے جانا چاہتا ہے ایک نئی زندگی شروع کرنا چاہتا ہے مگر تم مان نہیں رہی ہوں "صنم نے تفصیل سے جواب دیا تو شاہ زر نے صنم کو بھی اس حقیقت کا نہیں بتایا کیا تھا وہ شخص اتنا عظیم کیوں تھا وہ اس نے پری کی حقیقت کسی کو نہیں بتائی نا دانیال صاحب کی اس نے دانیال کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا تھا وہ پرانے زخم تازہ کر کے پری اور کلثوم بیگم کو اذیت نہیں دینا چاہتا تھا خاندان والوں کی باتوں سے بچانا

www.neweramagazine.com

چاہتا تھا وہ ان لوگوں کو پری ایک دم پر سکون ہو گئی

"تو آپ نے اپنے دوست کی وکالت کرنے کے لیے فون کیا ہے مجھے "اس نے ہنس کر اسے چھیڑا

"یہی سمجھ لوں ہاہاہا وہ اتنا اداس اداس تھا مجھ سے رہا نہیں گیا میں نے سوچا ذرہ پری کی کلاس لے لوں "اس نے شریر لہجے میں کہا

"اچھا تو لے میری کلاس نا "پری نے بھی شرارت سے جواب دیا

"پری جو کچھ ہوا اچھا یا برا ہو چکا اب تم شاہ زر کو کیوں سزا دے رہی ہوں وہ تو بہت اکیلا ہے اس نے تم سے اپنے دل کی بات کی اور تم نے اسے اگنور کیا کیوں کیا تم نے یہ سب جب کے تم تو شاہ زر کو پسند کرتی ہوں پھر یہ سب "صنم نے سنجیدگی سے پوچھا

"صنم میں آپ کی بات کو مانتی ہوں شاہ بہت اکیلے ہیں پر ہماری زندگی میں اتنا کچھ کو گیا کہ مجھے رشتوں پر یقین نہیں رہا ایسے ایسے رشتے بے نقاب ہوئے ہیں میرے سامنے کے شاہ زر کا اظہار اتنی جلدی ہضم نہیں ہو پا رہا آپ سوچ بھی نہیں سکتی کے کتنا گھٹن وقت گزارا ہے میں نے میں تو یہ سوچ سوچ کر اپ سیٹ رہی ہوں کہ شاہ نے اتنے سال یہ ازیت کیسی جھیلی ہوں گئی"

پری نے دکھ سے کہا وہ ان تکلیف دہ لمحوں کو یاد نہیں کرنا چاہتی تھی کسی خواب کی طرح

بھول جانا چاہتی تھی مگر یہ سب اس کے اختیار میں نہیں تھا

"صنم جب تمہیں احساس ہے تو پلیز اسے ٹوٹنے سے بچالوں یہ نا ہو کہی دیر ہو جائے

اب اور مت آزماؤ نا خود کو نہ اس کی محبت کو محبت میں میں اور تم نہیں ہوتا محبت میں تو

صرف ہم ہوتا ہے تم دونوں ایک دوسرے کے لیے بنے ہو بس آنا کی جنگ میں اپنا

نقصان مت کرو" صنم نے مخلص دوست کی طرح اچھا مشورہ دیا وہ ان دونوں کو خوش

اور آباد دیکھنا چاہتی تھی

"میں آج ہی شاہ کو فون کر کے واپس آنے کا کہو گئی"

"یہ ہوئی نا بات اور ایک اور اچھی خبر دینی تھی میری منگنی ہو گئی ہے شادی تمہارے اور

شاہ زر کے آنے پر ہی کروں گی اب یہ تم دنوں پر ہے کہ اور کتنا ناراض رہنا ہے اور

میری شادی ڈیلے کرنی ہے"

"ہائے سچی صنم کب ہوئی کون ہے وہ خوش نصیب" پری نے خوشی سے چلا کر پوچھا

"آہستہ لڑکی یہی کا رہنے والا ہے ماں باپ اس کے پاکستانی ہے مجھ پر مکمل طور پر لٹو ہو

چکا تھا تو میں نے سوچا اور بے چارے کو ترسانے کے بجائے شادی کر ہی لوں" اس

نے شرارت سے کہا

"چلے انشاءاللہ میں اور شاہ ضرور آئے گے"

ادھر ادھر کی کچھ باتیں کرنے کے بعد اس نے فون بند کیا وہ اپنے ہٹلر کو فون کر کے واپس بلانے کے بارے میں سوچا جو بھی تھا وہ شاہ زر سے محبت کرتی تھی اور محبت میں آنا نہیں ہوتی اس نے تو بچپن سے محبت پائی تھی شاہ زر کے پاس تو ایسا کوئی رشتہ ہی نہیں تھا اب جب ایک ایسا رشتہ اسے نصیب ہو ہی گیا تھا تو پری اسے اور آزمانہ نہیں چاہتی تھی شاہ زر کے خیال سے ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ دور گئی......

....

"مما مما کہاں ہے آپ "پری چہکتی آواز سے مما کو پکار رہی تھی اس کی آواز سے خوشی جھلک رہی تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں کچن میں ہوں پری "مما نے کچن سے ہی آواز دی وہ بھاگ کر وہاں گئی مما کے گلے میں بازوں ڈال کر مما کے گال پر پیار کیا مما نے پیار سے پری کو دیکھا

"کیا بات ہے آج میری بیٹی بہت خوش دیکھائی دے رہی ہے ماشاءاللہ سے "مما نے اس کے ہاتھ اپنے گلے سے ہٹا کر مڑ کر پیار سے اس کے چہرے پر تھپکی دی

"مما جلدی سے پیکنگ کریں آپ اور میں ہمارے نئے گھر میں ہمیشہ کے لیے جا رہے ہیں "اس نے مسکرا کر مما کو دیکھا

"تم سچ کہہ رہی ہوں پری "مما نے بےیقینی سے پوچھا

"ہاں مما میں بلکل سچ کہ رہی ہوں اب بہت رہ لی میں اپنے میکے میں اب مجھے اپنے اصلی گھر میں رہنا ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آپ کے اس نک چڑے داماد کے ساتھ "اس نے شرارت سے مسکرا کر کہا

"ہاہاہا بد تمیز لڑکی شوہر کے لیے کوئی ایسا کہتا ہے "مما نے اسے پیار سے ڈانٹا

"تو اور کیا میں اب شاہ زر کو معصوم اور بھولا بھلا تو کہنے سے رہی "اس نے لاپرواہی سے کہ کر سامنے پڑے باسکٹ سے سیب اٹھا کر کہا انداز اب بھی مما کو تنگ کرنے والا تھا

"خیر یہ بتاؤ شاہ زر بیٹے سے بات کی تم نے کب آ رہا ہے وہ"

"ابھی کہاں ابھی تو وہ محاز سر کرنا باقی ہے آپ کے کھروس ہٹلر نک چڑے داماد کو ابھی فون کر کے خوش خبری سنانی ہے کہ مجھے اس پر ترس آ گیا ہے میں نے اپنا دل بڑا کر لیا ہے اس کھڑوس انسان کے لیے "اس نے معصومیت سے جواب دیا مما نے گھورا

"بہت بد تمیز ہوتی جا رہی ہوں اب خبر دار اگر میرے بیٹے کے خلاف کوئی بھی غلط بات کی تو "مما نے مڑ کر مصنوعی خفگی سے کہا

"ہاہاہا اتنا تو بنتا ہے نا مما "پری نے مما کو آنکھ ماری مما کی ہنسی نکل گئی

"اچھا جاؤ شاہ زر کو فون کروں اور اپنی پیکنگ بھی کروں تا کہ شاہ زر کے آنے سے پہلے ہی وہاں چلے جائے"

"مما میں وہاں جا کر انہیں فون کرنا چاہتی ہوں وہ سن کر خوش ہو جائے گے"

"ماشاءاللہ کیا اچھا پلین بنایا ہے میری بیٹی نے پھر تو ہمیں آج ہی جانا چاہیئے" مما نے پیار سے اسے دیکھ کر کہا پری سر ہلا کر چلی گئی مما نے پیار سے اس کی پشت کو دیکھا اور دل سے شاہ زر اور پری کے لئے دعا کی آج پری اتنے دنوں بعد اتنی خوش دیکھائی دے رہی تھی مما نے دل ہی دل میں کہی بار ماشاءاللہ کہا کہی ان کی بیٹی کی خوشی کو ان کی ہی نظر نا لگ جائے......

....

وہ لوگ شاہ زر کے گھر آ گئے تھے پری بہت خوش تھی وہ گھر بہت خوبصورت تھا چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ تھا درمیان میں گھر کی عمارت تھی جو اپنے اب وتاب سے کھڑی تھی اور بنانے والے کی ذوق کو داد دینے پر مجبور کر رہی تھی لان میں بڑا سا سویمنگ پول بنا تھا آگے بھر کر وہ اندار آئی لاؤنچ بھی بہت مہارت سے سجایا گیا تھا سٹائلش سے صوفے پڑے ہوئے تھے ساتھ کرسیاں تھی اس نے گھوم پھر کر سارا کمرہ دیکھا ایک کمرہ لاکٹ تھا اس نے ملازم سے چابی مانگی "میڈم وہ تو صاحب کے پاس ہے انہوں نے اس کمرے کو کھولنے سے سخت منا کیا ہے یہ ان کا کمرہ ہے نہ" پری اس کی بات سن کر مسکرا دی "آچھا تم جاؤ"

"توجناب میرے پیارے سے ہٹلر صاحب اب آپ کا نہیں بلکہ ہمارا روم آپ کے آنے کے بعد ہی دیکھنا نصیب ہو گا یہ بھی اچھا ہے میں اس روم میں آپ کے ساتھ داخل ہونا چاہتی تھی اس نے ساتھ والے کمرے میں اپنا سارا سامان رکھوایا پھر خود شاہ زر کو فون ملنے لگ گئی بل جا رہی تھی پری کا دل ڈھک ڈھک کر رہا تھا چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ تھی "ہیلو "شاہ زر نے فون اٹھا دیا تھا پری میں اب بات کرنے کی ہمت نہیں تھی

"اسلام علیکم میں پری بات کر رہی ہوں "اس نے روانی سے کہا

"پریشے شاہ زر صاحبہ آپ کا نمبر میرے پاس نا صرف سیف ہے بلکہ مجھے یاد بھی ہے تعارف کی ضرورت تو نہیں پڑھنی چاہیے آپ کو آخر کو میری ابھی تک کی اکلوتی بیوی ہے آپ "اس نے شوہی سے کہا

"اب تک کی سے کیا مراد ہے آپ کا "ایک دم غصے میں آ کر بولی

"اب تک کی سے مراد ہے کہ میں نے سوچ لیا ہے کوئی دوسری دیکھ لوں پہلی تو میرے قابو میں آنے سے رہی "انداز میں شرارت تھی "جان نا لے لوں اس دوسری کی بھی اور ساتھ آپ کی بھی"

"ہائے جان تمہاری ہی ہے میری جان"

"بس بس زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے "پری نے شرماتے ہوئے کہا

"پری تم شرما رہی ہوں کیا" شاہ زر نے اسے چھیڑا

"شرماتی ہے میری جوتی"

"ہائے میری جان اب ایسے تو نہ کہوں صاف تمہاری آواز سے پتا چل رہا ہے تم شرما رہی ہوں ہائے کاش میں اس وقت اپنی جان کے پاس ہوتا"

" یہ کیا جان جان لگا رکھا ہے آپ نے شرم تو آتی نہیں ہے آپ کو "پری نے روب سے کہا دل اس کا ڈھک ڈھک کر رہا تھا شکر تھا کہ اس وقت شاہ زر اس کو دیکھ نہیں سکتا تھا شرم سے اس کے گال لال ہو رہے تھے خوشی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی

"ہاہاہا چلو نہیں کہتا تمہیں جان میری جان تم یہ بتاؤ آج میری یاد کیسے آگئی میری جان کو "شاہ زر کو اسے تنگ کرنے میں مزا آ رہا تھا

"اب اگر آپ نے مجھے ایک اور بار جان کہا نا تو میں نے فون بند کر دینا ہے "اس نے رونہسی ہو کر کہا شاہ زر اسے کنفیوژن کر رہا تھا جس کام کے لیے اس نے فون کیا تھا وہ کہ نہیں پا رہی تھی

"تو اپنی جان کو جان نا کہو تو اپنے سامنے سے گزرتی اس حسین دوشیزہ کو جان کہو"

"واٹ کہاں ہے آپ اس وقت کون ہے آپ کے ساتھ "پری نے چلا کر پوچھا

"ریلکس پری میں کہی بھی ایسی ویسی جگہ پر نہیں ہوں شاپنگ مال آیا ہوں"

"وہاں کیا کر رہے ہیں آپ"

"یار میں نے سوچا اگر کسی بھی وقت میری بیوی کا فون آگیا اور اس نے مجھے واپس بولا لیا تو خالی ہاتھ تو واپس نہیں آسکتا نا" شاہ زر نے شرارت سے کہا پری ایک دم ہنس دی

"خوش فہمیاں تو دیکھیں جناب کی میں کیوں کر آپ کو واپس آنے کو کہو گئی اپنی مرضی سے گئے تھے اپنی مرضی سے واپس بھی آئے" پری بت کرتے ہوئے کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گئی شام کا وقت تھا سورج ڈھوب رہا تھا یہ منظر اسے ہمیشہ سے اداس کر لیتا تھا اس وقت بھی ایک لمحے کے لیے اس کا دل ڈھرکا

"شاہ زر آپ ابھی ایسی وقت واپس آجائے پلیز" اس نے ڈر کر پیچھے ہٹ کر کہا نا جانے کیوں اس کا دل ڈوب سا گیا

"شاہ زر نے شاپنگ مال سے نکلتے ہوئے فون کو دیکھا جیسے اس نے جو سنا کچھ غلطی سن لیا

"کیا کہا تم نے مجھے سنائی نہیں دیا" کچھ یاد آنے پر وہ سامان گاڑی میں رکھ کر واپس مڑا

"پلیز شاہ تنگ مت کریں واپس آجائے اب میرا دل یہاں نہیں لگ رہا میں اس وقت ہمارے گھر میں ہوں اور آپ کا بہت بے صبری سے انتظار کر رہی ہوں اور مزید انتظار مت کروایں مجھے" پری نے بوجھل دل سے کہا وہ اس وقت شاہ زر کو بہت ما کر رہی تھی

"ایسے تو میں نہیں آنے والا"

"مطلب"

"مطلب یہ کہ جس طرح میرے جانے پر دس شکرانے کے نوافل پڑھے تھے ناا ب جب تک سو نوافل نہیں پڑھ لیتی میرے آنے کے لیے میں آنے والا نہیں ہوں" شاہ زر نے اسے تنگ کیا

"وہ سب میں نے غصے میں کہا تھا میں تو آپ کو جانے بھی نا دیتی مگر اس وقت آنا بیچ میں آگئی تھی پر اب میں اور مزید انتظار نہیں کرنا چاہتی بہت سی لیا آپ نے اب اور نہیں" پری نے سنجیدگی سے جواب دیا

"چلو پھر ابھی اسی وقت کروں مجھ سے پیار کا اظہار میں ابھی کے ابھی اڑ کر آتا ہوں" شاہ زر نے گفٹ پیک کروایا شاپنگ مال سے نکلا

"شاہ زر میں آپ سے سارے اظہار یہاں کر لوں گی نا"

"نہیں میری جان ابھی تو پھر ابھی نہیں تو کبھی نہیں" شاہ زر نے چھوٹے بچے کی طرح ضد کی

"شاہ اپ بھی نا خیر چلے کیا یاد رکھے گے شاہ میں آپ سے...." دوسری طرف زور سے کسی دھماکے کی آواز آئی پری کی بات درمیان میں ہی رہ گئی شاہ زر کی چیخ پری کے

کانوں میں گونجی

دھماکے کی آواز بہت زور سے آئی تھی پری کو اپنے آس پاس دھماکے ہوتے دیکھائی دیے "شاہ شاہ زر آپ ٹھیک تو ہے نا شاہ کچھ تو کہیے میرا دل بیٹھا جا رہا ہے شاہ....."

دوسری طرف رابطہ کٹ گیا تھا پری زور سے چلائی مگر دوسری طرف اب کوئی بھی نہیں تھا

"شاہ۔۔۔" وہ چلا رہی تھی جب کوئی آواز نہیں آئی تو اس نے موبائل وہی پھینک کر باہر کی طرف دوڑ لگائی

"مما مما کہا ہے آپ مما" وہ بھاگ رہی تھی بنا چپل کے اندھا دھند اسے کچھ سنائی دیکھائی نہیں دے رہا تھا مما نے کمرے سے نکل کر پری کی طرف ڈور لگائی پری کے پاؤں میں دوپٹا اٹک گیا وہ دھڑا سے منہ کے بل نیچے گری مما نے آگے بھر کر اسے سنبھالا پری کے ماتھے سے خون آ رہا تھا اس نے خود کو مما کے گرفت سے آزاد کرنا چاہا

"چھوڑے مجھے چھوڑے شاہ زر... مما.. شاہ زر" وہ اٹھی پھر سے باہر کی طرف جانے لگی مما نے آگے بڑھ کر اسے کندھوں سے پکڑ کر زبردستی اپنی طرف کھینچا.......

"

"روگ ہجر دا مار مکاؤ

سکھ دا کوئی ساتھ نہ اوئے

چار و پاسے دسن ہنیرے

دکھ لاندے نے دل وچ ڈیرے

دنیا و چھڑے نہیں پرواہ

دلدار ناو چھڑے

کسی دا یار ناو چھڑے"

"مما مما جانے دے مجھے میرا شاہ میرا شاہ میری زندگی وہاں تکلیف میں ہے مجھے مت روکے "اس نے خود کو چھڑانے کی ناکام کوشش کی مما کا گرفت بہت مضبوط تھا

"کیا اول فول بول رہی ہوں کیا ہوا ہے باتوں مجھے پری میرا دل بیٹھا جا رہا ہے " مما نے اسے جنجھوڑ کر غصے سے پوچھا

وہ ہوش میں ہوتی تو کچھ بتا پاتی اسے تو اپنے شاہ کے پاس جانے کی جلدی تھی شاہ زر کی وہ چلانے کی آواز اب بھی اس کے کانوں میں گونج رہی تھی اس کا دل چھنی ہو رہا تھا

"مما شاہ زر....دھما کا شاہ.. مما "وہ مسلسل ایک ہی بات کو بار بار کہہ رہی تھی مما کے دل کو کچھ ہوا اس کی بیٹی کی زندگی میں خوشیاں آنے سے پہلے ہی روٹھ گئی تھی انہوں

نے پری کو اپنے ساتھ لگایا

"پری تمہیں خدا کی واسطہ ہے بتاؤ مجھے میرا دل گھبرا رہا ہے تم کچھ بتاؤ گی تو ہی میں کچھ کر سکوں گئی نا" مما نے بے بسی سے کہا

"مما میں شاہ زر سے فون پر بات کر رہی تھی وہ شاپنگ مال میں تھے وہ واپس آ رہے تھے اچانک زور سے دھماکے کی آواز آئی اور شاہ زر کے چلانے کی بھی میں نے بہت آوازیں دی مگر دوسری طرف مکمل خاموشی تھی مما مجھے میرے شاہ زر کے پاس لے جائے میرا دل بند ہو جائے گا" پری نے روتے ہوئے کہا اس کا وجود دھیرے دھیرے کانپ رہا تھا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے تھے مما کو اسے سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا ایک طرف شاہ زر کی خبر سن کر ان کے اپنے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے دوسری طرف پری ان کے کنٹرول سے باہر ہو رہی تھی بہت مشکل سے انہوں نے اسے لاؤنج میں لا کر صوفے پر بیٹھایا

"ریلکس میری جان کچھ نہیں ہوا شاہ زر کو میں کچھ کرتی ہوں خود کو سنبھالوں پری اس وقت تمہیں ہمت سے کام لینا ہے" مما نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی خود ان کا اپنا دل دھاڑے مار مار کر رو رہا تھا

"نہیں مما میں اور مضبوط نہیں ہوں سکتی نہیں ہے مجھ میں اور ہمت شاہ زر کو کچھ نہیں

ہو سکتا وہ جانتے ہیں ان کی پری کے پاس ان کے علاوہ کچھ نہیں بچا مما مجھے لے جائے نا کیوں نہیں جانے دے رہی مجھے آپ" وہ پھر سے اٹھ کر جانے لگی مما نے اس بار زور سے اسے پکڑ کر صوفے پر زبردستی بیٹھایا

"بس کروں پری ہوش میں آؤ آپ تم نے یہاں سے جانے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا تم کہاں جاؤ گی ہاں بولو مجھے پتا کرنے دوں خاموش ہو کر بیٹھی رہوں اللہ سے دعا کروں" مما نے پری کو سختی سے ڈانٹا پری نے خاموش نظروں سے مما کو دیکھا اس کے آنسو مسلسل بہ رہے تھے وہ ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھی مما نے ملازم کو بلا کر پانی منگوایا پری کو زبردستی پانی پلایا پھر اٹھ کر ٹی وی ان کی نیوز چینل پر بریکنگ نیوز چل رہی تھی جس میں لاہور کے مشہور شاپنگ مال کے باہر دھماکہ ہونے کی خبر سنائی جا رہی تھی ساتھ ساتھ لوگوں کے زخمی ہونے اور ہلاکتوں کے بارے میں بتایا جا رہا تھا پری کے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا مما نے ٹی وی آف کر کے پری کو دیکھا جس کا رنگ پیلا زرد ہو گیا تھا صبح تک وہ اتنی خوش لگ رہی تھی خوشی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی اور اب اس کی حالات بہت حراب کو رہی تھی مما نے اٹھ کر موبائل فون سے شاہ زر کے منیجر کو کال ملائی یہ نمبر شاہ زر نے جانے سے پہلے ان کو دیا تھا کہ کسی بھی ضرورت کے وقت انہیں پریشانی نہ اٹھانی پڑے

"ہیلو اسلام علیکم"

"وعلیکم السلام بیٹا میں شاہ زر کی چاچی بت کر رہی ہوں"

"جی جی آنٹی کہیئے سب خیریت ہے نا"

"خیریت ہی نہیں ہے اسد بیٹا" انہوں نے اسد کو ساری بات سے آگاہ کیا

"یہ کیا کہہ رہی ہے آپ سر کو کچھ نہیں ہو سکتا میں ابھی پتا کرتا ہوں بلکہ میں لاہور کے لیے نکلتا ہوں آپ پری میڈم کو سنبھالے میں اپنی وائف کو بھی آپ کے ہاں بھجوتا ہوں آپ پریشان مت ہوں اللہ سب خیر کرے گا" اس نے تسلی دی دل تو سب کا ہی گھبرا رہا تھا یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی دھماکے کے وقت شاہ زر وہاں موجود تھا کچھ بھی ہو سکتا تھا اس لیے وہ لوگ بے حد پریشان تھے مما نے پری کو بہت مشکل سے چپ کروایا تھا اس کی ایک ہی ضد تھی کے اسے شاہ زر کے پاس جانا ہے.........

....

اسد نے اپنی وائف اور اپنی والدہ کو ان لوگوں کے ساتھ چھوڑ دیا خود وہ لاہور کے لیے روانہ ہوا فون پر وہاں کے جانے والوں سے مسلسل رابطے میں تھا مگر ابھی تک کوئی اچھی خبر نہیں ملی تھی

پری اور کلثوم بیگم کی خالت بہت خراب ہو گئی تھی پری کو تو ہوش ہی نہیں رہا تھا وہ

مسلسل ہوش ور بے ہوشی کی کیفیت میں تھی اس کے زبان پر ایک ہی جملہ تھا شاہ کے پاس جانا ہے مجھے شاہ کے پاس لے جاؤ اس کی فریاد اس کی آنسو دیکھنے کے لیے شاہ زر وہاں نہیں تھا

"مما مما شاہ زر نے کہا تھا میں سو نوافل ادا کر لوں تو وہ لوٹ آئے گا" اس نے صوفے سے اٹھتے ہوئے پر جوش لہجے میں کہا اس کی آنکھیں رونے کی وجہ سے سرخ ہو گئی تھی مما نے بے بسی سے سے دیکھا جو اس وقت بلکل بچی بنی ہوئی تھی وہ کسی بھی حال میں اس حقیقت کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھی کہ شاہ زر کو کچھ ہوا ہے

"میں ابھی جا کر پڑھتی ہوں آپ دیکھا وہ واپس آجائے گا مجھے تنگ کر رہا ہے وہ مجھ سے ناراض ہے نا میں نے جاتے ہوئے اسے کہا تھا میں اس کے جانے سے بہت خوش ہوں اس لیے وہ مجھے تنگ کر رہ ہے بہت برا کر رہے ہے میرے ساتھ بلا اپنے پیاروں کے ساتھ کوئی ایسا مزاق کرتا ہے مما" اس نے گے بڑھ کر مما کے ہاتھ تھام کر طرح روتے ہوئے ان سے زیادہ خود کو تسلی دینے کی کوشش کی

"ہاں ہاں پری تم جاؤ وضو کروں نوافل پڑھو شاہ زر بیٹا ضرور آجائے گا" انہوں نے اسے بچکارہ اس وقت وہ خود ازیت کی انتہا پر تھی پری نے آٹھ کر انہیں گلے لگا یا "میرا شاہ زر آجائے گا آپ بھی دعا کرے مما وہ آجایئے گا" وہ کہ کر وضاحت کرنے چلی گئی

مما پوٹ پوٹ کر رو دی ان سے اپنی بیٹی کی ایسی دیوانوں والی خالت دیکھی نہیں جا رہی تھی

اسد کا فون آیا ابھی تک شاہ زر کا کوئی اتا پتا نہیں چل سکا تھا اس کی گاڑی قریب ہی پارکنگ ایریا میں کھڑی تھی جس کا صاف مطلب تھا شاہ زر وہی کہی آس پاس تھا ہلاکتوں میں اضافہ ہو رہا تھا اسد پاگلوں کی طرح اسے تلاش کرنے میں لگا ہوا تھا

....

"پری آخر کب تک تم خود کو اور مجھے اذیت دیتی رہوں گئی یقین کر لوں میری جان کہ شاہ زراب اس دنیا میں نہیں رہا پچھلے چار ماہ سے تم میں ہم سب اسے پاگلوں کی طرح تلاش کر رہے ہے وہ نہیں رہا پری ایک بار اس تکلیف دہ حقیقت کو مان لوں مت کروں ایسا" پری اس وقت بھی لان میں درخت کے سائے میں بیٹھی اوپر آسمان میں کچھ تلاش کر رہی تھی وہ ان چار ماہ میں کہی سے بھی پہلے والی پری نہیں لگ رہی تھی اس نے بولنا بند کر دیا تھا صرف بہت ضروری بات پر مما کو سپاٹ لہجے میں جواب دے دیتی تھی یا تو پورا پورا دن روتی رہتی یا پھر کمرے میں خود کو بند رکھتی اس کا چہرہ ہر جذبے سے آری تھا اس نے خود پر جینا حرام کر دیا تھا اس وقت بھی شکن ذدہ کپڑوں میں ملبوس تھی وہ لڑکی جو ہر وقت آپ تو ڈیٹ رہتی تھی آج بلکل ٹوٹ کر رہ گئی تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے شکوہ بھری نظر سے مما کو دیکھا جو کھڑی پری کو ہی دیکھ رہی تھی

"کتنی بار کہو آپ سے میرے شاہ زر کو کچھ نہیں ہوا وہ زندہ ہے وہ لوٹ آئے گا ناراض ہو کر گیا تھا مجھ سے میں مناؤ گئی تو وہ آجائے گا آپ کیوں نہیں سمجھتی" اس نے گھاس کو بے دردی سے نوچ ڈالا تھا

"خدا کا واسطہ ہے پری کیا ہوتا جا رہا ہے تمہیں کیا بچوں کی طرف ضد کر رہی ہوں حقیقت کا سامنا کرنا سیکھوں" مما نے زچ ہو کر کہا وہ پری کی اس دیوانگی سے خوفزدہ ہو گئی تھی

"مما مجھے میرے حال پر چھوڑ دے مجھے آپ کی کسی بات پر یقین نہیں ہے آپ سب کے کہ دینے سے میرا شاہ زر چلا نہیں گیا وہ زندہ ہے ایک دن لوٹ کر آئے گا پھر آپ سب کو بتاؤں گی میں میرا شاہ زر لوٹ آیا ہے" وہ اٹھ کر غصے سے گویا ہوئی آج اتنے دنوں کا غصہ ایک پل میں ہی نکال دیا تھا شاہ زر زندہ تھا پری کا شاہ زر کیسے اسے چھوڑ کر جا سکتا ہے یہ سب تو پاگل تھے

"ماں ہوں تمہاری کیسے اپنے دل کے ٹکڑے کو ایسے چھوڑ دوں میرے پاس کچھ بھی نہیں بچا پری ایک آخری رشتہ تم ہی ہوں میں کیسے تمہیں اس حال میں چھوڑ دوں جانے والوں کے ساتھ کوئی مر نہیں جاتا جینا پڑتا ہے تم بھی جتنی جلدی اس حقیقت کو

مان لوں اتنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے" انہوں نے اب کی بار سے سخت الفاظ میں سمجھایا پری ایک شکوہ بھری نظر اپنی ماں پر ڈال کر وہاں سے بنا کچھ کہے چلی گئی مما نے تاسف سے سر ہلایا وہ ماں تھی کب تک اپنی بیٹی کو اس حال میں دیکھ سکتی تھی "شاہ زر خدا کرے تم زندہ ہو میرا دل بھی نہیں مانتا مگر میں پری کی طرح خود کو مزید جھوٹی تسلیاں دے کر نہیں بہلا سکتی اللہ کرے پری کا گمان سچ ثابت ہو میری بیٹی ٹوٹ کر بکھر گئی ہے شاہ زر تم کہی سے آجاؤ میرے بچے میں تھک گئی ہوں پری کو اس گھر کو اور خود کو سنبھالتے سنبھالتے" وہ وہی بیٹھی اپنی بیٹی کی خوشیوں کے لیے دعا مانگ رہی تھی ان کا دل اندر سے زخمی زخمی ہو گیا تھا اب ان میں اور درد سہنے کی طاقت باقی نہیں رہی تھی......

....

پری مما سے شرمندہ تھی وہ آج کچھ زیادہ ہی کہ گئی تھی مگر کوئی اس کے جذبات کو بھی تو نہیں سمجھ رہا تھا وہ ابھی ابھی اپنے روم میں آئی تھی نیند تو اس سے روٹھ ہی گئی تھی اس نے نیند کی ٹیبلیٹ پانی کے ساتھ نگل لی خوش آب بیڈ پر آکر لیٹ گئی اس نے آج تک اپنے برابری والے روم کو کھول کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی وہ اس روم میں جو اس کا اور شاہ زر کا تھا شاہ زر کے ساتھ جانا چاہتی تھی

آنکھیں بند کیے وہ شاہ زر کے خیالوں میں گم تھی اس کی بند آنکھوں سے آنسوں بہ رہے تھے رات کو اکثر وہ ڈر کر چلانے لگ جاتی تھی مما کبھی کبھی اس کے پاس ہی سو جاتی تھی پری نے ہی انہیں مانا کیا تھا وہ اپنے ساتھ ساتھ انہیں مزید پریشان نہیں کر سکتی تھی شاہ زر کو سوچتے سوچتے ناجانے کب وہ نیند کے آغوش میں چلی گئی

رات کا درمیانی پہر تھا اسے کسی نے زور زور سے ہلایا پری نے مندی مندی آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا وہ اس وقت بھی نیند میں تھی

"کون ہے "اس نے اٹھ کر ڈرے ہوئے لہجے میں کہا اندھیرے کی وجہ سے اسے کچھ دیکھائی نہیں دے رہا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر لیمپ ان کیا سامنے وجود پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھیں پٹی کی پٹی رہ گئی آگلے بندے نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ کر اسے چلانے سے روکا

"خاموش ایک لفظ بھی تمہارے منہ سے نہیں نکلنا چاہیے نہیں تو میں تمہاری جان لے لوں گا "اس نے ڈھار کر کہا

پری کی سانس بند ہونے لگی سامنے کھڑے بندے کے منہ پر ماسک تھا پری کو اس سے ڈر لگ رہا تھا رات کے اس پہر کوئی مرد اس کے کمرے میں تھا اس کی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی اس بندے نے دھیرے سے اس کے منہ پر سے اپنا ہاتھ ہٹایا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اٹھو چلو میرے ساتھ منہ سے ایک لفظ بھی نکالا تو ابھی گلہ دبا کر مار ڈالوں گا" اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے ساتھ چلنے کو کہا

پری نے کچھ کہنا چاہا مگر خوف کے مارے اس کے الفاظ ہی نہیں نکل پا رہے تھے اس نے نفی میں سر ہلایا

"لگتا ہے تم اسے نہیں مانوں گی" وہ جارہانہ انداز میں آگے بڑھا

"میرے.. قریب مت آنا دور رہو مجھ سے میں چلتی ہوں تمہارے ساتھ مجھے ہاتھ مت لگانا" اس کے بڑھتے ہوئے ہاتھ کو دیکھ کر وہ غم و غصے سے آہستہ آواز میں چلائی

"اچھی بات ہے مجھے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گئی اٹھو اب زیادہ نخرے میں برداشت نہیں کر سکتا" پری کو اس کی آواز جانی پہچانی لگ رہی تھی مگر اس وقت وہ اتنی گھبرائی ہوئی تھی کہ زیادہ غور نہیں کر پائی اٹھ کر پاؤں میں چپل پہنے اور اس ماسک والے بندے کے پیچھے پیچھے چلنے لگی اس کا دل کیا وہ اس ماسک والے بندے کو زور سے مارے اور خود بھاگ جائے مگر وہ ایسا کچھ کر نہیں پا رہی تھی وہ اسے لے کر داخلی دروازے سے باہر نکلا سامنے ساری لائٹس آف تھی صرف سوئمنگ پول کے ارد گرد روشنی کی گئی تھی سامنے ایک میز پڑا ہوا تھا جس کو مختلف غباروں سے سجایا گیا تھا وہ حیران نظروں سے وہ سب دیکھ رہی تھی خواب کی سی کیفیت میں آگے قدم بڑھا رہی

تھی سوئمنگ پول کے پانی کے اوپر پھولوں سے دل بناہوا تھا جس پر پری شاہ زر لکھا گیا تھا وہ اپنے ساتھ ماسک والے بندے کو بھی بھول گئی تھی وہ حیران نظروں سے وہ سب دیکھ رہی تھی سب کچھ اتنے اچھے سے سجایا گیا تھا کہ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا کوئی اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا ہاتھ بڑھا کر اس کو کندھوں سے تھام کر رخ اپنی طرف مڑا منہ اس کے کان کے پاس لے جاکر سر گوشی میں کہا

"ہیپی برتھڈے پریشے شاہ زر" اس کے لہجے میں محبت ہی محبت تھی پری ایک دم سے جیسے نیند سے جاگی اپنے سامنے شاہ زر کو دیکھ کر اس نے بے یقنی سے اسے دیکھا

"شاہ زر" اس نے بے یقنی سے اس کے چہرے کو چھوا

"م. مت کرے میرے ساتھ کوئی مزاق آپ جو کوئی بھی ہو پلیز مت کروں یہ سب "اس نے خود کو اس کے گرفت سے آزاد کرنے کی کوشش کی آگے کی گرفت اور سخت ہوئی وہ اسے تھامے ٹیبل کے سامنے لے آیا اسے چھوڑ کر وہ اسکے سامنے کھڑا ہوا اب ٹیبل کے موجود موم بتیوں کی روشنی میں شاہ زر کا چہرا صاف دکھائی دے رہا تھا

"کیا ہوا پسند نہیں آیا میرا سرپرائز" اس نے شرارت سے کہا

پری کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اس نے انہیں واپس دھکیلنے کی کوشش کی سامنے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کھڑا بندا شاہ زر ہی تھا مگر وہ اتنا مطمئن دیکھائی دے رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو

"کیا ہوا وائفی ناراض ہو اب تک یا اپنے دس شکرانے کے نوافل ضائع ہوتے نظر آ رہے ہے کیونکہ میں تو واپس آگیا" اس نے آگے بڑھ کر اسے تھامنا چاہا

پری نے اس کے دنوں ہاتھ بے دردی سے جھٹک دیے

"ہاتھ مت لگائی گا مجھے اتنا بڑا جھوٹ اتنا بڑا دھوکا آپ شاہ زر آپ زندہ ہو آپ کو تھوڑا سا بھی میرا خیال نہیں آیا کہاں تھے آپ جواب دے مجھے" اس نے بے بسی سے کہا

اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اسے لگ رہا تھا وہ سب خواب ہے وہ شاہ زر کو چھوئے گئی تو خواب ختم ہو جائے گا سب ختم ہو جائے گا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ زر نے آگے بڑھ کر اسے خود سے قریب کیا پری نے اس کے سینے پر سر دکھ دیا وہ اب کانپ رہی تھی شاہ زر کی مہربان ہاتھوں نے اسے سمیت لیا تھا وہ رو رہی تھی بے آواز اس کے آنسو شاہ زر کی نہ صرف شرٹ بھگو رہی تھی بلکہ اس کے آنسو شاہ زر کے دل پر گر رہے تھے

....

"کہاں تھے آپ شاہ میں نے آپ کو کتنا تلاش کیا آپ کیوں چلے گئے تھے مجھے اکیلا چھوڑ کر"

بہت رو لینے کے بعد اس نے سر اٹھا کر شاہ زر کی آنکھوں میں دیکھ کر شکوہ کیا

شاہ زر نے اسے خود سے الگ کیا اسے ہاتھ سے تھام کر سوئمنگ پول کے کنارے لے آیا

"بیٹھوں یہاں پری آرام سے سب بتاتا ہوں تمہارے سارے سوالوں کے جواب دوں گا مگر اب میں تمہاری آنکھوں میں ایک آنسو بھی نا دیکھوں بہت رو چکی تم اب اور نہیں میری جان" شاہ زر نے اپنے ہاتھ کے پوروں سے اس کے آنسو صاف کیے پری نے نظر اٹھا کر شاہ زر کو دیکھا جو اسے ہی بہت محبت سے دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں محبت کا سمندر آباد تھا

شاہ زر اسے کندھوں سے تھام کر آرام سے سوئمنگ پول کر سائیڈ پر بیٹھایا خود بھی اس کے ساتھ وہی بیٹھ گیا دونوں کے پاؤں پانی میں تھے پانی میں حرکت ہوئی سارے پھول آبشار کی طرح آدھر ادھر بکھر گئے پری نے اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ دیا شاہ زر نے ہاتھ اس کے کمر کے گرد ڈال کر اسے اپنے حصار میں لیا

"پری جانتی ہوں تمہارے اس ایک فون کال نے مجھے کتنی خوشی دی تھی میں تم سے بات کرتے ہوئے جیسے ہواؤں میں اڑ رہا تھا پھر نجانے کیا ہوا میرے سر پر یک بھاری چیز آ کر لگی اور میں ہوش و حواس کھو بیٹھا میرے ہاتھ سے موبائل کہی دور جا کر گر گیا

تھا پھر جب مجھے تین گھنٹے بعد ہوش آیا میں تمہارے پاس آنا چاہتا تھا مگر نہیں آ پایا جانتی ہوں کیوں کیونکہ میں اپنے آپ کو پرکھنا چاہتا تھا میں جاننا چاہتا تھا تم سے محبت صرف دو دن کی تو نہیں کل کو وقت کی ڈور میں الجھ کر میں اپنے باپ کی طرح تمہیں بے یارو مددگار تو نہیں چھوڑ دوں گا مجھے لگا تھا تم میری محبت سے زیادہ میری عادت بن گئی ہوں اور مگر نہیں میں غلط تھا تم میری عادت سے زیادہ میری ضرورت میری محبت بن گئی تھی ہر روز میں تمہیں یاد کرتا تڑپتا رہا ہوں میں آنے کو بے چین ہو جاتا میرا دل کرتا بھاگ کر تمہارے سامنے جاؤں اور تمہیں بتاؤں تم میرے لیے کتنی خاص ہو" شاہ زر نے دھیرے سے کہا

"اور آپ کو ان سب کے دوران میرا خیال نہیں آیا مجھ پر کیا گزری میں کتنی تڑپی کتنا روئی اب کو صرف اور صرف اپنا خیال تھا" آنسو قطار در قطار اس کی آنکھوں پھسل پڑے تھے

شاہ زر نے رخ موڑ کر اس کے آنکھوں سے نکلتے آنسوں کو دیکھا اس کے دل کو کچھ ہوا وہ ہر بار ان خوبصورت آنکھوں میں آنسو لانے کا سبب بن جاتا تھا اس نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر اس نے آنسو صاف کئے

"میں نے تمہیں بہت درد بہت دکھ بہت تکلیف دی ہے اب میں ان سب کا ازالہ کرنا

چاہتا ہوں پری میں جانتا ہوں ان چار ماہ میں تم پر کیا گزری ہو گی میں لوٹ آیا ہوں میں اعتبار ہونے تک لوٹ کر نہیں آنا چاہتا تھا مجھے تمہارے پیار سے زیادہ تمہارا خود پر اعتبار کا اعتماد کا بھروسہ کا ساتھ چاہئے تھا اور آج مجھے یقین ہو گیا ہے میں اور تم صرف ایک دوسرے کے لئے بنے ہیں" اس نے پیار سے کہ کر اس کا ہاتھ تھام لیا

"آج ہی کیوں آپ پہلے بھی تو آ سکتے تھے اتنا تڑپانے کی کیا ضرورت تھی" وہ خفگی سے گویا ہوئی

"تمہیں تمہاری سالگرہ پر سرپرائز دینا تھا نا اس لیے" وہ شرارت سے گویا ہوا

"ہاں ہاں اور اس سرپرائز کے چکر میں بے شک میری جان چلی جاتی" اس نے روٹھے لہجے میں کہا

"تمہیں کچھ ہو جاتا نہ پری تو تمہارا شاہ زر بھی زندہ نہیں رہ پاتا" اس نے سنجیدگی سے کہا

پری نے تڑپ کر سر اس کے کندھے سے سر اٹھا کر انگلی اس کے ہونٹوں پر رکھ دی

"شش اب اور نہیں مرنے مارنے کی باتیں مت کریں شاہ"

شاہ زر اس کی اس ادا پر دل اور جان سے فدا ہی ہو گیا اس نے مسکرا کر اس کا وہی ہاتھ پکڑ کر اپنے دل پر رکھا

"اس دل میں صرف اور صرف تم ہی رہتی ہوں پریشے شاہ زر آنکھیں بند کر کے ان

دھڑکنوں کو محسوس کروں تمہیں میرے جذبوں کی سچائی کااندازہ ہوجائے گا"اس نے جذب کے عالم میں اس کی آنکھوں میں محبت سے دیکھ کر کہا

پری نے آنکھیں بند کرکے اس کی دھڑکنوں کو محسوس کرناچاہاجس کے ایک یک دھڑکن پرپری کانام لکھاتھاپری نے مسکراکرآنکھیں کھول دیں

"کچھ سنائی دیا"اس نے محبت سے پوچھا

پری نے شرارت سے سر نفی میں ہلایا

شاہ زر نے گھورا

پری کھلکھلاکرہنس دی شاہ زر نے آگے بڑھ کراس کے بالوں کوکان کے پیچھے کیا

"میں تمہاری زندگی میں تب لوٹ کرآناچاہتاتھاجب تمہیں مجھ پرپورایقین ہوجاتا اعتبار ہونے تک مجھے تم سے دورہی رہناتھامیں تمہاری زندگی میں زبردستی شامل نہیں ہوناچاہتاتھاپری میں تمہاری پوری رضامندی سے تمہیں اپناناچاہتاتھا"اس نے مدھم لہجے میں محبت سے چھورلہجے میں کہا

پری زیادہ وقت اس کی آنکھوں میں دیکھ نہیں پائی اس نے دھیرے سے نظریں چرالی اس کادل ابھی بھی ڈھک ڈھک کررہاتھا

"شاہ مجھے اب تک یہ سب ایک خواب لگ رہاہے جیسے ابھی آنکھیں کھولوں گی اور

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب ختم ہو جائے گا" پری کے لہجے میں خوف بول رہا تھا

شاہ زر نے اس کا ہاتھ دل سے ہٹا کر اپنے دنوں ہاتھوں میں لیا

"میں جانتا ہوں میری جان سب بہت اچانک ہوا ہے مگر اب یقین کر لوں کہ تمہارا شاہ زر لوٹ آیا ہے صرف اور صرف تمہارے لئے" اس نے پری کے گال پر پیار سے تھپکی دی پھر موبائیل نکال کر فون ملانے لگا

"ہاں ہاں یار آ جاؤ" اس نے کہ کر فون بند کیا پری نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا شاہ زر دھیمے سے مسکرایا

"اٹھو پری صاحبہ چل کر تیار ہو جائے شاہ زر کا آڈر ہے منا تو پڑے گا نا" پیچھے سے صنم کی چہکتی آواز آئی

پری نے چونک کر پیچھے دیکھا اسے آج سرپرائز پر سرپرائز مل رہے تھے

"آپ یہاں" اس نے شاہ زر کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالا اٹھ کر بے یقینی سے صنم کو دیکھا اس کی آواز میں خوشی صاف دیکھائی دے رہی تھی

صنم نے محبت سے اسے دیکھا آگے بڑھ کر گرم جوشی سے پری کو گلے لگایا

"میری پیاری سی پرستان کی شہزادی کیسا لگا سرپرائز" صنم نے شرارت سے کہا

پری نے ناراض نظروں سے اسے دیکھا

"آپ دنوں ملے ہوئے تھے کیا"اس نے باری باری دونوں کو گھورا

"نہیں میری جان مجھے بھی ایک ویک پہلے پتا چلا ہے شاہ زر نے سختی سے منا کیا تھا وہ تمہیں سرپرائز دینا چاہتا تھا مجھے بھی ایمر جنسی میں بلایا گیا ظالم انسان نے وہاں میری شادی کی تیاریاں شروع ہے اور میں یہاں پاکستان میں گھوم پھیر رہی ہوں"اس نے ایک ہی سانس میں ساری بات کہ دی پری قہقہہ لگا کر ہنس دی شاہ زر اور صنم نے حیرانی سے اسے دیکھا

"صنم آپ کی جلدی جلدی بولنے کی عادت کب ختم گئی"اس نے ہستے ہوئے صنم کو چھیڑا شاہ زر بھی ہنس دیا صنم نے مصنوعی خفگی سے اسے گھورا پر آگے بڑھ کر اسے پھر سے گلے لگایا"چلو میرے ساتھ تمہیں جلدی سے تیار کروا بھی تو تمہیں شاہ زر کے ساتھ اپنی برتھڈے بھی سیلیبریٹ کرنی ہے"پری نے سر اثبات میں ہلایا جانے سے پہلے اس نے مڑ کر شاہ زر کو مسکرا کر دیکھا شاہ زر کے ہونٹوں پر بھی خوبصورت مسکراہٹ تھی وہ قدم آگے بڑھا گئی.......

....

شاہ زر آدھے گھنٹے سے اس کا انتظار کر رہا تھا آج کی رات اس کی زندگی کی سب سے خوبصورت رات تھی وہ کھولے آسمان کے نیچے کھڑا آسمان پر چاند کو دیکھ رہا تھا جو

پورے آب وتاب کے ساتھ چمک رہا تھا اس کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے تارے چاند کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے اس نے مسکرا کر دور آسمان پر چاند کو آہٹ پر مڑ کر دیکھا پری داخلی دروازے سے باہر آ رہی تھی

اس نے ریڈ میکسی جس پر گولڈن نازک کام ہوا تھا زیب تن کیا ہوا تھا جس کا ایک سرا پری نے نازاکت سے اپنے ہاتھ کے دو انگلیوں سے تھام رکھا تھا پاؤں پر گولڈن ہیل پہنی ہوئی تھی جو اسکے خوبصورت پاؤں کو اور دلکش بنا رہے تھے بال اس نے کھولے چھوڑے ہوئے تھے جو ہوا کے ساتھ اڑ کر اس کے چہرے پر آ رہے تھے چہرے پر ہلکا ہلکا سا میک اپ اس کے حسین چہرے کو اور خوبصورت بنا رہا تھا گلے میں نازک سا ڈائمنڈ نیکلس تھا

وہ آہستہ آہستہ شاہ زر کی طرف بڑھ رہی تھی شاہ زر یک تک اسے بے خودی سے دیکھ رہا تھا اسے اپنے ارد گرد کی کوئی خبر نہیں رہی پری نے اس کے سامنے آ کر اپنا ہاتھ اس کے چہرے کے سامنے ہلایا شاہ زر نے چونک کر اسے دیکھا

"پری یہ سچ میں تم ہی ہوں یا میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں" اس نے ایک قدم اگے ہو کر مدہوش لہجے میں کہا پری نے شرما کر نظریں جھکا لی شرمانے سے اس کے گال لال ہو گئے اس روپ میں وہ اور دلکش دیکھائی دے رہی تھی

"کیوں میری جان لینے پر آمادہ ہو تم "اس نے شرارت سے کہا

پری نے اب کی بار بھی نظریں اٹھا کر شاہ زر کو نہیں دیکھا

"جانتی ہوں اس ڈریس کو لیتے وقت مجھے اندازہ بھی نہیں تھا تم اس میں اس قدر خوبصورت لگوں گی اسے پہن کر تم نے اس معمولی ڈریس کو بہت خاص کر لیا" شاہ زر نے اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کیے

"خاموش کیوں ہو کچھ کہوں نا" شرارت سے بولا

"ناراض ہو کیا"

پری نے نفی میں سر ہلایا نظریں اٹھا کر دیکھنے کی ہمت اب بھی نہیں ہوئی

شاہ زر اس کے معصوم چہرے کو بغور دیکھا پھر اس کی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکا دی اور آنکھیں میچ کر مدھم لہجے میں اس کی کان میں سرگوشی کرتے ہوئے ہوئے بولا

"آج کی رات کتنی خوبصورت ہے "نرم لہجے میں کہتا وہ سیدھا پری کے دل میں اتر رہا تھا اس نے پری کا نازک سا ہاتھ دھیرے سے تھام کر ٹیبل تک آیا پری نے محبت سے اس کے چہرے کو دیکھا جو آج زندگی میں پہلی بار اتنی خوشی مل جانے کے بعد خوشی سے دھمک رہا تھا اس نے دل ہی دل میں ماشاءاللہ کہا

شاہ زر نے اس کا ہاتھ چھوڑا خود ایک پاؤں پر پری کے سامنے بیٹھ گیا پری نے حیرانی سے

اسے دیکھا وہ اب کیا کرنے والا تھا

اس نے پینٹ کی جیب سے ایک ڈبہ نکالا اسے کھول کر پری کے سامنے کیا جس میں ایک خوبصورت سی ڈائمنڈ رنگ جگمگا رہی تھی پری نے بےیقنی سے اسے دیکھا اس کے چہرے خوشی سے چمک رہا تھا

"کیا تم پوری زندگی کے لیے میری ہمنوا بنا چاہوں گئ" شاہ زر نے دھیرے سے کہا پری نے دھیرے سے سر کو حرکت دی

شاہ زر نے اٹھ کر اس کا بایاں ہاتھ تھام کر تیسری انگلی میں رنگ پہنائی پری نے محبت سے اسے دیکھا آنسو خود بخود نکل آئے

"اب اور نہیں میری جان" شاہ زر نے آگے بڑھ کر اس کے آنسو پونچھ ڈالے

"یہ تو خوشی کے آنسو ہے شاہ زر میں آپ کو بتا نہیں سکتی میں کتنی خوش ہوں مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں اپنی خوشی کیسے بیان کروں" پری نے مسکرا کر اپنے محبوب شوہر کو دیکھ کر کہا

"تم نا بھی کہو تمہارے چہرے پر صاف دکھائی دے رہا ہے تمہیں اظہار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں میں ان آنکھوں میں لکھا پڑھ سکتا ہوں پری"

شاہ زر نے پری کے کمر کے گرد اپنا بازوں حمائل کیا اسے اپنے ساتھ لگا کر ہاتھ تھام کر

کیک کاٹا پری نے ایک ٹکڑا اٹھا کر اس کے منہ میں رکھا شاہ زر نے بھی پری کو کیک کھلایا دونوں آج بہت خوش تھے ان کی خوشی پر دور آسمان پر موجود چاند بھی مسکرا رہا تھا پری نے اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ کر اپنی آنکھیں موند لی

"میری زندگی کی سب سے حسین رات ہے یہ شاہ زر مجھے اتنا اچھا سرپرائز دینے کے لیے بہت بہت شکریہ میں اس رات کو کبھی نہیں بھول سکتی" پری نے پیار بھرے لہجے میں کہا شاہ زر اس کا ہاتھ تھام کر اسے اندر لے جانے لگا

"ابھی ایک اور سرپرائز باقی ہے"

وہ دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے شاہ زر کے کمرے کے باہر روک گئے

"سنا ہے تم اس کمرے میں میرے ساتھ جانا چاہتی تھی آج تمہاری یہ خواہش بھی پوری کر دیتا ہوں"

دروازا جیسے ہی کھولا شاہ زر اور پری نے مل کر قدم اندار رکھا شاہ زر نے آگے بڑھ کر لائٹ ان کی کمرہ روشنیوں میں نہلا گیا ہر طرف پھول ہی پھول تھے پری کی آنکھیں حیرت سے کھولیں کی کھولیں رہ گئی اتنا خوبصورت استقبال اس نے شاہ زر کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا

"میری زندگی کو اتنا خوبصورت بنانے کے لیے شکریہ"

"میری زندگی میں آنے کے لیے شکریہ" شاہ زر نے اس کے ہی انداز میں کہا

پری دھیمے سے ہنس دی

"مجھے تم سے بہت پیار ہے میں اپنی ساری زندگی تمہارے سنگ گزرنا چاہتا ہوں کیا آپ اس ناچیز کا ہاتھ تھام کر اسے جینا سکھائی گئی ملکہ عالیہ" شاہ زر نے جھک کر ایک ہاتھ سینے پر باندھ کر سر جھکا کر ایک ادا سے کہا

پری نے مسکرا کر اس کے جھکے سر کو دیکھا

"مجھے سوچنے کا وقت چاہیے عالم پناہ" پری نے شرارت سے کہا

شاہ زر نے پری کو گھورا پری اسے ہی دیکھ کر مسکرا رہی تھی شاہ زر کی ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آگئی

پری نے آگے بڑھ کر شاہ زر کے دنوں ہاتھ تھام کر اپنی آنکھوں سے لگائے اس کے اس انداز پر شاہ زر مسکرا دیا اس نے ان آنکھوں کو باری باری ہونٹوں سے چھوا

"میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ آپ کے نام کرتی ہوں یہ زندگی ہی کیا میں تو مرنے کے بعد بھی آپ کے ساتھ جنت میں داخل ہونا چاہتی ہوں آپ میری زندگی ہوں شاہ زر مجھے آپ سے بے حد محبّت ہے" پری نے اس کی طرف دیکھ کر جذب کر عالم میں کہا شاہ زر نے مسکرا کر اسے اپنے ساتھ لگا دیا.... آج ان کی کہانی مکمل ہو گئی تھی

****

❤️ ختم شدہ ❤️

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ

کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews